رسالہ

براہین مہدویہ

مؤلفہ

مولانا عبدالحکیم صاحب تدبیرؔ مرحوم

علامہ شمسیؒ ریسرچ اکیڈمی

806-6-1، مہدی منزل، دائرہ مشیر آباد، حیدر آباد 500020

رسالہ

براہین مہدویہ

مؤلفہ

مولانا عبدالحکیم صاحب تدبیرؔ مرحوم

منشی فاضل و مولوی عالم (رکن مجلس علمائے مہدویہ ہند)

علامہ شمسیؒ ریسرچ اکیڈمی

1-6-806 ،مہدی منزل، دائرہ مشیر آباد، حیدرآباد 500020

سلسلہ مطبوعات ۔۱۰

علامہ شمسیؒ ریسرچ اکیڈمی

نام کتاب	:	رسالۂ براہینِ مہدویہ
مصنف	:	محمد عبدالحکیم تدبیر مہدوی مرحوم
طبع	:	سوم
سنہ اشاعت	:	نومبر ۲۰۰۴ء م رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
ناشر	:	علامہ شمسیؒ ریسرچ اکیڈمی حیدرآباد
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	SAN کمپیوٹر سنٹر، چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ فون 24529428
طباعت	:	گرافک ڈیزائنر، منگل ہاٹ، حیدرآباد۔ فون 24607075

ملنے کا پتہ

علامہ شمسیؒ ریسرچ اکیڈمی

1-6-806، مہدی منزل، دائرہ مشیرآباد، حیدرآباد 500020

☎ 55588316 Cell: 98491-70775

اللہ نے دیا ہے

برائے ایصال ثواب

والدین محترم مولوی سید اسد اللہ عباس ید اللہی مرحوم واہلیہ

فہرست عناوین

تقریظ از علامہ جلیل وفہامۂ نبیل افضل الفاضلین اکمل الکاملین مولائی و استاذی مولوی سید شہاب الدین صاحب قبلہ صدر مجلس علمائے مہدویہ

حامداً ومصلیاً !!

رسالہ ''براہین مہدویہ'' جو مولوی محمد عبدالحکیم صاحب منشی فاضل و مولوی عالم رکن مجلس علمائے مہدویہ (ہند) کی تالیف ہے میں نے بغائر نظر دیکھا اس رسالہ میں جن ضروری مسائل پر بحث کی گئی ہے ان کے نظر کرتے کہا جاسکتا ہے کہ یہ مذہبی لٹریچر میں ایک مفید اضافہ ہے کیونکہ اس کے مندرجہ مباحث دو نوعیت کے پائے جاتے ہیں۔

ایک تو وہ جو دوسرے علمائے قوم کے اقوال اور آراء ہیں جن کو استدلالاً و سنداً معہ حوالہ نقل کیا گیا ہے۔ یہ حصہ بھی اس اعتبار سے افادیت سے خالی نہیں ہے کہ دوسرے علمائے قوم کی تحقیقات جو مختلف مقامات میں پھیلی ہوئی تھیں وہ یہاں برمحل ایک جگہ جمع ہیں۔

دوسرے وہ مباحث ہیں جن کو ایک خاص اسلوب پر پیش کیا گیا ہے۔ جو اس وقت تک اس اسلوب پر پیش نہیں ہوئے تھے۔ پہلی نوعیت کی بہ نسبت دوسری نوعیت کے مباحث زیادہ ہیں اور یہی اس رسالہ کی خصوصیات ہیں مثلاً:۔

محدثین نے امام مہدی علیہ السلام کے متعلق جن احادیث کی تخریج کی ہے ان کو متعدد عنوانات میں تقسیم کر کے ہر عنوان کی متعلقہ احادیث کی روشنی میں امامنا علیہ السلام کے حالات کو مطابق ثابت کرنے کی اہم خدمت کے چند نمونے جیسے امام علیہ السلام کے نسب و خاندان اور نام اور حلیہ شریف کے بیان سے متعلق پیش کیے گئے ہیں۔

انبیائے سابقین نے اپنے بعد آنے والے ہادیان برحق کی نسبت جو اخبار مغیب دی ہیں اور وہ ہم تک پہنچی ہیں۔ اور حضرت افضل الانبیاء والمرسلین نے اپنے بعد آنے والے ہادی برحق حضرت امام مہدی علیہ السلام کے متعلق اخبار مغیب دی ہیں وہ بھی ہم تک پہنچی ہیں۔ ان دونوں میں جو فرق و امتیاز پایا

جاتا ہے وہ بتاتا ہے کہ پہلی اخبار مغیب عموماً مجمل اور مبہم ہیں اور ان کے مقابل دوسری اخبار مغیب زیادہ تفصیلی اور واضح ہیں جن سے صاف واضح ہوتا ہے کہ انبیائے سابقین کے علم کے مقابل حضرت افضل الانبیاء صلعم کا علم حسب فرمان **و علّمک مالم تکن تعلم و کان فضل الله علیک عظیما** زیادہ وسیع اور کامل ہے یہی وجہ ہے کہ وہ سب باتیں جن سے تعین شخصی میں مدد ملتی ہے اور وہ سب ضروری تفصیلات امام مہدی علیہ السلام کے متعلق اخبار مغیب میں موجود ہے جو انبیائے سابقین کے اخبار میں نہیں پائی جاتیں۔

بعض ضروری مسائل کو بھی حل کیا گیا ہے جیسے امام مہدی و عیسیٰ علیہما السلام ایک ہی زمانہ میں جمع ہونے کی نسبت جو غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے اس کے متعلق منقولی و معقولی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ ان دونوں خلیفہ اللہ کا ایک وقت اور ایک زمانہ میں جمع ہونا صحیح نہیں ہے۔

زمانہ ظہور و بعثت امام مہدی علیہ السلام پر بھی کافی بحث کی گئی ہے اور اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی اور امامنا علیہ السلام کے زمانہ ظہور کو ان سے منطبق کیا گیا ہے۔

تاریخ و جغرافیہ کی رو سے بھی ضروری تفصیلی مباحث کئے گئے ہیں مثلاً احادیث میں امت کو امام مہدی علیہ السلام سے بیعت کرنے کے تاکیدی احکام "**فبایعوہ ولو حبوًا علی الثلج**" کے الفاظ سے دیئے گئے ہیں (یعنے اگر تم کو برف پر سے رینگتے گھستے بھی جانا پڑے تو جاؤ اور امام مہدی علیہ السلام سے بیعت کرو) اس کے متعلق عرب خراسان۔ اور خاص مقام ''فرہ'' کا جغرافیہ طبعی بتا کر ثابت کیا گیا ہے کہ اس کا صحیح مصداق یہی مقام ہوسکتا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے۔ ایک نقشہ بھی دے کر فراہ کے محل وقوع کی صراحت کی گئی ہے۔

بعض روایات میں امام مہدی علیہ السلام کے مقام پیدائش و ظہور کی نسبت یہ الفاظ ہیں ''**المھدی یخرج من قریۃ یقال لھا کریمۃ**'' اس رسالہ میں یہ تحقیق کی گئی ہے اصل میں قدیم تاریخ ہند سے پتہ چلتا ہے کہ جونپور جہاں آباد کیا گیا ہے یہ ایک قریہ تھا جس کو ''کریمتھ'' کہا جاتا تھا اور حدیث مذکور میں جو ''کریمۃ'' بیان کیا گیا ہے وہ اس سے مطابق ہے۔

اس رسالہ میں آیت یٰا یھا الذین اٰمنو من یر تد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم الخ کی تفسیر کرتے ہوئے ''فرقہ باطنیہ'' کے حالات اور اس فرقہ کے عقاید نیز بانی فرقہ کے حالات کے ضروری اقتباسات کئے گئے ہیں اور اس موضوع سے متعلق ذرا تفصیل سے کام لیا گیا ہے اور فرقہ باطنیہ کی حکومت جن جن مقامات پر تھی اس کا ایک نقشہ دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام فراہ ان کے شرقی حدود میں تھا۔ بظاہر سطحی نظر سے دیکھنے والے اس کو غیر ضروری اور غیر متعلق خیال کریں گے۔ لیکن رسالہ کا یہ حصہ اس لئے ضروری ہے کہ فرقہ باطنیہ کے حالات اور اس کی تاریخ سے عام طور پر لاعلمی کے بادل چھائے ہوئے ہیں اور مذہبی لحاظ سے رسالہ کا یہ حصہ اس لئے ضروری ہے کہ بعض معاندین مہدویہ نے لاعلمی و جہالت سے یا دوسرے اسلامی فرقوں کو مغالطہ دینے کے لئے مہدویہ کے عقائد و اعمال کو باطنیہ کے عقاید و اعمال کے مشابہ اور انہی سے ماخوذ کہا ہے وغیرہ لیکن ذرا سے غور و تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدویہ کے مقدس مقتدا کے فرامین کو جیسے ''مذہب ما کتاب اللہ و اتباع رسول اللہ'' اور اعمال کو جو سراسر اتباع و موافقت شریعت کی طرف مشعر ہیں باطنیہ کے عقائد و اعمال سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فرقہ باطنیہ کے عقائد و اعمال سے واقفیت ہو لہذا ہر مہدوی کے لئے اس رسالہ کا یہ حصہ نہایت درجہ ضروری ہے کہ وہ اس کو غور سے دیکھے اور ذہن نشین رکھے تا کہ وقت ضرورت اپنے مذہب حق کو فرقہ باطنیہ سے مقابلہ کر کے معاندین مہدویہ کے قول کی تردید کر سکے۔ رسالہ ''براہین مہدویہ'' اپنے ضروری اور خصوصی مباحث مندرجہ کے اعتبار سے نہایت مفید اور معلومات جدید سے پُر ہے قوم کو اس کی قدر کرنی اور اس سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔

سید شہاب الدین بن علامہ سید نصرت غفرلہا
صدر مجلس علمائے مہدویہ (ہند)

تقریظ از فاضل علام حبر قمقام عمدۃ المتقدمین زبدۃ المتاخرین اسعد العلماء مولوی ابوسعید سید محمود صاحب قبلہ وکعبہ تشریف اللّٰہی

مبسملاً و محمداً و مصلیاً

جناب مولوی محمد عبدالحکیم تدبیرؔ رکن مجلس علمائے مہدویہ (ہند) کی تالیف ''براہین مہدویہ'' نظر سے گزری۔ خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ ثبوت مہدیت کی کتابوں میں ایک ایسی کتاب کا اضافہ ہو رہا ہے جس سے نہ صرف مہدویوں کو فائدہ ہوگا بلکہ مہدویہ کے ناطرفدار اصحاب بھی ان مباحث سے محظوظ ہوں گے اور متلاشیان حق وصداقت کو اس کتاب کے مطالعہ سے راہ ہدایت کے لئے روشنی حاصل ہو سکے گی۔

''براہین مہدویہ'' کی ایک اہم خصوصیت یہہ ہے کہ ثبوت مہدیت کے لئے تحقیقات و معلومات میں اضاہ کی کامیاب جدوجہد کی گئی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس مذہب حقہ سے واقف ہو سکیں۔ کیونکہ از روئے دین، بعثت مہدی موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد ''اطیعو اللہ و اطیعو الرسول'' کی تعمیل بیعت وقبولیت مہدی موعود ہی پر منحصر ہے اس لئے ثبوت مہدیت اور مذہب مہدویہ کی زیادہ سے زیادہ تبلیغ واشاعت دین کا اہم فریضہ ہے۔ اسی نقطۂ نظر کے تحت ''براہین مہدویہ'' کی تالیف انجام پائی ہے۔

یہ خدمت مولف صاحب موصوف کے شایان شان بھی ہے کیونکہ وہ علوم متداولہ میں کافی دخل رکھتے ہیں اور ایسے علماء کی تربیت وصحبت سے مزین ہیں جو وحید العصر اور استاذ العلما تھے جن کے اسمائے گرامی علامہ سید نصرت اللہ علیہ الرحمۃ مصنف کحل الجواہر، بحرالعلوم علامہ سید اشرف شمسیؔ صاحب تفسیر لوامع البیان وغیرہ اور علامہ سید شہاب الدین صاحب مولف رسالۂ اقتداء وتوضیح الفحاوی وغیرہ ہیں اور خود موصوف کے شاگردوں میں کئی افراد منشی، منشی عالم، منشی فاضل، مولوی، مولوی عالم ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

کوئی شخص صرف ذاتی مطالعہ سے عالم دین نہیں بن سکتا خواہ میدان شریعت ہو یا عرفان وطریقت تربیت وصحبت لازم ہے۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نشد
ہیچ آہن خود بخود تیغے نشد
مولوی ہر گز نشد ملائے روم
تا غلام شمس تبریزے نشد

اس لئے وہی خدمت مقبول علماء ہوتی ہے جو اصول پر حاوی، رموز ونکات استدلال سے مزین اور جس سے تربیت وصحبت علماء کی شان جلوہ گر ہو!!!

الحمد اللہ مولوی عبدالحکیم صاحب تدبیرؔ مسلمہ ومقبول علماء عالم ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے اور صحت وتوانائی عطا فرمائے تاکہ مذہب حقہ کی زیادہ سے زیادہ خدمت انجام دے سکیں۔ آمین، ثم آمین

فقیر ابو سعید سید محمود تشریف اللّٰہی

معتمد مجلس علمائے مہدویہ (ہند)

وداعی اجماع فقرائے مہدویہ حیدرآباد دکن

بسم الله الرحمن الرحیم

عرضِ حال

دورِ حاضر میں تبلیغ واشاعت مذہب کی شدید ضرورت اور اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ بنیادی دینی تعلیم سے محرومی کے باعث نوجوان نسل اور بیرونی ممالک میں برسرکار لوگ بآسانی مخالفین کی سازشوں کا شکار ہورہے ہیں۔ جبکہ بعثت مہدیؑ کی ضرورت واہمیت امت مسلمہ کا ایک متفق علیہ عقیدہ ہے البتہ رائے منقسم ہے۔ ایک گروہ مہدیؑ کی آمد کا منتظر ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ قیامت کے قریب مبعوث ہونگے۔ دوسرا گروہ حضرت سید محمد جونپوری کو مہدی موعودؑ تسلیم کرتا ہے اور مزید کسی مہدی کی آمد کا منتظر نہیں۔ جبکہ تیسرا گروہ سرے سے بعثت مہدی کی ضرورت کا منکر ہے۔ اس تیسرے گروہ کی رد میں اہل سنت کے کئی علماء نے مدلل کتابیں لکھی ہیں جو سعودی عرب اور پاکستان وغیرہ سے شائع ہوچکی ہیں۔

یہ سمجھنا خام خیالی ہے کہ یہ موضوع صرف برصغیر تک محدود ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف عرب ممالک بلکہ مغربی ممالک میں بھی مہدی اور مہدیت پر مباحث اور تحقیق جاری ہے خصوصاً چودہویں صدی ہجری کے اختتام پر اس معاملہ میں دلچسپی بہت بڑھ گئی ہے۔

ضرورتِ بعثت مہدیؑ کے قائل مذکور الصدر دو گروہوں میں صرف زمانہ ومقام بعثت اور تعین شخصی میں اختلاف رائے ہے چنانچہ اس موضوع کے اثبات وانکار پر کئی تالیفات منظر عام پر آچکی ہیں۔ ایسی ہی ایک تصنیف ''رسالہ براہین مہدویہ'' ہے جس میں ضرورت بعثت مہدیؑ زمانہ ومقام ولادت اور تعین شخصی وغیرہ مسائل پر مفصل ومدلل

بحث کی گئی ہے۔ اس رسالہ کے مصنف مولانا محمد عبدالحکیم صاحب تدبیرؔ مرحوم ہیں جو حضرت علامہ بحر العلوم سید اشرف شمسی علیہ الرحمہ کے شاگرد تھے اور مجلس علمائے مہدویہ ہند کے رکن بھی تھے مولوی تدبیر صاحب نے نہ صرف اپنے استاد محترم کے مخطوطات کو محفوظ کرنے کے لئے ان کی نقل بنائی ہے بلکہ تفسیر لوامع البیان کے پہلے جز کا اردو میں ترجمہ بھی کیا ہے۔

استاد و شاگرد کے درمیان اس رشتہ تلمذ اور خاص وابستگی کے پیش نظر علامہ شمسی ریسرچ اکیڈمی نے نہ صرف اس رسالہ کو بلکہ تفسیر کے ترجمہ کو بھی دوبارہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

''رسالہ براہین مہدویہ'' کو پہلی بار ۱۳۷۷ھ م ۱۹۵۸ء میں زیر نگرانی مجلس علمائے مہدویہ ہند مولف کے فرزند آغوشی جناب محمد سالار احمد نے شائع کیا تھا جبکہ دوسری بار ادارۂ شمسیہ چنچل گوڑہ حیدرآباد کے زیر اہتمام اشاعت عمل میں آئی لیکن اس پر سن اشاعت درج نہیں ہے۔ اب یہ کتاب نایاب ہوگئی ہے۔ چنانچہ اس کی اہمیت، افادیت اور ضرورت کے پیش نظر اس کی اشاعت کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ یہ کتاب علامہ شمسی ریسرچ اکیڈمی کے سلسلہ مطبوعات کی دسویں کڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اشاعت علم دین کے ضمن میں ہماری ان کوششوں کو کامیابی سے ہمکنار کرے اور ہمیں راہ ہدایت میں استقامت عطا کرے۔ آمین

۲۷/ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ م ۱۱/نومبر ۲۰۰۴ء
بروز پنجشنبہ

سید یداللہ شجیع یداللہی
بانی صدر علامہ شمسی ریسرچ اکیڈمی

مولوی محمد عبدالحکیم تدبیرؔ

دکن میں جن قابل فخر ہستیوں نے جنم لیا ان میں مولوی محمد عبدالحکیم صاحب تدبیرؔ بھی ہیں ۔۲/ شعبان ۱۳۰۹ھ مطابق ۲/ مارچ ۱۸۹۲ء کو حیدرآباد کے ایک قدیم اور معزز گھرانہ میں پیدا ہوئے ۔ مدرسۂ دارالعلوم سے منشی عالم اور مولوی فاضل کامیاب کیا ۔ فقہ، تفسیر وغیرہ علوم اسلامیہ کی تکمیل حضرت بحرالعلوم علامہ سید اشرف شمسیؒ سے کی ۔ شاعری میں حضرت سید جلال الدین توفیقؒ سے مشورۂ سخن کرتے تھے ۔ بڑے اچھے شاعر تھے، طبیعت میں سنجیدگی، نہایت کم سخن، مخلص اور نیک نفس بزرگ تھے ۔

مولانا عبدالحکیم صاحب تدبیر کے دو بھائی جناب عبدالرحیم (مدرس) اور جناب عبدالکریم (سرکاری گتہ دار) تھے ۔ کہا جاتا ہے کہ ان تینوں بھائیوں کے خاندانی ناموں کو بدل کر یہ نام علامہ شمسیؒ نے ہی رکھے تھے ۔ تینوں بھائیوں کی بیعت حضرت سید سعد اللہ سید نجی میاں صاحبؒ اہل اکیلی سے تھی لیکن بعد انتقال تجہیز و تکفین جالندھری حضرت مولانا سید شہاب الدین صاحبؒ کے ہاتھوں ہوئی کیونکہ مولانا عبدالحکیم صاحب کے ان سے بہت قریبی تعلقات تھے ۔ البتہ باقی دونوں بھائی حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب اہل اکیلی سے ہی وابستہ رہے ۔ مولانا عبدالحکیم صاحب لاولد تھے اس لئے ہم زلف جناب محمد منور صاحب کے فرزند محمد سالار احمد کو فرزند آغوشی بنالیا ۔ حضرت سید نجی میاں صاحب اہل اکیلی کے خادم جناب محمد جمال صاحب ولد محمد سلطان صاحب تاجر جنہوں نے حظیرۂ حضرت بندگی میاں سید راج محمد رحمۃ اللہ علیہ چنچل گوڑہ میں ۱۳۲۳ھ میں مسجد تعمیر کروائی تھی ان سے رشتہ داری تھی اور انہی کے ہڈواڑ میں دفن ہیں ۔ مولانا عبدالحکیم صاحب تدبیر نے بروز جمعہ ۹/ شعبان ۱۳۹۳ھ م ۷/ سپتمبر ۱۹۷۳ء کو وفات پائی ۔

مولانا عبدالحکیم صاحب مدرسہ گوشہ محل میں مدرس تھے اور حیدرآباد سوشیل کالج میں اردو اور فارسی کے لکچرر تھے ۔ اس کے علاوہ صحیفہ مسجد کے پیچھے ایک ادارہ حمیدیہ تھا جس میں منشی سے مولوی فاضل تک تعلیم ہوتی تھی اس ادارہ میں بھی درس دیا کرتے تھے جہاں سے کئی نامور علماء فارغ التحصیل ہوئے ۔ مولانا عبدالحکیم صاحب تدبیر سے متعدد اصحاب نے علمی استفادہ کیا ان

میں سے چند نام اس طرح ہیں ۔حضرت مولانا سید نصرت عالم صاحب مرحوم،حضرت مولانا سید نصرت المجتہدی صاحب مرحوم ، حضرت سید نصرتؒ اہل اپل گوڑہ ،حضرت سید عطن شہاب صاحب مہدوی ، جناب سید عبدالکریم یداللّٰہی مرحوم اہل کڑپہ، جناب سید عبداللہ صاحب (برادر حضرت سید نصرت عالمؒ ' جناب محمد عمر خاں بہمن زئی (ادارۂ حمیدیہ) جناب محمد عباس علی خاں ڈپٹی کلکٹر (حال مقیم امریکہ)' جناب حکیم محمد عبدالوہاب خاں خالدی' جناب محمد جمال صاحب جمالؔ' جناب عبدالرحیم صاحب شفیقؔ ' جناب عبدالغفور صاحب مرحوم خطیب مسجد افضل گنج ، جناب قاضی انجم عارفی صاحب ناظر القضاۃ اور ان کے والد محترم قاضی میر لطیف علی عارف ابوالعلائی مرحوم (صاحبِ دیوان ریاضِ عارف)

مولانا عبدالحکیم صاحب تدبیر نے درس و تدریس کے علاوہ علمی خدمات بھی انجام دی ہیں ۔۱۳۷۵ھ میں ادارۂ شمسیہ سے ایک ماہنامہ ''مہدوی'' جاری ہوا تھا جس کے یہ نائب مدیر تھے ۔اس کے علاوہ حضرت علامہ سید نصرت علیہ الرحمۃ کی تصنیف ''حل الجواہر'' کی تصحیح و ترتیب میں ہاتھ بٹایا اور استاد محترم علامہ سید اشرف شمسیؒ کی عربی تفسیر ''لوامع البیان'' کے پہلے جزء کا اردو میں ترجمہ کیا۔ نیز مکمل تفسیر لوامع البیان اور علامہ شمسیؒ کے بعض دیگر تصانیف کو نقل کر کے ایک دوسرا مخطوطہ تیار کیا۔

احمد نگر میں ایک مخالف عالم کی ریشہ دوانی کی اطلاع ملنے پر حیدر آباد سے علماء کا ایک وفد احمد نگر گیا تھا جس میں مولانا تدبیر صاحب بھی شامل تھے۔ نیز قادیانیوں سے ان کا ایک مباحثہ بھی ہوا تھا

مولانا تدبیر صاحب کی دو تصانیف ''رسالہ براہین مہدویہ'' اور ''القرآن والمہدیؑ'' کے علاوہ تفسیر لوامع البیان جز اول کا ترجمہ زیور طباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں ۔اول الذکر رسالہ میں قرآن احادیث کے علاوہ تاریخ و جغرافیہ کی مدد سے حضرت سید محمد جونپوری کے دعویٰ مہدیت کو ثابت کیا گیا ہے اور دوسری تصنیف ''القرآن والمہدیؑ'' میں قرآن مجید کی آٹھ آیتوں سے بحث کرتے ہوئے امام مہدی علیہ السلام کی بعثت کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔مولانا کی دیگر تصانیف بھی ہیں اگر یہ تصانیف اور شاعری بھی منظر عام پر آ جائے تو طالبان علم کے لئے فائدہ مند ثابت ہونگی۔

پیشِ لفظ

تمہید و نام کتاب و موضوع بحث: حامداً و مصلیاً۔ انبیا علیہم السلام کے زمانے میں عام طور پر یہی سنت جاری ہے کہ ہر پیغمبر نے اپنے بعد آنے والے پیغمبر کی خبر دی ہے اور خبر مغیب عموماً اشارات و کنایات میں بیان کی جاتی تھی ۔ توریت میں عیسیٰ علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ کی جو بشارات آئی ہیں وہ سب مبہم الفاظ میں ہیں، انجیل میں بھی رسول اللہ ﷺ کی بشارات ازاں قبیل ہیں ۔ ایسی بشارات بہت ہی نادرالوجود ہیں جن میں تفصیلات آئی ہوں مذکورہ کتب آسمانی کے برعکس رسول اللہ ﷺ نے مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو بشارات ایما فرمائی ہیں وہ سب بالتفصیل ہیں جن سے تعین شخصی یا ذات و صفات موعود کو معین کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

تعین شخصی کے اصول کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی مقام پر کسی شخص خاص کو دریافت کرنا ہو مگر وہاں ایک نام کے کئی شخص ہوں تو اولاً اس شخص کا نام اور ولدیت پھر دیگر علامات مثلاً حلیہ وغیرہ بیان کرنا پڑے گا فرض کیجئے کسی کا نام سعید بن حمید ہے تو اس مقام پر جتنے سعید نام والے ہوں گے سب کی ولدیت حمید نہ ہوگی اور سب کا حلیہ بھی یکساں نہ ہوگا ۔ اسی اصول پر امامنا علیہ السلام کا نام سید محمد ولد سید عبد اللہ تھا اور ماں کا نام بھی اتفاق سے بی بی آمنہ تھا جو رسول ﷺ کی والدہ محترمہ کا تھا ۔ آپ اہل بیت اولاد فاطمہؓ میں امام حسینؓ کی اولاد سے ہیں آپ کا حلیہ وصفات مقام پیدائش، و زمانہ ظہور وہی تھا جس کی صراحت احادیث میں آئی ہے ۔ ان علامات کے پائے جانے اور بشارات کے صادق آنے کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ محمد

بن عبداللہ ہی امامنا مہدی موعود ہیں آپ کے بعد قیامت تک ان علامات کے ساتھ کسی اور مدعی مہدیت کا آنا ممکن نہیں۔

میں نے اس رسالہ میں جس کا نام ''براہین مہدویہ'' رکھا ہے چند مباحث کے تحت ان احادیث کو جمع کر دیا ہے جو علامات مہدی موعود پر مشتمل ہیں جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت سید محمد جونپوری ہی مہدی موعود علیہ لصلواۃ السلام ہیں جن کے مبعوث ہونے کی بشارت رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔ طالبان حق وصداقت کا فرض ہے کہ وہ اپنے پیغمبر اسلام حضرت افضل الانبیاء والمرسلین ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں اس رسالہ کو بغور دیکھیں اور حق وصداقت کی تحقیق کریں۔

''وما علینا الا البلاغ''

اس رسالہ میں قرآن واحادیث کے علاوہ تاریخ اور جغرافیہ کے اصول سے بھی امام علیہ السلام کی مہدیت ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور بموجب قول مشہور'' الانسان مرکب الخطاء والنسیان'' جہاں کہیں کوئی لغزش نظر آجائے ناظرین کرام کو چاہیئے کہ بنظر عفوملاحظہ فرمائیں فقط

محمد عبدالحکیم تدبیر مہدوی حیدرآبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مہدی موعود کا نام ولدیت ونسب وغیرہ:۔ احادیث رسول اللہ ﷺ میں صاف اور واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی واسم گرامی وہی ہوگا جو رسول اللہ ﷺ کا تھا اسی طرح مہدی موعود کے والد کا بھی وہی نام ہوگا جو رسول اللہ ﷺ کے والد کا تھا۔ اس خصوص میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں ان کو مختصر طور پر درج ذیل کیا جاتا ہے۔

دار قطنی ۔طبرانی، ابونعیم ۔حاکم وغیرہ محدثین نے ابن مسعود کی روایت سے یہ حدیث لکھی ہے

(۱) **قال قال رسول اللہ ﷺ لا تذھب الدّنیا حتی یبعث اللہ رجلا من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی فیملأ الارض قسطاً وعد لاً کما ملئت ظلماً وجوراً.** ☆

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ختم نہ ہوگی دنیا جب تک اللہ تعالیٰ ایک شخص کو مبعوث نہ کرے جس کا نام میرے نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسی کہ وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔

ابوداؤد نے اس طرح روایت کی ہے۔

(۲) **عن زربن عبد اللہ عن النبی ﷺ قال لو یبقِ من الدنیا الایوم لطول اللہ ذالک الیوم حتی یبعث رجلاً من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی .**

ترجمہ: زربن عبداللہ نے نبی صلعم سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا اگر دنیا ختم ہونے کا ایک دن بھی باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا دراز کردے گا کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص مبعوث ہو جائے جس کا نام میرے نام اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔

ان دونوں روایتوں سے ثابت ہے کہ مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی واسم گرامی رسول اللہ صلعم کے نام اور مہدی علیہ السلام کے باپ کا نام رسول اللہ صلعم کے باپ کے نام کے موافق ہوگا بے شک یہ حدیثیں اور ان کے علاوہ دوسری حدیثیں جن میں ”**یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم**

☆ اس کی ایک تشریح یہ بھی کی جاتی ہے کہ ارض کے ساتھ جب سمٰوات آتا ہے تو تمام روئے زمین کے معنی ہوتے ہیں لیکن جب صرف ارض کا لفظ آتا ہے تو اس کے معنی وہ علاقہ وخطہ زمین جہاں کوئی پیغمبر مبعوث ہوتا ہے اور خدائی پیغام عام کرتا ہے۔ جور وظلم کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ایک چیز کو اٹھا کر اسکو غلط مقام پر رکھنا۔ عدل کے معنی ہیں کسی چیز کو جو غلط جگہ رکھدی گئی ہے اس کو اس کے اصلی مقام پر رکھنا۔ نصب کرنا۔

ابی '' کی صراحت آئی ہے۔ امامنا مہدی موعود سید محمد جونپوری پر صادق آتی ہیں آپ ان احادیث کے مصداق ہیں کیونکہ آپ کا نام نامی واسم گرامی ''سید محمد'' اور آپ کے باپ کا نام ''سید عبداللہ'' تھا اور یہ نام رسول اللہ صلعم کے نام اور آپ کے باپ کے نام محمد بن عبداللہ سے موافق ہیں ☆

مہدی علیہ السلام کی کنیت :۔ رسالہ ''عقد الدرر'' میں عبداللہ بن عمرؓ سے جو روایت آئی ہے اور جس میں امام مہدی علیہ السلام کی کنیت کی صراحت بھی آئی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

(۳) **قال رسول الله صلعم یخرج فی آخر الزمان رجل من ولدی اسمه اسمی و کنیته کنیتی الخ**

ترجمہ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں میری اولاد سے ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کا نام میرا نام ہوگا اور اسکی کنیت میری کنیت ہوگی۔

یہ حدیث بھی امام علیہ السلام پر صادق آتی ہے اور آپ اس حدیث کے مصداق ہیں۔ کیونکہ آپ کا نام سید محمد حضرت رسول اللہ صلعم کے نام محمدؐ کے موافق ہونے کے علاوہ آپ کی کنیت ابو القاسم رسول اللہ صلعم کی کنیت ابوالقاسم کے موافق تھی۔

مہدی علیہ السلام اہل بیت اولاد فاطمہؓ سے ہیں :۔ نام اور کنیت کے علاوہ احادیث (۱،۲) سے مہدی علیہ السلام کا اہل بیت سے ہونا ثابت ہے بلا شک امامنا علیہ السلام اہل بیت سے ہیں کیونکہ آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت امام موسیٰ کاظم سے مل کر امام حسین رضی اللہ عنہ تک جاتا ہے۔

حدیث ذیل میں بھی جس کو ابو داؤد، طبرانی اور حاکم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے مہدی علیہ السلام کے اولاد فاطمہ سے ہونے کی صراحت آئی ہے۔

(۴) **عن ام سلمهؓ سمعت رسول الله صلعم المهدی من عترتی من ولد فاطمهؓ**

ترجمہ: ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مہدی میری عترت فاطمہ کی اولاد سے ہیں۔

طبرانی نے کبیر میں اور ابونعیم نے علی ابن ہزیلی سے روایت کی ہے۔

(۵) **ان رسول الله صلعم قال لفاطمة والذّی بعثنی بالحق ان منهما (یعنی الحسن و الحسینؓ) مهدی هٰذا الامة .**

☆ تحفۃ الکرام میں لکھا ہے سید الاولیا سید محمد الملقب بہ میران مہدی بن میر عبداللہ المعروف بہ سید خاں کہ نسبش بہ امام موسیٰ کاظم پیوند ۱۲ مؤلف)

ترجمہ: رسول اللہ صلعم نے فاطمہ سے فرمایا کہ قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اس امت کے مہدی ان دونوں (یعنی حسنؓ وحسین) کی اولاد سے ہوں گے۔

ابونعیم نے روایت کی ہے جو امام حسین سے مروی ہے۔

(٦) ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم قال لفاطمة المھدی من ولدک

ترجمہ: نبیؐ نے فاطمہ سے فرمایا کہ مہدی تمہاری اولاد سے ہوں گے۔

ان تینوں حدیثوں (٤، ٥، ٦) سے مہدی موعود علیہ السلام کا فاطمی النسل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ چوتھی حدیث سے مہدی موعود کا عترت رسول اللہ سے ہونا اور پانچویں حدیث سے بطور مانعۃ الخلو آپ کا امام حسنؓ وحسینؓ کی اولاد سے پیدا ہونا ظاہر ہے۔

ہر دو کی اولاد سے پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر مہدی علیہ السلام امام حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے تو آپ کا ننھیال حسینی ہوگا اور اگر آپ امام حسینؓ کی اولاد سے ہوں گے تو آپ کا ننھیال حسنی ہوگا

ملا علی قاری اور صاحب عقد الدرر نے بیان کیا ہے کہ بعض احادیث سے امام مہدی کا حسنی اور بعض سے حسینی ہونے کا نتیجہ نکلتا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے۔

قد تظاھرت الاحادیث البالغة حد التواتر فی کون المھدی من اھل البیت من ولد فاطمة و قد وردنی بعض الاحادیث کونه من اولاد الحسن و فی بعضھا من اولادالحسین سلام اللہ علیھم اجمعین.

ترجمہ: احادیث (مہدی) جو تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ امام مہدی اہل بیت فاطمہؓ کی اولاد سے ہیں بعض احادیث میں آپ کا اولاد حسنؓ سے اور بعض میں آپ کا اولاد حسینؓ سے ہونے کا ذکر آیا ہے ان سب پر اللہ کا سلام ہو۔

چونکہ علامات مہدی موعودؑ کی ان احادیث میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے اس لئے علماء نے فیصلہ کیا ہے کہ ان احادیث کا قدر مشترک یہ ہے کہ مہدی کا اولاد فاطمہؓ سے ہونا قطعی ویقینی ہے چنانچہ علامہ سعدالدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں اس کی توضیح کی ہے۔

ذھب العلماء الیٰ انه امام عادل من ولد فاطمه یخلقه اللہ متی شاء و یبعثه نصرة لدینه

ترجمہ: علماء کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ (مہدی) امام عادل اولاد فاطمہ سے ہیں خدائے تعالیٰ آپ کو

جب چاہے گا پیدا کردے گا وہ اپنے دین کی نصرت کے لئے مبعوث کرے گا۔

اس تقریر کا نتیجہ یہ ہے کہ امام مہدیؑ قطعی ویقینی طور پر اولاد فاطمہ سے ہوں گے لیکن اولاد امام حسنؓ سے ہونا یا اولاد حسینؓ سے ہونا آپ کے ظہور پر موقوف ہے چونکہ امامنا علیہ السلام حضرت حسینؓ کی اولاد سے ہیں اس لئے وہی احادیث صحیح ثابت ہونگی جن میں اولاد امام حسینؓ سے پیدا ہونے کی صراحت آئی ہے۔

امامنا علیہ السلام کی ماں کا نام رسول اللہ ﷺ کی والدہ کے ہمنام تھا: اب تک جن احادیث کا ذکر کیا گیا وہ امامنا علیہ السلام کے نام نامی سید محمد کنیت ابوالقاسم آپ کے باپ کا نام سید عبداللہ المخاطب بہ سید خاں ہونے سے متعلق تھے اب غور طلب امر یہ ہے کہ امامنا علیہ السلام کی والدہ کا کیا نام ہوگا اگر چہ احادیث میں اس کی صراحت نہیں ہے۔ لیکن حسن اتفاق کہئے یا قدرت کا اعجاز کہ آپ کی والدہ کا نام بھی بی بی آمنہ ہی تھا جو کہ رسول اللہ صلعم کی والدہ کا نام تھا۔ نسب کا سلسلہ امام موسیٰ کاظم سے جاملتا ہے۔

مہدویہ کی کتب سیر کے قطع نظر ناطرفدار مورخین کی تحریرات سے بھی ہماری تحریرات کی تصدیق ہوتی ہے کہ امامنا علیہ السلام کا نام نامی سید محمد اور آپ کے باپ کا نام سید عبداللہ المخاطب بہ سید خاں تھا۔ مثال کے طور پر شیر علی قانع صاحب تحفۃ الکرام کے الفاظ لکھے جاتے ہیں۔

سید اولیا سید محمد المقلب به میران مهدی بن میر عبد الله المعروف به سید خاں که نسبش به امام موسیٰ کاظم پیوند د۔

ترجمہ: سید الاولیاء سید محمد المقلب بہ میران مہدی بن میر عبداللہ معروف بہ سید خاں کا سلسلہ نسب امام موسیٰ کاظم سے ملتا ہے۔

امامنا علیہ السلام کے والد بزرگوار کا اصلی نام سید عبداللہ تھا لیکن وہ سید خان کے خطاب سے مشہور تھے۔ اس لئے بعض لوگوں نے طنزاً امام علیہ السلام سے پوچھا کہ مہدی کے باپ کا نام تو رسول اللہ کے باپ کا نام ہونا چاہئیے۔ سید خاں کے بیٹے مہدی کیسے ہو سکتے ہیں؟ امام علیہ السلام نے بھی طنز کا جواب طنز میں دیا کہ یہ بات خدا سے پوچھو کہ سید خان کے بیٹے کو مہدی کیوں بنایا ہے۔ بعض لوگوں کو عبدیت کاملہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ جواب بھی دیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے باپ عبداللہ کیسے ہو سکتے ہیں وہ تو بتوں کے بندے تھے عبداللہ محمد ہیں یا مہدی عبداللہ ہے یہ طنز کا جواب طنز میں تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ امامنا علیہ السلام کے باپ کا نام رسول اللہ صلعم کے باپ کے نام کے موافق سید عبداللہ تھا جیسا

کہ مہدویہ اور منصف مورخین کے بیانات سے ظاہر ہے (تفصیل کیلئے کحل الجواہر مولفہ حضرت سید نصرت علیہ الرحمہ دیکھو)

رسول اللہ صلعم اور امامنا علیہ السلام کا حلیہ:۔ جس طرح شمائل ترمذی و مشکواۃ وغیرہ کتب احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے حلیہ مبارک کی حدیثیں آئی ہیں اسی طرح مولود شریف میاں شاہ عبدالرحمٰن اور انتخاب المموالید وغیرہ کتب سیر میں امامنا علیہ السلام کے حلیہ سے متعلق روایات بالاستیعاب بیان کی گئی ہیں۔ اگر ہم ان احادیث نبوی اور روایات امامنا علیہ السلام کو ملا کر دیکھیں تو ظاہر ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ امامنا مہدی موعود علیہ السلام کے حلیوں مے کوئی فرق نہیں ہے جیسا کہ تفصیل ذیل سے ثابت ہے

حضرت رسالتماب کا حلیہ ماخوذ از احادیث بطور تلخیص	امامنا مہدی علیہ السلام کا حلیہ ماخوذ از کتب مہدویہ
(۱) لم یکن النبی بالطویل و لا بالقصیر نبی نہ طویل تھے نہ کوتاہ قد (ترمذی)	(۱) ''قد کوتاہ و نہ دراز'' آپ کا قد نہ کوتاہ تھا نہ دراز (انتخاب الموالید)
(۲) ازھر اللون آپ کا رنگ روشن تھا (ترمذی)	(۲) ''درخشندہ روئے'' آپ کا چہرہ درخشاں تھا (انتخاب الموالید)
(۳) لم یکن بالجعد و لا بالسبط موئے مبارک نہ گھونگریالے تھے اور نہ سیدھے (شمائل ترمذی)	(۳) موئے مبارک نہ لمبے تھے نہ کوتاہ (مولود شریف)
(۴) کث اللحیۃ آپ کی داڑھی گھنی تھی (شمائل ترمذی)	(۴) ''انبوہ ریش'' آپ کی داڑھی گھنی تھی (مولود شریف)
(۵) ضخم الراس سر مبارک بڑا تھا (شمائل ترمذی)	(۵) ''بزرگ سر'' سر مبارک بڑا تھا
(۶) واسع الجبین جبین مبارک کشادہ تھی (شمائل ترمذی)	(۶) کشادہ جبین آپ کشادہ پیشانی تھے (مولود شریف)
(۷) ازج الحواجب (شمائل ترمذی) آپ پیوستہ ابرو تھے	(۷) پیوستہ ابرو آپ کے ابرو باہم ملے ہوئے تھے (مولود شریف)
(۸) ادعج العینین آنکھیں بہت سیاہ تھیں (شمائل ترمذی)	(۸) 'چشم چوں چشم بنی اسرائیل' یعنی آنکھیں بہت سیاہ تھیں (شواہد الولایت)

(۹) اقنی العرفین اونچی ناک (شمائل ترمذی)	(۹)''بلند بینی'' اونچی ناک (مولود شریف)
(۱۰) اهدب الاشفار (شمائل ترمذی) پلکیں دراز (شمائل ترمذی)	(۱۰)''درازمژگاں'' پلکیں دراز (مولود شریف)
(۱۱)افلج الثنین دندان مبارک کے درمیان ساندیں تھیں (عن ابن عباسؓ مشکوہ)	(۱۱)''دندان مبارک کشادہ'' دانت کشادہ تھے (شواہد الولایت)
(۱۲)عن جابر بن عبدالله قال و کان لا یضحک الا تبسما جابر بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا آپ تبسم کے طور پر ہنستے تھے (مشکوۃ)	(۱۲)''قلیل الضحک۔تبسم افزوں'' آپ ہنستے کم تھے۔تبسم زیادہ فرماتے تھے (مولود شریف)
(۱۳)کان عنقه جید و دمیة فی صفاء الفضة آپ کی گردن گڑیا کی سی تھی جس میں چاندی کی صفائی جھلکتی ہو	(۱۳)''متوسط گردن''(مولود شریف) در روشنائی ہمچو آفتاب درخشاں متوسط گردن۔صفائی میں آفتاب کی طرح درخشاں (شواہد الولایت)
(۱۴) کان فی وجهه تدویر چہرہ مبارک میں گولائی تھی (شمائل ترمذی)	(۱۴)''روشن روی ہمچو ماہ چہار دہم چہرہ روشن مثل چودھویں کے چاند کے تھا (مولود شریف)
(۱۵)جلیل الکتف شانہ ہائے مبارک کشادہ تھے (شمائل ترمذی)	(۱۵)''کشادہ کتف'' شانہ ہائے مبارک کشادہ تھے (مولود شریف)
(۱۶)عریض الصدر آپ کا سینہ مبارک کشادہ تھا (شمائل ترمذی)	(۱۶)''کشادہ سینہ'' آپ کا سینہ مبارک کشادہ تھا (مولود شریف)
(۱۷)موصول مابین اللبة و السرة بشعر یجری کا لخط سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا (شمائل ترمذی)	(۱۷)''خطے باریک داشت بموے از سینہ تا ناف'' سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا (شواہد الولایت)

(۱۸) ضخم الکرادیس ہر دو بازوے مبارک کی ہڈیاں بڑی اور زبردست تھیں (شمائل ترمذی)	(۱۸) ''دراز بازو'' آپ کے بازوے مبارک دراز تھے (مولود شریف)
(۱۹) ششن الکفین ہر دو پنجہ مبارک موٹائی کی طرف مائل تھے (شمائل ترمذی)	(۱۹) ''درست قبضہ'' قوی پنجہ (شواہد الولایت)
(۲۰) سائل الاطراف اوشامل الاطراف انگلیاں لمبی لمبی تھیں (شمائل ترمذی)	(۲۰) دراز انگشتان انگلیاں لمبی لمبی تھیں (مولود شریف)
(۲۱) باذن'' آپ تناور تھے (شمائل ترمذی)	(۲۱) ''پہن استخوان'' آپ کی ہڈیاں چوڑی چکلی تھیں (مولود شریف)
(۲۲) عن انسؓ قال لا شممت مسکا و لا عنبرۃ اطیب من رائحۃ النبیؐ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہ مشک سونگھا نہ عنبر (مشکوۃ)	(۲۲) ''عرق چوں گلاب ولعاب او مانند مشک وعنبر'' آپ کی پسینہ گلاب کے مانند خوشبودار تھا اور لعاب دہن میں مشک وعنبر کی خوشبو تھی (مولود شریف)

جن احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے خود مہدی علیہ السلام کا حلیہ بیان فرمایا ہے ان میں سے چند مثال کے طور پر یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔

ابوداؤد۔نعیم بن حماد اور حاکم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے۔

قال قال رسول الله صلعم المهدی منی اجلی الجبهة اقنی الانف

ترجمہ: رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ مہدی مجھ سے ہیں وہ روشن پیشانی بلند بینی ہوں گے۔

یہ حدیث امامنا علیہ السلام پر صادق ہے کیونکہ مولود شریف میں جبہہ روشن اور بلند بینی کے الفاظ آئے ہیں

رویانی نے مسند میں اور ابونعیم نے حذیفہ سے روایت کی ہے۔

قال رسول الله صلعم المهدی رجل من ولدی لونه لون عربی و جسمه جسم اسرائیل علیٰ خده الایمن خال کانه کو کب دری .

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ نے کہ مہدی میری اولاد سے ایک شخص ہیں جن کا رنگ عربی اور جسم

اسرائیلی ہوگا۔ دائیں رخسار پر خال روشن ستارہ کی طرح چمکتا ہوگا۔

یہ حدیث بھی امامنا علیہ السلام پر صادق ہے۔ مولود شریف میں رنگ کی نسبت گندم گوں اور جسم کی صراحت میں دراز بازو کشادہ کتف درست قبضہ دراز انگشت لکھا ہے جس سے جسم اسرائیلی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے اور خال کی نسبت بر خسار راست خال سیاہ کی صراحت آئی ہے۔

حذیفہ سے روایت ہے

قال قال رسول الله صلعم المهدی رجل من ولدی وجهه کالکوکب الدری

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ مہدی میری اولاد سے ہیں جن کا چہرہ ستارہ کی طرح چمکتا ہوگا

یہ حدیث بھی امامنا علیہ السلام پر صادق ہے کیونکہ مولود شریف میں روئے ہمچو ماہ شب چہاردہم کی صراحت آئی ہے۔

علی ابن ابوطالب سے روایت ہے۔ **عن علی ابی طالب قال المهدی کث اللحية اکحل العينين فی وجهه خال فی کتفه علامة النبی**

ترجمہ: علی بن ابوطالب سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ مہدی گھنی داڑھی اور سرمگیں آنکھ والے ہوں گے چہرہ پر خال شانہ پر نبی کی علامت ہوگی۔

یہ حدیث بھی امامنا علیہ السلام پر صادق ہے مولود شریف میں ''انبوہ ریش چشم چوں چشم ہائے بنی اسرائیل یعنے بزرگ و بسا آبدار و سیاہ بر رخسار راست خال و بر شانہ راست مہر ولایت کی صراحت آئی ہے۔ مہر ولایت ایک ایسی علامت ہے جو مہر نبوت کی طرح کسی اور میں نہیں پائی جاسکتی اس سے امام علیہ السلام خاص طور پر ممتاز ثابت ہو جاتے اور یہی آپ کی صداقت کی بین دلیل ہے۔

زمانہ بعثت اور مقام پیدائش امام مہدی:۔ امام مہدی علیہ السلام کے زمانۂ بعثت اور مقام پیدائش کی بحث بڑی اہم اور پیچیدہ ہے مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کا یہ خیال ہے کہ امام مہدی علیہ السلام ایسے زمانہ میں ہونگے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کا بھی نزول ہو جائے گا۔ امام مہدی نماز میں امام اور عیسیٰؑ مقتدیوں میں ہوں گے یا عیسیٰ امام اور مہدی مقتدی ہوں گے۔ علاوہ اس کے عوام کا خیال یہ بھی ہے کہ مہدی علیہ السلام بادشاہ روئے زمین ہوں گے اور آپ کے زمانے میں دنیا کے سب لوگ ایک ہی دین پر قائم ہو جائیں گے۔ حالانکہ ایسا عقیدہ بدلائل عقلی و نقلی کسی طرح قابل تسلیم نہیں۔

قایلین اجتماع مہدیؑ و عیسیٰ کے چار دلائل :۔ جولوگ اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کے قائل ہیں ان کے دلائل کی بنا چار حدیثیں ہیں۔

پہلی حدیث وہ ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں متحد اللفظ آتی ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلعم كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم و امامكم منكم

ترجمہ: ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ ابن مریم تم میں نازل ہونگے حالانکہ وہ تمہارے امام تم میں سے ہیں۔ اس حدیث میں لفظ ''امامکم'' زیر بحث ہے

دوسری حدیث وہ ہے جس کو ابن ماجہ نے ابو امامہ باہلی سے روایت کی ہے حضرت رسول اللہ صلعم نے ایک طویل خطبہ دیا جس میں دجال کے حالات اور واقعات کا ذِکر فرمایا ام شریک نے پوچھا اس وقت عرب کہاں ہوں گے فرمایا وہ بہت تھوڑے ہوں گے۔ اور بیت المقدس میں رہیں گے۔ ان کا امام ایک مرد صالح ہوگا۔ اس حدیث کا ضروری متن یہ ہے۔

قال يومئذ وهم قليل رجلهم بيت المقدس و امامهم رجل صالح فبينما امامهم قد تقدم يصلى بهم الصبح اذنزل عيسىٰابن مريم الصبح.

ترجمہ : فرمایا وہ اس وقت تھوڑے ہوں گے اکثر بیت المقدس میں رہیں گے اور ان کا امام ایک مرد صالح ہوگا اس اثنا میں کہ امام انہیں نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے گا یکا یک عیسیٰ بن مریم صبح کے وقت نازل ہوں گے۔ اس حدیث میں ''امامہم'' کا لفظ زیر بحث ہے۔

تیسری حدیث یہ ہے جو صحیح مسلم میں مذکور ہے۔

لاتزال طائفة من امتى يقاتلو ن على الحق ظاهرين الىٰ يوم االقيٰمة فينزل عيسىٰ بن مريم فيقول امير هم تعال صل لنا فيقول لا ان بعضكم على بعض امراء مكرمة الله هده الامة.

ترجمہ: میری امت کی ایک جماعت قیامت تک حق پر لڑتی اور غالب رہے گی عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان کو ان کا امیر کہے گا۔ آیئے ہمیں نماز پڑھایئے۔ عیسیٰ کہیں گے نہیں اللہ نے اس امت کو جو بزرگی دی ہے اس کے نظر کرتے تم میں سے بعض بعض کے امیر ہیں۔

اس حدیث میں ''امیر ہم'' زیر بحث ہے۔

چوتھی حدیث بھی صحیح مسلم میں مذکور ہے۔اس حدیث کا ضروری متن یہ ہے۔

عن ابی هریرة ان رسول الله صلعم قال لا تقوم الساعة حتی ینزل الروم بالا عماق اوبدابق فیخرج الیهم جیش من المدینه من خیار اهل الارض الخ

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک رومی اعماق یا دابق میں نزول نہ کریں پس مدینہ سے ایک لشکر جواس زمانے کے بہترین لوگوں کا ہوگا ان سے مقابلے کے لئے نکلے گا۔اس حدیث میں ''جیش من المدینۃ'' کا جملہ زیر بحث ہے۔

قائلین اجتماع مہدی وعیسیٰ کی غلط فہمی کے وجوہ:۔ پہلی حدیث میں جس کے الفاظ ''**کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و اما مکم منکم**'' میں واوکو عاطفہ ماننے کی ضرورت ہی نہیں بلکہ بجائے اس کے حالیہ ماننا بہتر ہوگا۔اس صورت میں حدیث کا ترجمہ ہوگا''تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ ابن مریم تم میں نازل ہوں گے۔درانحالیکہ تمہارے امام تم میں سے ہوں گے۔یہ ترجمہ اس وجہ سے صحیح ہے کہ صحیح مسلم کی ایک اور حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔

قال رسول اللهؐ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم فامّکم

ترجمہ: فرمایا رسول اللہؐ نے تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ تم میں ابن مریم نازل ہونگے وہ تمہاری امامت کریں گے۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ابن مریم ہی امامت کریں گے کوئی دوسرا امام نہ ہوگا واؤ کو حالیہ ماننے سے ابن مریم اور امام کو علیحدہ علیحدہ دو شخص ماننے کی ضرورت نہیں بخلاف اس کے واؤ کو عاطفہ ماننے سے یہ لازم آتا ہے کہ ابن مریم اور امام دو شخص علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔

بالفرض واو کو عاطفہ بھی مان لیا جائے تو امام سے مراد مہدی نہیں ہو سکتے کیونکہ لفظ امام مطلق ہے نزول عیسیٰؑ کے وقت جو شخص بھی امام ہوگا اس لئے وہی مراد ہو سکتا ہے۔اور وہ شخص مہدی بھی ہوگا اس کا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے۔

دراصل عام لوگوں کے مغالطہ میں پڑ کر اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کے قائل ہو جانے اور ابتدائی دو حدیثوں میں امام اور تیسری حدیث میں امیر سے مراد مہدی علیہ السلام لینے کی خاص وجہ یہ ہوئی ہے کہ بعض متاخرین محدثین کی کتابوں میں لفظ مہدی کا اضافہ ہوگیا۔چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی نے

''العرف الوردی''میں صحیح مسلم کی حدیث کیف انتم میں امامکم کے بعد''المہدی اور ابن ماجہ والی دوسری حدیث میں علامہ مذکور نے رویانی اور ابوعوانہ کی روایت کی سے''اما مھم '' کے بعد المہدی کا اضافہ کرکے'' امامکم المھدی ''و'' امامھم المھدی ''اسی طرح تیسری حدیث میں ابونعیم اصبہانی کی روایت سے'' امیر ھم '' کے بعد''المہدی کا اضافہ کرکے'' امیر ھم المھدی لکھدیا ہے مزید وضاحت کے لئے اصل احادیث کے الفاظ اور الفاظ مزید فیہ بالمقابل درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

صحیح مسلم کی پہلی حدیث	ابوعوانہ کی نقل کردہ حدیث
کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم	کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامکم المھدی منکم
ابن ماجہ کی دوسری حدیث	رویانی کی روایت کردہ حدیث
قال یومئذھم قلیل رجلھم بیت المقدس و اما مھم رجل صالح الخ	قال یومئذھم قلیل رجلھم بیت المقدس و امامھم المھدی رجل صالح الخ
صحیح مسلم کی تیسری حدیث	ابونعیم اصبہانیکی نقل کردہ حدیث
فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیر ھم تعال صل لنا الخ	فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیر ھم المھدی تعالیٰ صل لنا الخ

پہلی اور دوسری حدیث میں جہاں مطلق امام اور تیسری حدیث میں مطلق امیر کا لفظ آیا ہے تو متاخرین محدثین کا اضافہ کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہوسکتا۔یہی وجہ ہے کہ علامہ شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبدالحق بن عبدالرحمن نے اپنی کتاب'' مجمع بین الصحیحین ''میں امامکم المھدی منکم پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے۔

واما ما ذکر اللفظ موضوعاً فی ھٰذا الحدیث و ھو قو لھم " امامکم المھدی منکم یثبت الامامة للمھدی فی صلوة عیسیٰؑ فقد ظھر ونشرکذبہ بمقابلة و الصحیحین اعنی البخاری والمسلم فانہ لم یذکر فیھما ولا فی منتخبا تھما کالمشارق والمصابیح و المشکوة.

ترجمہ: اس حدیث میں جو لفظ موضوع بیان کیا گیا ہے وہ ان کا قول'' امامکم المھدی منکم '' ہے جس سے مہدی کے لئے عیسیٰؑ کی نماز میں امامت ثابت ہوتی ہے اس لفظ کا موضوع اور غلط

ہونا صحیحین یعنی بخاری ومسلم کے مقابل میں ظاہر ہے کیونکہ وہ لفظ (مہدی) ان دونوں حدیثوں میں ذکر نہیں کیا گیا ہے اور نہ ان کے منتخبات ومصابیح اور مشکواۃ کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے۔

ابن ماجہ والی دوسری حدیث سے جس میں بیت المقدس کا ذکر ہے اور ''امامہم'' کے بعد ''المہدی'' کا اضافہ کیا گیا ہے۔اسی سے عوام نے یہ خیال کرلیا ہے کہ امام مہدی کا تعلق بیت المقدس سے ہوگا۔حالانکہ جب''المہدی'' کا اضافہ ہی قابل اعتراض ہے تو امام مہدی علیہ السلام کا تعلق بیت المقدس سے کیسے قابل تسلیم ہوگا؟ نتیجہ یہ کہ ان احادیث میں امام کے لفظ سے مراد مہدی نہیں ہو سکتے لہذا امام مہدی کے بیت المقدس میں ظہور کی خبر بے بنیاد ہے علاوہ اسکے اس حدیث موضوع کے سوا کوئی اور حدیث بھی نہیں ہے جس میں امام مہدی کے بیت المقدس میں ظہور کی خبر دی گئی ہو۔

چوتھی حدیث جس میں ''**جیش من المدینة**'' کے الفاظ آئے ہیں اور جس کے معنی مدینہ کے لشکر کے ہیں اس کو امام مہدی کا لشکر تصور کرلیا گیا ہے یہ قول مقدسی کا ہے جس کو صاحب مدار الفضلاء نے رد کیا ہے حالانکہ اس حدیث میں نہ مہدی کا ذکر ہے اور نہ اس کا شائبہ۔اس حدیث کی توضیح مسلم کی ایک دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔جس کے ابتدائی الفاظ''**عن ابی ہریرة ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم قال سمعتم بمدینة** ہیں۔اس سے ظاہر ہے کہ جیش سے مراد لشکر مہدیؑ نہیں ہوسکتا کیونکہ اس حدیث میں صاحب لشکر کا بنی اسحاق سے ہونا بیان کیا گیا ہے حالانکہ امام مہدی بنی اسمعیل سے ہیں۔اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ احادیث مذکورہ میں ''امام'' اور''امیر'' سے مراد مہدی علیہ السلام نہیں ہو سکتے اور جیش من المدینہ'' سے مراد بھی امام مہدی کا لشکر نہیں ہوسکتا اس لئے اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کا ادعا سرے سے باطل ہے۔

مہدی عباسی کو مہدی موعود مان کر اجتماع مہدی وعیسیٰ کا تصور بھی غلط ہے:

بعض حدیثیں ایسی بھی ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ عیسیٰ ابن مریم مہدی عباسی کی اقتداء سے نماز پڑھیں گے ان احادیث سے بھی مہدیؑ وعیسیٰؑ کے اجتماع اور مہدی کی امامت کا تصور پیدا کرلیا گیا ہو تو کچھ عجب نہیں ان روایتوں کے بارے میں صرف اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ جن محدثین نے ان حدیثوں کی روایت کی ہے ان کی سند ضعیف ہونے کی خود محدثین نے صراحت کردی ہے۔جب ان احادیث کے منکر اور ضعیف ہونے کی صراحت آچکی ہے اور مہدی موعود کی اہل بیت اور اولاد فاطمہ سے ہونے کی نسبت

بے شمار احادیث موجود ہیں اور مہدی عباسی بن ابو جعفر منصور کے زمانہ میں عیسیٰ بن مریم کا نزول بھی نہیں ہوا تو ان احادیث سے بحث کی ضرورت نہیں۔ ایسی احادیث مغیبات و اعتقادیات میں قابل حجت بھی نہیں ہوسکتیں۔

اقتدائے عیسیٰ و مہدی یا بالعکس غلط ہے:۔ چونکہ اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کا مسئلہ ہی باطل ہے اس لئے اقتداء ے عیسیٰؑ بہ امام مہدی و بالعکس بھی باطل ہو گا یہی وجہ ہے کہ علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں اس کی تردید کردی ہے۔

فما يقال ان عيسیٰؑ يقتدی بالمهدی او بالعكس شیء لا مستند له فلا ينبغی ان يعول عليه

ترجمہ: یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ مہدیؑ کی اقتدا کریں گے یا اس کے بالعکس یہ ایسی بات ہے جس کی کوئی سند نہیں اس پر توجہ نہ کرنا چاہیئے۔

اجتماع مہدی و عیسیٰ مخالف حدیث رسول اللہ ہے:۔ قطع نظر اس بحث کے چند اور بھی دلائل ہیں جن سے مسئلہ اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کے باطل ہونے کا ثبوت ملتا ہے مثلاً صحیح مسلم میں بہ روایت ابو ہریرہ لکھا ہے۔

قال قال رسول الله ﷺ اذا ابو يع الخليفتان فاقتلوا الأخر منهما.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب دو خلیفوں سے بیک وقت بیعت کی جائے تو ان میں سے دوسرے کو قتل کردو۔

مطبوعہ صحیح مسلم میں بجائے الخليفتان کے لخليفتين اور للخليفتين بھی لکھا ہوا پایا گیا ہے۔ امام نووی شارح مسلم نے اس پر علماء کا اتفاق و اجماع ہونا بیان کیا ہے چنانچہ ان کا قول ہے

اتفق العلماء على انه لا يجوز ان يعقد لخليفتين فی عصر و احد

ترجمہ: علماء کا اتفاق و اجماع ہے کہ دو خلیفوں سے ایک زمانہ میں بیعت جائز نہیں۔

امام مہدی کا خلیفۃ اللہ ہونا حدیث ثوبان و ابن عمرؓ سے ثابت ہے جسکا ذکر آئندہ آئے گا اس طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی خلیفۃ اللہ ہیں۔ اگر مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کا ایک وقت میں جمع ہونا فرض کیا جائے تو چونکہ مہدی علیہ السلام پہلے سے موجود ہوں گے اس لئے لوگ آپ سے بیعت کرلیں گے جب عیسیٰ علیہ السلام بعد میں نازل ہوں گے تو معاذ اللہ فاقتلو الاخر یعنے دوسرے کو قتل کردو کا مورد ثابت ہوں

گے۔ یہ نتیجہ محض اس وجہ نکل رہا ہے کہ دونوں خلفا اللہ کو ایک وقت میں تسلیم کیا جا رہا ہے۔

اگر یہ دونوں علحدہ علحدہ اپنے اپنے خاص وقتوں میں مبعوث ہوں تو نہ تضاد کی صورت پیدا ہوتی ہے نہ فاقتلو الآخر کا فتوی صادر کرنے کی ضرورت ہوگی۔

احادیث دفع ہلاکت امت سے ثابت ہے کہ اجتماع مہدی وعیسیٰ غلط ہے:

احادیث دفع ہلاکت امت محمدیہ تو قطعی طور پر ثابت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ امت میں دافع ہلاکت امت ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام آخر امت میں اور مہدی علیہ السلام وسط امت میں پھر وہ کیا صورت ہوگی جس سے اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کا اعتقاد قائم رہ سکے۔ احادیث ذیل سے اس مسئلہ پر کافی روشنی پڑسکتی ہے۔ حاکم نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے۔

کیف تھلک امة انا اولھا و عیسیٰ بن مریم اٰخر ھا

ترجمہ: وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کے پہلے میں ہوں اور عیسیٰ ابن مریم اس کے آخر میں ہیں۔

ابن عساکر نے روایت کی ہے۔ **کیف تھلک امة انا فی اولھا وعیسی 'بن مریم فی اٰخر ھا والمھدی من اھل بیتی فی وسطھا.**

ترجمہ: وہ امت کس طرح ہلاک ہوگی جس کے اول میں ہوں اور عیسیٰ بن مریم اس کے آخر میں اور مہدی میرے اہل بیت سے اس کے وسط میں ہیں۔

ابونعیم نے اخبار مہدی میں ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔

لن تھلک امة انا فی اولھا و عیسیٰ بن مریم فی اٰخر ھا و المھدی فی وسطھا.

ترجمہ: وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کے اول میں ہوں اور عیسیٰ بن مریم اس کے آخر میں اور مہدی اس کے درمیان میں

تفسیر مدارک میں آیت "**الیٰ متوفیک و رافعک الیّ**" کے تحت حدیث لکھی ہے۔

کیف تھلک امة انا فی اولھا و عیسیٰ فی اٰخر ھا والمھدی من اھل بیتی فی وسطھا

ترجمہ: وہ امت کس طرح ہلاک ہوگی جس کے اول میں ہو عیسیٰ اسکے آخر میں اور مہدی میرے اہل بیت سے اس کے درمیان۔

امام جعفرؓ سے جو روایت مروی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

عن جعفر عن ابیه عن جدہ قال قال رسول اللہ ﷺ کیف تھلک امۃ انا اولھا وا لمھدی وسطھا و المسیح اخرھا و لکن بین ذالک فیج اعوج لیسوا منّی ولا انا منھم رواہ رزین.

ترجمہ: حضرت امام جعفرؒ اپنے باپ سے وہ دادا کی روایت سے کہتے ہیں وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کے اول میں ہوں اور اس کے درمیان مہدی اسکے آخر مسیح ہیں لیکن ان کے درمیان ایسی کج فہم جماعت ہے جو نہ میری ہے نہ میں اس کا ہوں۔

یحیٰی بن عبداللہ بن حسن سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سی باتیں فرمائیں انہیں میں سے یہ بھی فرمایا کہ

یا علی کیف تھلک امۃ انا اولھا و مھدینا اوسطھا والمسیح ابن مریم اٰخر ھا

ترجمہ: اے علی وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کے اول میں ہوں اور وسط میں مہدی اور مسیح ابن مریم اس کے آخر میں ہیں۔

یہ سب احادیث متحد المعنیٰ اور تقریباً متحد اللفظ بھی ہیں اگر چہ مرفوع نہیں معلوم ہوتیں لیکن یہ الفاظ کہ ''انا اولھا . من اھل بیتی . لیسوا منی'' کی نسبت خاص مخبر صادق ﷺ کی طرف ہو سکتی ہے اس لئے یہ احادیث معنی مرفوع ہیں اور اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کی قطعاً تردید کرتی ہیں۔

(ماخوذ از توضیح الفحوی)

اجتماع مہدی و عیسیٰ اصول عقل کے خلاف بھی ہے: اسکے علاوہ عقلی اصول سے اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کے مسئلہ کو جانچا جائے تو اس میں متعدد نا قابل تلافی نقائص پائے جائیں گے۔

فرض کرو مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام بیک وقت جمع ہوں اور وہ دونوں خلیفۃ اللہ ہیں تو یہ اجتماع دو حال سے خالی نہیں یا تو مہدی علیہ السلام تابع ہوں گے عیسیٰ کے یا عیسیٰ علیہ السلام تابع ہوں گے مہدی علیہ السلام کے۔فرض کیا جائے کہ مہدی علیہ السلام تابع ہوں عیسیٰ علیہ السلام کے تو اس صورت میں صلیب توڑنا۔خنزیر کو قتل کرنا اور جزیہ موقوف کرنا یہ سب اعمال مہدی کو کرنا لازم ہوگا جو احادیث نبوی میں عیسیٰ علیہ السلام کے فرائض بتائے گئے ہیں۔اسی طرح فرض کیا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام تابع ہوں مہدی علیہ السلام کے تو اس صورت میں عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے فرائض یعنی صلیب توڑنا خنزیر کو قتل کرنا جزیہ موقوف کرنا یہ

سب اعمال ترک کر کے فرائض مہدی علیہ السلام پر عامل ہونا لازم آئے گا۔ جو صرف نصرت دین محمدی کے لئے آئے ہیں یہ سب خرابیاں اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کو تسلیم کرنے کی وجہ سے پیدا ہوں گی۔ صحیح تو یہ ہے کہ ایک مستقل خلیفہ دوسرے مستقل خلیفہ کے تابع ہونے سے کسی ایک کو غیر مستقل ماننا ضروری ہوگا جیسے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی مثال موجود ہے کہ ہارون علیہ السلام با اختیار نہ تھے اور آپ کا جو بھی کام تھا وہ موسیٰ علیہ السلام سے منسوب تھا۔

مہدی کا ظہور اشراط صغریٰ اور عیسیٰ کا ظہور اشراط کبریٰ سے متعلق ہے:

عدم اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ قیامت کے آثار و علامات کی دو قسمیں ہیں جن کو اشراط صغریٰ اور اشراط کبریٰ کہتے ہیں یعنی قیامت کی چھوٹی اور بڑی علامتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اشراط کبری میں دس چیزیں بیان فرمائے ہیں جیسا کہ حذیفہ کی روایت سے ظاہر ہے۔

عن حذیفہؓ قال اطلع النبی صلعم علینا و نحن نتذاکر فقال ماتذاکرون قالوا فذاکر الساعة فقال انها لن تقوم حتی تروا قبلها عشر آیات فذکر الدخان والدجال و دابة الارض و طلوع الشمس من مغربها و نزول عیسیٰ بن مریم و یا جوج و ماجوج و ثلثه خسف خسف بالمشرق و خسف بالمغرب و خسف بجزیرة الغرب واٰخر ذالک نار تخرج من الیمن تطرد النٰاس الیٰ محشر هم .

ترجمہ: حذیفہ کہتے ہیں ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے ایسے میں نبی صلعم برآمد ہوئے پوچھا کیا باتیں کر رہے ہو کہا کہ ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں فرمایا جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں تم نہ دیکھو قیامت ہرگز نہ آئے گی پھر آپ نے دخان (دھواں) دجال۔ دابتہ الارض آفتاب کا مغرب سے نکلنا عیسیٰ بن مریم کا نزول یاجوج ماجوج کا خروج تین خسف یعنی مشرق مغرب اور جزیرۃ العرب میں زمین کا دھنسنا اور اس کے آخر میں یمن سے آگ نکلنے کا ذکر فرمایا جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک لے جائے گی۔

اس حدیث میں دس چیزوں کا ذکر آیا ہے ان میں مہدی علیہ السلام کا کوئی ذکر یا شائبہ تک نہیں ہے اگر اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کا مسئلہ قطعی اور صحیح ہوتا تو ضرور ان اشراط کبری میں عیسیٰ بن مریم کے ساتھ مہدی علیہ السلام کا بھی ذکر آتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ مہدیؑ کا ظہور اشراط صغریٰ میں ہے جو اشراط کبری سے پہلے ظاہر ہوں گے اس لئے اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہم السلام کا مسئلہ ظنی ہے،

اجتماع مہدی و عیسیٰ مسلمہ علماء نہیں ہے:۔ علمائے اسلام نے تحقیق کر کے فتویٰ جاری کیا ہے۔ کہ مہدی علیہ السلام امام عادل اولاد فاطمہؓ سے ہیں۔ خدائتعالیٰ جس وقت چاہے گا آپ کو نصرت دین کے لئے مبعوث کر دے گا۔ اس میں نزول عیسیٰ کے زمانہ کی قید نہیں لگائی گئی جیسا کہ علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں لکھا ہے۔

فذهب العلماء على انه امام عادل من ولد فاطمه يخلقه الله متى شاء و يبعثه نصرة لدينه

ترجمہ: علماء کا مذہب یہ ہے کہ مہدی امام عادل فاطمہؓ کی اولاد سے ہیں آپ کو خدائے تعالیٰ جس وقت چاہے گا پیدا کرے گا اور نصرت دین کے لئے مبعوث کر دے گا۔

اسی سے ظاہر ہے کہ عام لوگوں کے خیال کی طرح اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کا مسئلہ قطعی ویقینی ہوتا تو علمائے اسلام بلا قید زمانہ کیوں فتوی جاری کرتے اس کا نتیجہ یہ کہ اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کا مسئلہ مسلمہ علماء نہیں ہے۔ ان کے برخلاف عوام اس مسئلہ کی نسبت سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور بلا وجہ مہدی موعود کا انتظار کئے جارہے ہیں۔

امامت مہدی واقتدائے عیسیٰ بالکل بے بنیاد ہے:۔ جب اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے تو امت مہدی واقتدائے عیسیٰ یا بالعکس کا کیا ٹھکانہ ہے اس کی نسبت صرف علامہ تفتازانی کا قول نقل کر دینا کافی ہوسکتا ہے۔ آپ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں۔

فما يقال ان عيسىٰ يقتدى بالمهدى او بالعكس فلا مستند له فلا ينبغى ان يعول عليه

ترجمہ: یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰؑ مہدی کی اقتدا کریں گے یا مہدیؑ عیسیٰؑ کی اس کی کوئی سند نہیں ہے اس پر توجہ نہ کرنا چاہئے۔

اگر مسلم کی حدیث کو جس میں '' فیقول امیرھم '' کے الفاظ ہیں صحیح جانیں تو کیا نقص لازم آئے گا: اگر بالفرض صحیح مسلم والی تیسری حدیث میں جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں

لاتزال طائفة من امتى يقاتلون على الحق ظاهرين الىٰ قيامة فينزل عيسىٰ بن مريم فيقول امير هم تعال صل لنا الخ (یعنے میری امت کی ایک جماعت قیامت تک حق پر لڑتی اور غالب رہے گی پس عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے ان کو اس جماعت کا امیر کہے گا آئیے ہمیں نماز پڑھائیے) عام

لوگوں کے خیال کے موافق امیر سے مراد مہدی موعود ہی لئے جائیں تو غور طلب امر یہ ہے کہ اس حدیث میں ایک ایسی جماعت کا ذکر ہے جو قیامت تک قائم رہے گی لیکن اس کی ابتدا کب سے ہوگی اس کی صراحت نہیں ہے ''لا تزال'' کے لفظ سے جو ''یقاتلون'' کا جزو فعل ہے اس سے صرف ایک جماعت کے ہمیشہ پائے جانے کا ثبوت ملتا ہے۔ بالفرض یہ جماعت صحابہ و تابعین رسول اللہ ﷺ کے زمانوں میں جو خیر القرون میں نہ پائی جائے تو کم از کم ایسے زمانہ میں پائی جاسکتی ہے جبکہ حق کے لئے لڑکر مسلمانوں کو غلبہ حاصل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ جب کبھی بھی اس جماعت کا ظہور مان لیا جائے تو جو امیر عیسیٰ علیہ السلام سے مل کر امامت کی دعوت دے گا وہ پہلا امیر نہ ہوگا بلکہ اس جماعت کے متعدد امیروں کے بعد کا امیر ہوگا۔ جب اسی امیر کو مہدی موعود مان کر اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کے قائل ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مہدی موعود ایسے شخص کو تسلیم کیا جارہا ہے جو ایک جماعت کے متعدد امیروں کے بعد امیر بن کر آیا ہے اور وہ متبع ہے اپنے سابق اور متعدد امیروں کا اگر مطلق العنان بھی ہو تو کم از کم جماعت کے سابق امراء کے نافذ کردہ قوانین پر ضرور عامل ہوگا جو یہ بھی ایک اتباع ہی کی صورت ہے چونکہ مہدی موعود خلیفۃ اللہ ہیں اور حدیث '' انه یقفو اثری و لا یخطی '' یعنے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مہدی میرے قدم بہ قدم چلیں گے خطا نہ کریں گے) کے مضمون کے موافق رسول اللہ صلعم کے تابع ہیں اس لئے یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ وہ رسول اللہ صلعم کے سوا کسی اور کے تابع ہوں۔ نتیجہ یہ کہ مسلم کی حدیث مذکور میں ''امیر'' سے مراد مہدی موعود قطعاً نہیں ہوسکتے اس لئے اجتماع خلیفتین کا خیال سرے سے غلط اور بے بنیاد ہے۔

مہدیؑ کے دنیاوی بادشاہ اور دنیا کے سب لوگ ایک دین پر متفق ہونے کا خیال

غلط ہے :۔ اجتماع خلیفتین یعنے مہدی و عیسیٰ علیہما السلام کا مسئلہ غلط ہونے کے بعد اس خیال کو بھی غلط ثابت کرنا ضروری ہے۔ جو مہدی علیہ السلام کے روئے زمین کے بادشاہ ہونے اور آپ کے زمانہ میں تمام دنیا والوں کے ایک دین پر متفق ہوجانے سے متعلق ہے۔ جس حدیث رسول اللہ ﷺ سے مہدیؑ کے بادشاہ روئے زمین اور دنیا کے تمام لوگوں کے ایک دین پر ہوجانے کا خیال عام ہوگیا ہے یہ ہے۔

یملأ الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلماو جورا

ترجمہ: (مہدی) زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسی کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔

یہ حدیث ایک جزو ہے مختلف احادیث کا جو مختلف زاویوں سے آئی ہیں جیسا کہ مہدی علیہ

السلام اور آپ کے نام کے ثبوت میں بعض احادیث عبداللہ بن مسعود اور ابوسعید خدری کی روایات لکھی جا چکی ہیں۔

ان احادیث میں ''الارض'' کا لفظ اور قسطاً وعدلاً کے الفاظ قابل بحث ہیں چونکہ ان احادیث میں ''قسطاً وعدلاً کے مقابل ظلماً وجوراً کے الفاظ آئے ہیں اور ظلم وستم کو دور کر کے عدل وانصاف کرنا بادشاہوں کا کام ہے۔ اسلئے عام طور پر یہی قیاس کر لیا گیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام دنیاوی بادشاہوں کی طرح بادشاہ ہوں گے ان احادیث میں اس پر غور ہی نہیں کیا گیا قسط وعدل کے الفاظ موضوع یعنے حقیقی معنی میں مستعمل ہیں یا بطور استعارہ۔ علم بیان میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ الفاظ اگر چہ معنی موضوع میں استعمال کئے جاتے ہیں لیکن کبھی قرینہ پایا جانے سے یا محل وقوع کا لحاظ کر کے بطور استعارہ بھی مستعمل ہوتے ہیں مثلاً یہ کہا جائے کہ شیر آ رہا ہے تو اس کے دو معنی ہیں۔ ایک حقیقی معنی جو جنگل کے مشہور درندے کا نام ہے۔ دوسرے معنی بطور استعارہ بہادر آدمی کے ہیں اسی طرح قسط وعدل کے حقیقی معنی عدل وانصاف کے ہیں لیکن استعارہ فرض کیا جائے تو ہدایت وایمان کے معنی ہونگے بمقابل اس کے جور وظلم کے حقیقی معنی وہی ظلم وستم کے ہیں لیکن استعارہ میں بے دینی اور گمراہی مراد ہوں گے۔ یہ استعارہ اس وجہ سے صحیح ہوسکتا ہے کہ مہدی کے معنی ہدایت یافتہ شخص کے ہیں۔ اور ایسا شخص ہی ہدایت وایمان پھیلا کر بے دینی اور گمراہی کو دور کر سکتا ہے۔

جب ان احادیث میں ''قسط وعدل'' کے حقیقی معنی کو ملحوظ رکھکر مہدی کے دنیاوی بادشاہ ہونے کا تصور پیدا کر لیا گیا ہے تو ان احادیث کے علاوہ جہاں بھی اس قسم کے الفاظ موجود ہوں وہاں ان کے حقیقی معنی کو ملحوظ رکھ کر اس شخص کی بادشاہت کے قائل ہونا پڑے گا۔ جس کے لئے یہ الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی جو اصولاً درست نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ایک حدیث میں ''حکماً عدلاً دوسری حدیث میں حکماً عادلاً کے الفاظ آئے ہیں۔ چنانچہ وہ حدیثیں یہ ہیں۔

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلعم والذی نفسی بیدہ لیرشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ الخ

ایضاً عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلعم واللہ لینزلن ابن مریم فیکم

حکماً عادلاً فینکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیة.

ترجمہ: ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں ابن مریم حکم اور عدل بن کر نازل ہونگے وہ صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کریں گے۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خدا کی قسم ابن مریم تم میں حکم اور عادل بن کر نازل ہوں گے۔ پس صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کریں گے۔

جب احادیث مہدی علیہ السلام میں قسطاً وعدلاً کے حقیقی معنی عدل وانصاف کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ کی بادشاہت کا تصور پیدا کر لیا گیا ہے تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بھی بادشاہ ہونے کا تصور کیوں نہ پیدا ہو جبکہ آپ کے لئے حکماً عدلاً اور حکماً عادلاً کے الفاظ آئے ہیں۔ یہ الفاظ تو قسطاً وعدلاً سے زیادہ معنوی شدت رکھتے ہیں یعنے قسط وعدل مترادف الفاظ ہیں جو صرف انصاف کے معنی دیتے ہیں ان کے مقابل حکماً عدلاً کے الفاظ حکومت اور عدل کے معنی میں بدرجہ اولیٰ بادشاہت کا تصور پیدا کر سکتے ہیں

حکماً عدلاً اور حکماً عادلاً کے الفاظ حقیقی معنی کے لحاظ سے اس مفہوم کے مقتضی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام بادشاہ ہو کر نازل ہوں یا نازل ہونے کے بعد بادشاہ بن جائیں۔ خاص کر اس وجہ سے بھی کہ توریت میں آپ کے بادشاہ ہونے کی پیشین گوئی موجود ہے جس کی بنا پر بعض یہودیوں نے آپ سے سوال کیا تھا کہ توریت کی پیشین گوئی کے موافق آپ بادشاہ کہاں ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میری بادشاہت روحانی ہے چونکہ حدوث بھی ایک چیز ہے اس لئے اگر عیسیٰ علیہ السلام اس وقت دنیاوی بادشاہ نہیں تھے تو اب کون امر مانع ہے۔

بہرحال جب ''قسطاً وعدلاً'' کے الفاظ سے امام مہدی علیہ السلام کو دنیاوی بادشاہ تسلیم کیا جائے تو ''حکماً عدلاً'' اور حکماء عادلاً کے الفاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دنیاوی بادشاہ تسلیم کر لینا ضروری ہوگا۔ حالانکہ مسلمانوں کا عقیدہ اس کے برخلاف ہے، اسی طرح ''حکماً عدلاً اور حکما عادلاً کے الفاظ ہوتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کی دنیاوی بادشاہت کا اعتقاد نہیں رکھا جاسکتا تو پھر ''قسطاً وعدلاً کے الفاظ سے امام مہدیؑ کی دنیاوی بادشاہت کا تصور بھی غلط ہونا چاہئے۔ ہاں دونوں کو روحانی بادشاہ مانا جاسکتا ہے کیونکہ وہ دونوں اپنے اپنے زمانوں میں خلیفۃ اللہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

تعجب کی بات ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ کی نسبت (انجیل یوحنا باب ۱۴۔ آیت ۳۰) میں

رئیس ہذا العالم کہا گیا ہے مگر مسلمان آپ کو پوری دنیا کا ظاہری بادشاہ نہیں مانتے۔صرف روحانی حیثیت سے سردار دو عالم ضرور مانتے ہیں۔انجیل مذکور کے عربی ترجمہ میں یہ الفاظ ہیں۔

لا اتکلم معکم لانّ رئیس ھٰذا العالم یاتی

ترجمہ: میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا کیونکہ اس دنیا کا رئیس آتا ہے

جس طرح ''یملا الارض'' کی حدیث میں لفظ ''ارض'' پر الف لام انے سے ''العالم'' کے معنی بھی تمام عالم مراد ہونا چاہیئے مگر اعتقاد اس کے برخلاف ہے۔

علمائے اسلام نے امام مہدی کو امام عادل لکھا ہے کہیں بھی بادشاہ عادل یا سلطان عادل نہیں کہا علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں لکھا ہے۔

ذھب العلماء علی انه امام عادل من اولاد فاطمة

ترجمہ: علماء کا مذہب یہ ہے کہ ''مہدی'' امام عادل فاطمہؑ کی اولاد سے ہیں۔

امام عادل اور بادشاہ عادل یا سلطان عادل میں بہت بڑا فرق ہے۔امام عادل سے امام ہادی اور ملک عادل یا سلطان عادل سے دنیاوی عادل بادشاہ کے معنی لئے جا سکتے ہیں۔اس محاورہ سے ثابت ہے کہ امام مہدی علیہ السلام دنیاوی بادشاہ نہ ہوں گے بلکہ وہ ایک امام عادل ہوں گے ہدایت آپ کا فریضہ ہوگا۔

قرآن شریف میں لفظ قسط بمعنی انصاف اور لفظ عدل بھی معنی انصاف متعدد جگہ آیا ہے مگر بادشاہت کا مفہوم کہیں بھی نہیں ہے مثلاً

یقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس فبشرھم بعذاب الیم . (آل عمران۔۲۱)

ترجمہ: (کفار) ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو انصاف سے حکم کرتے ہیں۔انھیں المناک عذاب کی خوشخبری دو۔

اس آیت میں ان کفار کو عذاب المناک کی خوشخبری دینے کا حکم دیا گیا ہے جو انصاف سے حکم کرنے والے پیغمبروں کو ناحق و ناروا قتل کرتے تھے۔کیا جن پیغمبروں کو کفار قتل کرتے تھے وہ بادشاہ تھے۔ لفظ قسط سے بادشاہ ہونے کا مفہوم کہاں ثابت ہو رہا ہے اور پیغمبر جن کو کفار قتل کرتے تھے بادشاہ نہیں تھے اگر بادشاہ ہوتے تو کیا وہ خود انتقاماً کفار کو قتل نہ کر دیتے؟ اسی طرح ایک اور آیت یہ ہے۔

ولکل امة رسول فاذا جاء رسولھم قضی بینھم بالقسط . (یونس۔۴۷)

ترجمہ: ہر امت کا ایک پیغمبر ہے جب ان کا پیغمبر آیا تو ا کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا۔

اس آیت میں لفظ قسط سے بادشاہت کا انصاف مراد نہیں ہے اور نہ خدا سب پیغمبروں کو دنیا کا بادشاہ بنا کر ان کے ذریعہ فیصلہ سنا تا رہا ہے۔

قل امر ربی بالقسط. (الاعراف۔۲۹)

ترجمہ: کہہ واے محمد کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے

اس آیت میں لفظ قسط سے رسول اللہ ﷺ کی بادشاہت کا مطلب کہاں نکلتا ہے؟ اور آپ دنیاوی بادشاہ کہاں تھے۔

اذا حکمتم بین الناس ان تحکمو ا با لعدل. (النساء۔۵۸)

ترجمہ: جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

اس آیت میں جو انصاف سے فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو فیصلہ کرنے والے حکم کے بادشاہ ہونے کا مفہوم کہاں ہے۔ یہاں تو عوام کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو کسی کی طرفداری یا جانب داری نہ کرو۔

آیات قرانی میں کہیں بھی قسط و عدل کے الفاظ سے بادشاہت کا مفہوم نہیں نکلتا تو پھر حدیث یملا الارض قسطاً و عدلاً میں بادشاہت کا مطلب کہاں سے نکالا جا سکے گا۔

حدیث یملا الارض قسطاً و عدلاً میں ایمان و ہدایت کا جو استعارہ لیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام بر بناء حدیث ثوبانؓ جس کا ذکر آئے گا۔ خلیفتہ اللہ ہیں اور آپ کا فرض دین و ایمان پھیلانا اور امت محمدیہ کو ہلاکت سے بچانا ہے نہ کہ بادشاہت کرنا اور حدیث یقوم بالدین فی آخر الزماں کما قمت به فی اول الزماں او اول الاسلام سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس طرح اول زمانہ یا اول اسلام میں دین کو قائم کیا تھا اسی طرح مہدیؑ بھی آخر زمانہ میں دین کو قائم کریں گے۔ واقعات شاہد ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے دین کو قائم فرمایا نہ کہ آپ نے ظاہری بادشاہت قائم فرمائی یا آپ دنیاوی بادشاہ ہوئے تھے پھر امام مہدی علیہ السلام کس طرح بادشاہت قائم کر کے تمام دنیا کے بادشاہ بن جائینگے؟

حدیث ''المهدی منّی یقفو اثری ولا یخطی '' (یعنے رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ

مہدی مجھ سے ہیں وہ میرے نشان قدم پر چلیں گے خطا نہ کریں گے) سے ظاہر ہے کہ مہدی علیہ السلام دین کو قائم کرنے اور ہدایت کرنے میں رسول اللہ ﷺ کے قدم بہ قدم ہوں گے اور خطا نہیں کرینگے اس صورت میں ''یملا الارض قسطاً وعدلاً'' کے معنی یہی ہوں گے کہ آپ زمین یعنی دنیا میں ایمان اور ہدایت پھیلائیں گے۔

حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو بادشاہت دی جارہی تھی مگر آپ نے اسکو لینے سے انکار فرمایا۔ وہ حدیث یہ ہے

عن ابن عمرؓ سمعت رسول الله صلی الله علیه و سلم یقول لقد هبط علی ملک من السماء ماهبط علی نبی ولا یهبط علی احد بعدی وهو اسرافیل فقال انا رسول ربک الیک امرنی اخبرک ان شئت نبیا عبدا و ان شئت نبیا ملکافنظرت الیٰ جبرئیل فاوماٗ الّی ان اتواضع فلوانی قلت نبیا ملکا لسارت الجبال معی ذهبا.

ترجمہ: ابن عمر کہتے ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ آسمان سے ایک فرشتہ مجھ پر نازل ہوا جو کسی نبی پر نازل نہیں ہوا اور نہ کسی اور پر میرے بعد نازل ہوگا وہ اسرافیل ہے اس نے کہا میں تمہارے رب کا تمہاری طرف پیامبر ہوں اس نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تمہیں خبر دوں کہ تم نبی اور بندے بن کر رہنا چاہتے ہو یا نبی اور بادشاہ۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ میں نے جبرئیل کو دیکھا انہوں نے اشارہ کیا کہ تواضع کو کام میں لایا جائے اگر میں بادشاہ بننا چاہتا تو تمام پہاڑ سونا بن کر میرے ساتھ چلتے۔

اب ناظرین غور کرنا چاہئے کہ جس شخص پر رسول اللہ ﷺ کی بے خطا پیروی لازم ہو وہ دنیاوی بادشاہت کیسے قبول کر سکتے؟ مختصر یہ کہ کسی حدیث صحیح سے آپ کے دنیاوی بادشاہ ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔

اس کے بعد وہ خیال بھی صاف کر دینے کے قابل ہے کہ مہدیؑ کے زمانہ میں دنیا کے سب لوگ ایک ہی دین پر متفق ہو جائیں گے۔

یملاً الارض قسطاوعدلاً کی حدیث میں لفظ ''ارض'' پر الف لام آیا ہے اس سے خیال کر لیا گیا ہے کہ آپ روئے زمین میں عدل وانصاف پھیلائیں گے اس میں شک نہیں کہ الف لام لفظ ارض پر آتا ہے تو استغراق کے معنی ہو سکتے ہیں جیسے خلق السموات والارض میں الف لام استغراق کے لئے ہے اور ارض سے مراد تمام روئے زمین ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ آسمانوں اور پوری زمین کا خالق

ہے۔لیکن یہ بھی یادرکھنا چاہئے کہ ہر جگہ لفظ ''ارض'' پر الف لام آتا ہے تو وہاں پوری زمین مراد نہیں ہوتی بلکہ کہیں زمین کا ایک حصہ بھی مراد ہوتا ہے مثلاً قران شریف میں آیا ہے۔

قال موسیٰ لقومه استعينوا بالله واصبروا ان الارض لله يورثها من يشاء من عباده

ترجمہ: موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو اور صبر کرو زمین اللہ کی (ملک) ہے وہ اپنے بندوں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے۔(الاعراف۔۱۲۸)

اس آیت میں ''الارض'' سے مراد زمین فرعون یا مصر کی زمین ہے۔دنیا کی پوری زمین مراد نہیں ہے اس لئے الف لام استغراق کے لئے نہیں بلکہ جنس کے لئے ہے۔تاریخ الخلفا،سیوطی میں عمر بن عبدالعزیز کے حالات میں لکھا ہے۔

بويع بالخلافة فی صفر سنه تسع و تسعين فمكث فبها سنتين و خمس شهر ملاء فيها الارض عدلاً

ترجمہ: عمر بن عبدالعزیز سے ماہ صفر ۹۹ھ میں خلافت کی بیعت کی گئی اور وہ دو سال پانچ ماہ قائم رہے زمین اس عرصہ میں عدل سے بھر گئی۔

اس عبارت میں ''الارض'' کا لفظ آیا ہے اس سے مراد صرف اتنی ہی زمین ہے جہاں آپ بادشاہ تھے۔حضرت ابن عباس نے عمرؓ سے فرمایا تھا لقد ملئت الارض عدلا یعنے تم نے زمین کو عدل سے بھر دیا حضرت عمرؓ نے فرمایا ''اشهد لی بهذا عند الله يوم القيٰمة'' یعنے تم قیامت کے دن خدا کے سامنے میرے عدل کی گواہی دینا۔یہاں ''ارض'' سے مراد دنیا کی پوری زمین نہیں ہے بلکہ عرب کی اتنی ہی زمین ہے جہاں آپ خلیفہ رہے اور فتوحات حاصل فرمائے اس موقع پر یہ بھی ملحوظ رہے کہ عبارات مذکورہ میں عدل کا لفظ حقیقی معنی میں آیا ہے کیونکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت عمرؓ دونوں خلیفۃ المسلمین رہ چکے ہیں۔'' یملاء الارض قسطاوعدلاً '' کی حدیث میں معنی حقیقی مراد نہیں ہو سکتے بلکہ اس میں ایمان وہدایت کے معنی ''استعارہ'' لئے گئے ہیں کیونکہ مہدی علیہ السلام خلیفۃ اللہ ہیں اور آپ کا فرض ہدایت کرنا ہے۔

یہ تو ثابت ہے کہ ''الارض'' میں الف لام استغراق کے لئے بھی آسکتا ہے اور جنس کے لئے بھی اس لئے یملاء الارض قسطاً وعدلاً میں جنس کے معنی لینا مناسب ہوگا کیونکہ جنسیت میں بعض حصہ

زمین مراد ہوسکتا ہے۔ ورنہ اگر استغراق تسلیم کریں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ روئے زمین کا ہر ملک ہر صوبہ ہر ضلع ہر تعلقہ و ہر قریہ بلکہ پہاڑ جنگل کا چپہ چپہ عدل وانصاف سے بھر جائے۔ ایشیاء، یورپ، آفریقہ، آسٹریلیا اور امریکہ شمالی وجنوبی سب اس میں شامل ہو جائیں گے ایک شخص کہاں کہاں تبلیغ کا کام کر سکتا ہے اور ذرائع سفر اور اخراجات سفر کیا ہوں گے۔ آدمؑ سے حضرت ختم المرسلین ﷺ تک کسی پیغمبر نے اتنی تبلیغ نہیں کی تو امام مہدیؑ پر کیسے لازم کی جاسکتی ہے؟

مہدیؑ کے زمانہ میں سب لوگوں کا ایک دین پر متحد ہونا غلط ہے:۔ اگر یہ کہا جائے کہ امام مہدیؑ جہاں بھی مبعوث ہوں ان کی شہرت تمام دُنیا میں پھیل کر دنیا کے سب لوگ ہدایت یافتہ ہو جائیں گے تو احادیث میں اسکا ذکر نہیں ہے اور سب کا ایک دین ہو جانا نصوص قرآنی کے مخالف ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ولو شاء ربّک لجعل الناس امة واحدةً ولا یزالون مختلفین الاّ من رحم ربّک ولذالک خلقھم. (ھود۔۱۱۸)

ترجمہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو لوگوں کو ایک امت بنا دیتا وہ ہمیشہ مختلف رہیں گے مگر وہ جن پر تمہارا پروردگار رحم کرے اور وہ ان کو اسی لئے پیدا کیا ہے (یعنے مختلف رہنے کے لئے)

ایک اور آیت کے الفاظ یہ ہیں۔ وّلو شاء اللہ لجمعھم علی الھدی. (الانعام۔۳۵)

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر اکھٹا کر دیتا۔

لفظ ''لو'' کا استعمال عربی میں انتفاء ثانی بسبب انتفائے اول کے موقع پر ہوتا ہے جیسے آیت ذیل میں ہے۔ لو کان فیھما آلھة الا اللہ لفسد تا. (الانبیاء۔۲۲)

ترجمہ: اگر زمین وآسمان میں متعدد خدا ہوتے تو وہ ٹوٹ پھوٹ کر رہ جاتے۔

اس سے ظاہر ہے کہ زمین وآسمان قیامت تک ٹوٹنے پھوٹنے سے اس لئے محفوظ ہیں کہ متعدد خداؤں کا وجود نہیں ہے۔ اسی اصول پر آیات صدر کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نہیں چاہا کہ سب لوگ ایک امت ہو جائیں اس لئے سب ایک امت نہیں ہوئے چونکہ ان کو ہمیشہ مختلف رہنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے وہ ہمیشہ مختلف رہیں گے'' لا یزالون ''' کا لفظ ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے اور یہ ہمیشگی قیامت تک رہے گی۔ علاوہ اس کے آیات ذیل سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت تک انصار اور یہود آپس میں متفق ومتحد نہ رہیں گے۔

فاغرينا بينهم العداوة والبغضاء الیٰ یوم القیامة . (المائدة۔۱۴)

ترجمہ: ہم نے ان کے درمیان قیامت تک بغض وحسد پیدا کردیا ہے۔

والقینا بینهم العداوة و البغضاء الیٰ یوم القیامة . (المائدة۔٦٤)

ترجمہ: ہم نے ان کے درمیان قیامت تک بغض وحسد پیدا کردیا ہے۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سب لوگ ایک دین پر متفق نہیں ہو سکتے حدیث کیف تهلک امة انا فی اولها و عیسیٰ فی اٰخرها والمهدی من اهل بیتی فی وسطها سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخر امت میں دافع ہلاکت امت محمد یہ ہیں یعنے وہ ان کو ہدایت کر کے ہلاکت یا گمراہی سے بچائیں گے تو مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں جن کی بعثت وسط امت میں ہے سب ایک دین کیسے ہو جائیں گے یا کیا ایک دفعہ سب ایک دین ہو کر جو نصوص قرانی کے خلاف ہے پھر گمراہ اور بے دین ہو جائیں تاکہ عیسیٰ علیہ السلام آ کر آخر امت میں گمراہی کو دفع کریں حقیقت یہ ہے کہ ان گمراہوں کا سلسلہ لگا تار قیامت تک جاری رہے گا جیسا کہ ابو ہریرہ کی روایت سے ظاہر ہے۔

لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الیٰ یوم القیامة:.

ترجمہ: نبیؐ فرماتے ہیں میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑ کر قیامت تک غالب رہے گی۔

حدیث یقوم بالدین فی اٰخر الزمان کما قمت به فی اول الزمان سے ثابت ہے کہ مہدی علیہ السلام دین کو آخر زمانہ میں اسی طرح قائم کریں گے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اول زمانہ میں قائم کیا تھا جب رسول اللہ ﷺ نے دین کو تمام دنیا میں نہیں پھیلایا اور دنیا کے سب لوگ ایک دین پر متفق نہ ہو سکے تو پھر امام مہدی علیہ السلام تمام دنیا میں دین کو کیسے پھیلا سکتے ہیں۔اس کے برخلاف اگر بالفرض ''یملا الارض قسطا وعدلاً ''میں الف لام کو استغراق کے لئے مان بھی لیا جائے تو اس کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ رحمتہ للعالمین ہیں اسی طرح مہدی علیہ السلام بھی تمام دنیا کے لئے رحمت عدل وہدایت ہیں۔

امامنا علیہ السلام کے زمانہ بعثت ومقام بعثت کی بحث:۔ قبل ازیں ظاہر ہو چکا ہے کہ مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ایک نہیں بلکہ مہدی علیہ السلام پہلے ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام بعد میں آئیں گے اور مہدی علیہ السلام نہ تو بادشاہ روئے زمین ہوں گے اور نہ آپ کے زمانہ میں

دنیا کے سب لوگ ایک ہی دین پر متفق ہو سکتے ہیں۔اب معلوم ہونے کی ضرورت ہے کہ مہدی علیہ السلام عیسیٰ سے پہلے ہوں گے تو کب اور کس زمانہ میں ہوں گے اور آپ کا مقام بعثت کونسا ہوگا۔اس لئے ہم آیت قرآن اور احادیث نبوی کی روشنی میں یہ ثابت کریں گے کہ حضرت سید محمد جونپوریؑ ہی امام مہدی موعود ہیں آپ جس زمانہ میں اور جس مقام پر مبعوث ہوئے ہیں وہی زمانہ وہی مقام بعثت صحیح ہے۔مخفی مباد کہ امامنا مہدی موعود علیہ السلام ۱۴/ جمادی الاولیٰ ۸۴۷ھ میں بمقام شہر جونپور پیدا ہوئے اور ۱۹/ ذیقعدہ ۹۱۰ھ میں آپ کا وصال بمقام فراہ ہوا اور آپ کا مزار مقدس بھی وہیں ہے۔

آیت قرآن سے مہدی موعود کی بعثت کا زمانہ اور مقام: قرآن شریف میں باریٔ تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے یا ایھا الذین اٰمنو من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ. (المائدۃ۔۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو جو لوگ تم میں سے اپنے دین سے پھر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے گا جس کو اللہ دوست رکھے گا اور اللہ کو وہ دوست رکھیں گے۔

اس آیت میں ''فسوف یاتی اللہ بقوم '' کا جملہ اور اس کے ماقبل و مابعد کی آیتیں ہمارے دعوی کو ثابت کرتی ہیں۔

اس آیت میں ''یاتی'' مضارع کا صیغہ ہے جس کے پہلے ''سوف'' کا لفظ آیا ہے جس سے مضارع، مستقبل بعید کے معنی دیتا ہے اور ''بقوم'' میں بائے تعدیہ ہے ''با'' بمعنی مصاحبت ہے۔اگر بائے تعدیہ تصور کریں تو آیت کے معنی یہ ہوں گے اللہ تعالیٰ ایک قوم کو مستقبل بعید میں لائے گا اور اگر بمعنی مصاحبت لیں تو ترجمہ یہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ مستقبل بعید میں ایک قوم کیساتھ آئے گا۔کسی قوم کو لانا یا کسی قوم کے ساتھ آنا دونوں کا مآل قریب قریب ہے۔

قرآن شریف میں بائے تعدیہ کا استعمال لفظ یاتی وغیرہ کے ساتھ اکثر جگہ آیا ہے لیکن بائے مصاحبت کا استعمال بہت کم آیا ہے مثال کے طور پر ایک آیت پیش کی جاتی ہے۔

ولا تعضلوھن لتذھبوا ببعض ما اٰتیتموھن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ. (النساء۔۱۹)

ترجمہ: تم نے عورتوں کو جو کچھ دیا ہے اس کو لینے کے لئے انھیں نہ روکو مگر جبکہ وہ بدکاری کے ساتھ آئیں یعنے بدکاری کے مرتکب ہوں تو روکدو۔

اس آیت میں ''بفاحشة'' کے معنی بدکاری کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ مصباح اللغات میں اذہب بسلام لکھا ہے یعنی سلامتی کے ساتھ جاؤ۔ اس صورت میں '' فسوف یاتی الله بقوم '' کی آیت میں قوم سے مراد قوم مہدی اور لفظ ''اللہ'' سے مہدی علیہ السلام کا ظہور مراد ہوگا۔ لاغیر۔

آیت مذکور میں لفظ ''اللہ'' سے مراد امام مہدی علیہ السلام کا ظہور مراد لیا جائے تو یہ بات اسی اصول کے تحت ہوگی جو علمائے اسلام کے مسلمات سے ہے جیسا کہ توریت میں ایک بشارت کے الفاظ یہ ہیں۔

انّ الله طلع من سینا و اشرق لهم من السیعیر و من جبل فاران تجلی

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سینا سے طلوع ہوا سیعیر سے چمکا اور کوہ فاران سے تجلی کیا (خطبات احمدیہ)

توریت کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے ''سینا'' سے طلوع ہونے سے مراد موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہے اور ''سیعیر'' سے اللہ تعالیٰ کے چمکنے سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہے اور ''کوہ فاران'' سے اللہ تعالیٰ کے تجلی کرنے سے مراد حضرت رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہے۔

اسی طرح کتاب حبقوق باب (۳) آیت (۳) میں بیان کیا گیا ہے۔

یاتی الله من جنوب (تیمان) والقدوس من جبل فاران

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جنوب (تیمان) سے اور قدوس کوہ فاران سے آئے گا۔ (خطبات احمدیہ)

توریت کی یہ پیشین گوئی خاص رسول اللہ ﷺ سے مخصوص ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب خاص کے جاہ وجلال کو ظاہر کرنے کے لئے خاتم الانبیا کے ظہور کو اپنا ظہور تعبیر فرمایا ہے۔

اسی طرح ''ملاکا نبی کی کتاب کے باب (۳) میں لکھا ہے۔ جس خداوند کے تفحص میں ہو یعنے رسول عہد کے وہ اپنی ہیکل میں آجائے گا''۔ جب ان بشارات میں ''اللہ'' کے ظہور سے حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت رسول اللہ ﷺ کا ظہور مراد ہے تو آیت '' فسوف یاتی الله بقوم ''میں ضرور لفظ اللہ سے ایسے شخص کا ظہور مراد ہونا چاہئے جو ان پیغمبروں کے جیسا جاہ وجلال رکھتا ہو کیونکہ جس طرح کتاب حبقوق میں '' یاتی الله '' آیا ہے اور اس سے رسول اللہ صلعم مراد ہیں اور ملاکا نبی کی کتاب میں ''خداوند'' کا لفظ موجود ہے اور اس سے رسول عہد صلعم مراد ہیں اسی طرح '' یاتی الله بقوم '' میں ''یاتی الله'' کے الفاظ سے کسی صاحب جاہ وجلال خلیفۃ اللہ کا ظہور مراد ہوسکتا ہے۔

یاتی الله بقوم سے مراد تخلیق قوم کے سوا کچھ اور معنی نہیں: ۔ توریت یا قرآن

میں ''طلع اشرق، تجلی، اور یاتی'' کے الفاظ سے کسی قوم کا آنا یا کسی قوم کو لانا یا کسی قوم کے ساتھ اللہ کا آنا بیان کیا گیا ہے تو یہ ایسے افعال ہیں جو جسم وجسمانیات کو عارض ہوتے ہیں فن منطق میں ''مشی'' جس کے معنی چلنے کے ہیں ایسی ''کلّی'' ہے جس کو ''عرض عام'' کہتے ہیں اور یہ چلنے والے جوانوں یا جانداروں کی صفت عام ہے۔ چونکہ باری تعالیٰ کی ذات جسم وجسمانیات کے خصائص سے مبرا ومنزہ ہے۔اس لئے جاندار مخلوق کی طرح نہ وہ کسی کو لاتا ہے اور نہ کسی کے ساتھ آتا ہے لہذا لانے اور آنے کا مطلب تخلیق قوم کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا۔

قرآن شریف میں تخلیق کا مفہوم ظاہر کرنے کے لئے خَلَقَ .جَعَلَ اور فَطَرَ کے الفاظ عام طور پر مستعمل ہیں جیسے اللہ فرماتا ہے۔

الحمد لله الّذی خلق السموات والارض جعل الظلمات والنور (الانعام ۔١)

ترجمہ: ہر طرح کی تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اندھیرے اور روشنی کو بنایا۔

یا ایھاالناس اعبدوا ربّکم الذی خلقکم و الّذین من قبلکم .(البقرۃ ۔٢١)

ترجمہ: اے لوگو تم اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔

یاقوم اذکروا نعمة الله علیکم اذ جعل فیکم انبیاء و جعلکم ملوکاً (المائدہ۔٢٠)

ترجمہ: اے قوم تم پر خدا نے جو احسان کیا ہے یاد کرو کیوں کہ اس نے تم میں انبیاء کو پیدا کیا اور تم کو بادشاہ بنایا ہے۔

مالی لا اعبد الذی فطرنی (یٰسٓ ۔٢٢)

ترجمہ: مجھے کیا ہوگیا ہے کہ میں اس خدا کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔

الذی فطرنی فانّه سیهدین. (الزخرف ۔٢٧)

ترجمہ: اسی نے مجھ کو پیدا کیا اور وہی عنقریب سیدھا راستہ دکھائے گا۔

جب عام طور پر ''تخلیق'' کا مفہوم ظاہر کرنے کے لئے خَلَقَ .جَعَلَ اور فَطَرَ کے الفاظ آتے ہیں تو یہاں بھی یاتی الله کے بجائے ''یخلق الله'' وغیرہ آسکتا تھا۔

جیسا کہ ایک جگہ ہے ''یخلق الله مایشاء'' (یعنے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے) ارشاد

فرمایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ''فسوف یخلق اللہ قوماً '' کی جگہ فسوف ''یاتی اللہ بقوم''
ارشادفرمایا ہےتو اس سے قوم کی تخلیق اوراس کا جاہ وجلال بتانے کےسوا کوئی اور مفہوم نہیں ہوسکتا۔

اگر یہ کہا جائے کہ توریت یا قرآن میں آتی۔ یاتی وغیرہ الفاظ سے پیغمبروں کا ظہور مراد ہے تو آیت ''یاتی اللہ بقوم''میں امام مہدیؑ کا ظہور کیسے ہوسکتا ہے جو پیغمبر نہیں ہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی ذات اقدس اپنے مناقب وفضائل کی وجہ سے جوفرمودہ رسول اللہ صلعم ہیں ملحق بالانبیاء ہے اور ایسی اعلیٰ شان رکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ظہور کواپنے آنے سے استعارہ کرے۔

فضائل ومناقب یاصفات مہدی کی بحث:۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے چند فضائل و مناقب یاصفات حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت مہدی علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی طرح خلیفۃ اللہ ہیں جیسا کہ حضرت ثوبان کی حدیث سے ظاہر ہے۔

قال . قال رسول اللہ صلعم یقتتل عند کنزکم ثلثۃ کلھم ابن خلیفۃ لا یصیر الی احد منھم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقتلو نکم قتلاً لم یقتلہ قوم ثم یجئی خلیفۃ اللہ المھدی فاذا سمعتم بہ فاتوہ فبا یعوہ ولم حبوا علیٰ الثلج الخ

(ابن ماجہ۔حاکم۔ابونعیم)

ترجمہ: ثوبان کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تمہارے کنز یعنے خلافت کے لئے تین آدمی جھگڑا کریں گے وہ سب خلیفہ کے بیٹے ہوں گے ان میں سے کسی کو خلافت نہیں ملے گی پھر وہ سیاہ جھنڈے مشرق کی طرف سے نکلیں گے تو تم کو یعنے مسلمانوں کوایسا قتل کریں گے کہ کوئی قوم اس طرح قتل نہ کی ہوگی پھر اللہ کے خلیفہ مہدی آئیں گے جب تم ان کو سنوتو ان کے پاس آؤ ان سے بیعت کرو اگر چہ برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے۔

اسی طرح ابن عمرؓ سے بھی ایک روایت آئی ہے جسکو ابن ابوشیبہ نے بیان کیا ہے۔

قال قال رسول اللہ صلعم یخرج المھدی وعلیٰ راسہ ملک ینادی ھذاالمھدی خلیفۃ اللہ فاتبعوہ.

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ مہدیؑ اس حالت میں نکلیں گے ایک فرشتہ اوپر سے ندا

کرے گا کہ یہ مہدی خلیفۃ اللہ ہیں تم ان کی اتباع کرو۔

(۲) حضرت رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں تو مہدی علیہ السلام خاتم الاولیاء (خاتم ولایت محمدیہ) ہیں جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جناب رسالت مآب سے دریافت کیا امنّا المهدی ام من غير نا (یعنے مہدی ہم میں سے ہیں یا ہمارے غیر سے) حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایابل منّا يختم الله به الدين كما فتحه بنا (بلکہ مہدیؑ ہم میں سے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دین کوختم کرے گا جس طرح ہم سے اس کوشروع کیا ہے) ابوالقاسم الطبرانی۔ابونعیم اصفہانی۔عبدالرحمٰن بن حاتم۔ ابوعبداللہ نعیم ابن حماد وغیرہم نے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

(۳) مہدی علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی طرح دافع ہلاکت امت محمدیہ ہیں جیسا کہ ابونعیم نے اخبار مہدیؑ میں ابن عباس سے روایت کی ہے۔

لن تهلک امة انا فی اولها و عیسیٰ بن مریم آخرها والمهدی فی وسطها

ترجمہ: وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کے پہلے میں ہوں اورعیسیٰ بن مریم اس کے آخر میں ہیں اور مہدی اس کے وسط میں۔

اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کے بیان میں اسی مضمون کی متعدد حدیثیں مختلف زاویوں سے بیان کردی گئی ہیں۔

(۴) مہدی علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کی طرح ہدایت اور تبلیغ میں معصوم عن الخطا ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔المهدی منی یقفو اثری و لایخطی .

ترجمہ: مہدی مجھ سے ہیں وہ میرے نشان قدم پر چلیں گے خطا نہ کریں۔

فتوحات میں حضرت محی الدین ابن عربی آیت ''ادعو الی اللہ علی بصیرة انا و من اتبعنی '' کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔'' فالمهدی ممن اتبعه ''یعنے مہدی ان لوگوں میں ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی اتباع کریں گے اس کے بعد وہ بیان کرتے ہیں۔

وصلى الله عليه وسلم لايخطی فی دعائه فمتبعه لا يخطی فانه يقفو اثره:

ترجمہ: یعنے رسول اللہ ﷺ دعوت بصیرت میں غیر مخطی ہیں اسی طرح آپ کے تابع (مہدی) بھی غیر مخطی ہوں گے کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نشان قدم کی پیروی کریں گے۔

اسی فتوحات کے باب (٦٦٦) میں لکھتے ہیں۔

مانص رسول الله صلعم علیٰ امام من ائمة الدین یکون بعده یرثه ویقفو اثره ولا یخطی الا المهدی خاصة فقد شهد بعصمته فی احکامه کما شهد الدلیل العقلی بعصمة رسول الله ﷺ.

ترجمہ: رسول اللہ صلعم سے ائمہ دین میں سے کسی امام کے لئے کوئی نص جاری نہیں ہوئی کہ رسول اللہ کے بعد آپ کا وارث اور آپ کے نشان قدم کی پیروی کرنے والا ہوگا مگر وہ خاص طور پر مہدی ہوں گے رسول اللہ صلعم نے مہدی کو اپنے احکام میں معصوم ہونے کی گواہی دی ہے جیسا کہ دلیل عقلی رسول اللہ کے معصوم ہونے کی گواہ ہے۔

ایضاً قد اخبر علیه السلام عن المهدی انه لا یخطی و جعله ملحقا بالانبیاء

ترجمہ: رسول اللہ صلعم نے مہدی کی نسبت معصوم عن الخطا ہونے کی خبر دی اور آپ کو ملحق بالانبیا ٹھہرایا ہے

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام ہی ایک ایسے امام ہیں جو وارث رسول اللہ صلعم معصوم عن الخطا اور ملحق بالانبیا ہیں۔ ان خصوصیت میں کوئی اور امام شریک مہدی نہیں ہے۔

(۵) مہدی علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی طرح دین کو قائم کرنے والے ہیں جیسا کہ حافظ ابونعیم اصفہانی کی روایت میں ہے جس کو انھوں نے علی بن ہزیلی سے روایت کیا ہے۔ اس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فاطمہؓ سے فرمایا **والذی بعثنی بالحق انّ منهما** (یعنی الحسنؓ و الحسینؓ) **مهدی هٰذا الامة** . یعنے قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ان دونوں یعنی حسنینؓ سے اس امت کے مہدی ہوں گے۔ آخری الفاظ یہ ہیں۔

یقوم بالدین فی آخر الزمان کما قمت به فی اول الزمان او فی اول الاسلام

ترجمہ: رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ مہدی آخر زمانہ میں اسی طرح دین کو قائم کریں گے جس طرح میں نے اسکو اول زمانہ یا اول اسلام میں قائم کیا ہے۔

(٦) رسول اللہ ﷺ باعث تخلیق عالم تھے جیسا کہ حدیث قدسی ''**لو لاک لما خلقت الافلاک**'' سے ظاہر ہے (یعنے اے نبی میں تم کو نہ پیدا کرتا تو افلاک کو نہ پیدا کرتا) ظاہر ہے کہ افلاک نہ ہوتے تو دنیا نہ ہوتی گویا دنیا محض رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اور رسالتماب صلعم، حضرت

مہدی علیہ السلام کی ذات اقدس کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔

عن زر بن عبد الله عن النبی صلعم قال لو لم یبق من الدنیا الایوم لطو ل الله ذالک الیوم حتی یبعث رجلاً من اهل بیتی یو اطی اسمه اسمی و اسم ابیه اسم ابی

ترجمہ: زر بن عبداللہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے تو اس دن کو اللہ تعالیٰ اتنا دراز کرے گا کہ ایک شخص میرے اہل بیت سے مبعوث ہوگا جس کا نام میرے نام کے اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا۔

دارقطنی۔طبرانی۔ابونعیم حاکم وغیرہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے۔

قال رسول الله صلعم لا تذهب الدنیا حتی یبعث الله رجلاً من اهل بیتی یو اطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک ایک شخص میرے اہل بیت سے مبعوث نہ ہو اس کا نام میرا نام اسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام جیسا ہوگا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلعم باعث تخلیق عالم ہیں اور عالم بغیر بعثت مہدیؑ کے ختم نہ ہوگا۔اور مہدی علیہ السلام ہمنام رسول اللہ ﷺ ہیں۔

(۷) صوفیائے کرام نے مہدی علیہ السلام کی ذات اقدس کو جس قدر ارفع و اعلیٰ ثابت کیا ہے حوالجات ذیل سے ظاہر ہوسکتا ہے۔

(الف) گلشن راز میں ثابت کیا گیا ہے کہ ولایت کا کامل ظہور خاتم الاولیا یعنے مہدی علیہ السلام سے ہوگا اور آپ ہی سے دور عالم تمامیت کو پہنچے گا۔تمام اولیا، خاتم الاولیا کی نسبت سے اعضا کے جیسے ہیں کیونکہ وہ کل ہے اور یہ سب اولیا اس کے اجزا کے مانند ہیں۔

ظہور کل اوباشد بہ خاتم ۔۔۔ بدویابد تمامی دور عالم
وجود اولیا اور اچو عضواند ۔۔۔ کہ او کل ست و ایشاں ہمچو جزواند

مفاتیح الاعجاز شرح گلشن راز میں لکھا ہے۔

''چنانچہ جمیع انبیا علیہم السلام اقتباس نور نبوت تشریعی از مشکواۃ نور خاتم الانبیاء نمایند'' جمیع اولیاء نور ولایت وکمال از آفتاب ولایت خاتم الاولیا می برند''

یعنے جس طرح تمام انبیاء علیہم السلام نبوت تشریعی کا نور مشکواۃ خاتم الانبیاء سے اقتباس کرتے ہیں اسی طرح تمام اولیاء نور ولایت اور کمال ولایت خاتم الاولیاء (یعنی مہدیٰ موعود) کی ولایت کے آفتاب سے حاصل کرتے ہیں یا فیضیاب ہیں۔

(ب) علم سکوتی حضرت خاتم الانبیاء یعنی رسول اللہ صلعم اور خاتم الاولیا یعنی امام مہدی علیہ السلام کی خصوصیات سے ہے۔ فصوص الحکم میں لکھا ہے

فمنا من جهل فی علمه فقال والعجز عن درک الادراک ادراک و منا من علم ولم یقل بمثل هذا وهو اعلیٰ القول بل اعطاه الله العلم السکوت کما اعطاه العجز و هوا علیٰ عالم بالله و لیس هذا العلم بالاصالة الالخاتم الرسل و خاتم الاولیا مایراه احد من الانبیاء والرسل الا من مشکوة الرسول الخاتم ولا یراه احد من الاولیاء الامن مشکوٰة الولی الخاتم حتی ان الرسل لا یرونه متیٰ رواه من مشکوة خاتم الاولیاء

ترجمہ: ہم میں بعض وہ ہیں جو اپنے علم میں جاہل ہیں اور کہتے ہیں کہ ادراک سے عجز کا اظہار بھی ادراک ہے اور ہم میں بعض وہ ہیں جو جان کر بھی ایسا نہیں کہتے اور بہ اعتبار قول اعلیٰ ہے بلکہ خدا اس کو علم سکوتی عطا کیا ہے جیسا کہ پہلے کو عجز عطا کیا ہے اور یہی بڑا عالم باللہ ہے اور یہ علم سکوتی سوائے خاتم الرسل اور خاتم الاولیا کے کسی کو حاصل نہیں ہے اور انبیاء و رسل سوائے مشکوۃ خاتم رسل کے اللہ کو نہیں دیکھتے اسی طرح اولیاء میں کوئی بھی ولی خاتم کی مشکوۃ کے بغیر اللہ کو نہیں دیکھتا یہاں تک انبیاء اولیاء بھی جب کبھی خدا کو دیکھیں گے مشکوۃ خاتم الاولیا سے دیکھیں گے۔

اس عبارت سے رسول اللہ صلعم کی طرح مہدی علیہ السلام کو بھی علم ''سکوتی'' حاصل ہونا ظاہر ہے اور علم سکوتی رکھنے والا سب سے بڑا عالم باللہ ہوتا ہے۔ اولیاء حتیٰ کہ انبیاء و رسل بھی خدا کو دیکھیں گے تو مشکوۃ خاتم الاولیاء سے دیکھیں گے جو خاتم الانبیاء کا باطن ہے۔

(ج) ''فصوص الحکم'' میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم اس وقت نبی تھے جبکہ آدم علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے جیسا کہ حدیث ''**کنت نبیاو اٰدم بین الماء والطین**'' (یعنے میں اس وقت نبی تھا کہ آدمؑ ابھی آب و گل میں تھے) سے ظاہر ہے اسی مضمون کے سلسلہ میں مہدی علیہ السلام کی نسبت یہ صراحت بھی آئی ہے۔

و كذالك خاتم الاولياء كان وليا و آدم بين الماء و الطين

ترجمہ:اسی طرح خاتم الاولیا اس وقت ولی تھے کہ آدم ابھی آب وگل میں تھے

جب حضرت مہدی علیہ السلام کی ذات اقدس ایسے مناقب وفضائل کی حامل ہے جن کا ذکر کیا گیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے جاہ وجلال کوظاہر کرنے کے لئے اپنے ظہور وتجلی سے استعارہ فرمایا ہے۔اس لئے فسوف ''یاتی الله بقوم میں ''یاتیٰ الله'' سے حضرت امامنا علیہ السلام کا ظہور مراد ہے جس کی تصدیق اسی آیت کے ماقبل و مابعد کے الفاظ سے بھی ہوسکتی ہے۔

مخفی نہ رہے کہ'' فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه بشارت معنوی حیثیت سے ٹھیک ایسی ہے جیسی توریت کی بشارت رسول اللہ ﷺ سے متعلق آئی ہے۔توریت کی بشارت میں ''و من جبل فاران تجلی بیمینه شریعة بیضاء و بجند الملائکة اتیٰ ''(یعنے اللہ تعالیٰ کوہ فاران سے تجلی کیا داہنے ہاتھ میں روشن شریعت ہے اور ملائکہ کے لشکر کے ساتھ آیا) کے الفاظ آئے ہیں ''تجلی'' و ''اتی'' ماضی کے صیغہ ہیں جس کے معنی تجلی کیا اور آیا کے ہیں۔اور فسوف "یاتی الله بقومِ"میں ''یاتی ''مضارع کا صیغہ ہے جو حرف ''سوف'' کی وجہ سے مستقبل بعد کے معنی دے رہا ہے۔اگر قرآن شریف کی آیت میں ''یاتی '' کی جگہ ''اتی '' کا لفظ آتا ہے جیسا کہ توریت میں موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ثابت کرنے کے لئے ''طلع'' سے موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ثابت ہوا ہے۔اسی طرح قرآن شریف میں بھی لفظ ''اتی '' سے رسول اللہ ﷺ کا ظہور ثابت ہوتا مگر اللہ تعالیٰ نے اظہار فرق کے لئے توریت میں ''تجلی'' اور ''اتی'' ماضی کے صیغوں سے رسول اللہ ﷺ کا ظہور ثابت کیا ہے تو قرآن شریف میں ''سوف یاتی'' کے الفاظ سے جو آئندہ زمانہ پر دلالت کرتے ہیں مہدی کا ظہور ثابت کیا ہے۔علاوہ اس کے توریت میں ''جند الملائکہ'' کا جملہ آیا ہے یعنے ملائکہ کا لشکر جس سے صحابۂ رسول اللہ صلعم مراد ہیں تو قرآن شریف میں قوم کا لفظ آیا ہے اور قوم کی صفات میں ''یحبهم و یحبونه'' وغیرہ الفاظ آئے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ ان سے محبت رکھے گا وہ اللہ سے محبت رکھیں گے اور لفظ قوم سے اصحاب مہدی مراد ہیں۔

قبل اس کے آیت ''فسوف یاتی الله '' کے ماقبل و مابعد کے الفاظ سے ظہور مہدیؑ کی صداقت ظاہر کی جائے اس مسئلہ پر بھی غور کرلینا ضروری ہے کہ مفسرین نے اس آیت میں قوم سے کیا مراد لی ہے اور ان کی مراد کس حد تک درست ہے۔

یہ آیت سورہ مائدہ کے بارہویں رکوع میں آئی ہے اس آیت سے یہود و نصاریٰ سے ترک موالات کی ترغیب اور مسلمانوں کو فتح مکہ کی خوشخبری دینے کے بعد اس آیت میں مرتدین کے حالات اور آئندہ زمانے کے متعلق پیشین گوئی کی گئی ہے۔

آیت یاتی اللہ بقوم میں قوم کے معنی میں مفسرین کا اختلاف:۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ قوم سے مراد قوم انصار ہے۔ بعض مفسرین نے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں قوم سے مراد سلمان فارسی اور ان کے ساتھی ہیں بعض کا قول ہے کہ قوم سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور آپ کے ساتھی ہیں جنہوں نے مرتدین سے جنگ کر کے انہیں پھر اسلام میں داخل کیا۔

علامہ زمخشری نے کشاف میں بیان کیا ہے کہ اوائل اسلام میں مرتدین کے گیارہ گروہ تھے۔ تین تو رسول اللہ ﷺ کے دور حیات کے آخر میں مرتد ہو گئے تھے۔ سات گروہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے زمانہ میں مرتد ہوئے ہیں اور ایک گروہ حضرت فاروق اعظم کے عہد خلافت میں مرتد ہو گیا ان گیارہ گروہ کے نام یہ ہیں۔

(۱) اسود عنسی ایک ساحر تھا جس نے اطراف یمن پر قبضہ کر کے آنحضرت ﷺ کے کارندوں کو نکال دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل کو اس کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ فیروز دیلمی نے اسود عنسی کو قتل کر دیا۔

(۲) ملک یمامہ میں سیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوی کیا تھا بنو حنیفہ کو اسلام سے پلٹا کر اپنا ساتھی بنالیا۔ حضرت ابوبکر صدیق کے زمانۂ خلافت میں مارا گیا۔

(۳) طلیحہ بن خویلد نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ بنو اسد کو گمراہ کر کے مسلمانوں سے جنگ کی انجام کار اس کو شکست ہوگئی آخر میں وہ تائب ہو کر سچا مسلمان بنا رہا یہ تین گروہ وہ ہیں جو بزمانۂ رسالت مآب ﷺ مرتد ہو گئے تھے۔ رہے وہ سات جو بزمانہ حضرت ابوبکر صدیق مرتد ہو گئے تھے ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) فزارہ (۲) غطفان (۳) بنو سلیم (۴) بنو یربوع (۵) بنی بکر بن وائل (۶) بنو کندہ (۷) بنو تمیم

حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں جو گروہ مرتد ہو گیا تھا وہ جبلہ بن ایہم غسانی کا گروہ تھا۔ علامہ زمخشری نے ثابت کیا ہے کہ "فسوف یاتی اللہ بقوم" میں قوم سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور آپ کے ساتھی ہیں جنہوں نے ان مذکورہ مرتدین سے جنگ کر کے انہیں پست کیا تھا۔ چونکہ علامۂ مذکور اہل

زبان سے ہیں اور بڑے عالم ہیں اس لئے اکثر مفسرین نے ان کا تتبع کیا اور اپنی تفاسیر میں وہی لکھدیا ہے جوزمخشری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ اور آپ کے ساتھیوں کا مرتدین مذکور کو پست کرنا ارتداد سے ہٹا کر راہ راست پر لانا سیاق آیت کے بالکل مغائر ومخالف ہے کیونکہ اس آیت میں ''یاتی'' مضارع کا صیغہ ہے جس کے پہلے ''فسوف'' داخل ہوکر اس کو مستقبل بعید کے معنی میں کردیا ہے اس لئے آیت کا ترجمہ یوں ہوگا (جب لوگ تم میں سے مرتد ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ مستقبل بعید میں ایک قوم کولائے گا یا ایک قوم کے ساتھ آئے گا)۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور آپ کی جماعت نزول آیت کے وقت موجود تھی تو موجودہ جماعت کو مستقبل بعید میں آنے والی جماعت کیسے کہا جائے گا۔اس وجہ سے حسن بصری نے فرمایا ہے۔

علم الله ان قوما يرجعون عن الاسلام بعد موت النبى فاخبرانه فسوف ياتى الله بقوم يحبهم ويحبونه

ترجمہ: اللہ کے علم میں یہ بات تھی کہ ایک قوم نبی صلعم کی موت کے بعد اسلام سے پلٹ جائے گی۔پس اللہ نے خبردی کہ عنقریب وہ ایسی قوم کولائے گا جس کو وہ دوست رکھے گا اور وہ قوم اللہ کو دوست رکھے گی

معالم التنزیل میں بھی اس قسم کی صراحت اسی آیت کے تحت آئی ہے۔

تفسیر نیشاپور کے مفسر نے تو ''**لعل المراد منه قوم المهدى**'' لکھدیا ہے یعنے شاید آیت میں قوم سے مراد قوم مہدی ہو۔

آیت یاتی اللہ بقوم میں قوم سے مراد قوم مہدی ہے:۔ امامنا علیہ السلام نے بامر اللہ خبردی ہے کہ اس آیت شریفہ میں قوم سے مراد قوم مہدی ہے چونکہ آپکی ذات خلیفۃ اللہ معصوم عن الخطا ہے اس لئے قوم سے مراد قطع نظر مفسرین کی تاویلات کے قوم مہدی یا اصحاب ہونا قطعی اور یقینی ہے۔

اس سے پہلے ثابت ہوچکا ہے کہ'' **فسوف ياتى الله بقوم** ''میں''**ياتى الله**'' سے مراد مہدی علیہ السلام کا ظہور ہے اور اب یہ بھی ثابت ہوگیا ہے کہ قوم سے مراد قوم مہدی ہے جس کی صحت آئندہ دلائل سے بھی واضح ہوگی۔

اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے کہ آیت کے ماقبل و مابعد کے الفاظ ظہور مہدی کی تصدیق کرتے ہیں۔اس لئے مابعد کے الفاظ سے بحث کرنے کے بعد ماقبل کے الفاظ سے بھی بحث کی جائے گی۔

آیت ''فسوف یاتی اللہ بقوم '' کے مابعد کے الفاظ یہ ہیں۔

یحبھم و یحبونہ اذلۃ علیٰ المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لایم ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم (المائدۃ۔۵۴)

ترجمہ: (وہ قوم ایسی ہے کہ) اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھے گا اور وہ اللہ کو دوست رکھے گی مومنین کے حق میں نرم اور کافروں کے حق میں سخت ہوگی فی سبیل اللہ جہاد کرے گی اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرے گی یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسیع فضل والا اور علیم ہے۔

جب ''فسوف یاتی اللہ بقوم '' میں ''یاتی اللہ'' سے مہدی کا ظہور مراد اور قوم سے مراد قوم مہدی ہو تو اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے اس قوم سے حضرت مہدی موعود محبت رکھیں گے اور وہ قوم حضرت مہدی موعود سے محبت رکھے گی یہ معنی اس طرح صادق ہیں کہ طرفین کی محبت کا واقعہ اظہر من الشمس ہے۔

تواریخ مہدویہ اور ناطر فدار مورخین کی تحریرات سے ظاہر ہے کہ امامنا علیہ السلام نے اپنے مولد شہر جونپور سے ہجرت کر کے جہاں جہاں اپنی مہدیت کی تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے لوگ جوق در جوق آپ کے بیان قرآن سے گرویدہ، تارک الدنیا اور متوکل ہو کر ساتھ ہوتے گئے۔ آپ کی وفات تک بے شمار لوگ عقیدت مندوں میں داخل ہو گئے۔

عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں ''لا تعدو لا تحصیٰ'' لکھا ہے یعنے عقیدت مندوں کی تعداد بے شمار اور بے گنتی تھی۔ سوانح مہدی موعودؑ مولفہ حضرت مولانا سید ولی صاحب رحمتہ اللہ علیہ میں صرف علماء کی فہرست دوسو تک لکھی گئی ہے جو سب کے سب اپنے زمانہ کے زبردست اور جید علماء تھے اور مباحث یا تحقیق کے بعد تصدیق مہدی علیہ السلام سے مشرف ہوئے۔ یہ تعداد بھی اس حد تک ہے جس قدر علم ہو سکا ورنہ اس سے کہیں زیادہ تعداد تھی جیسا کہ ابوالکلام آزاد نے تذکرہ میں نوسو علما کی تعداد بتائی ہے یہ سب صحابہ تھے جو پروانہ وار امام علیہ السلام پر جان و دل سے فدا تھے اور امام علیہ السلام کا برتاؤ بھی ان کے ساتھ محبانہ تھا۔

صحابہ مہدی کی صفات میں مومنین کے ساتھ نرم اور کفار کے ساتھ سخت رہتے۔ جہاد کرنے اور

ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرنے کے اوصاف بھی بیان ہوئے ہیں۔ چنانچہ ’’فسوف یاتی الله بقوم‘‘ کی آیت میں قوم کی صفات حسب ذیل بیان کی گئی ہیں۔

(۱) یحبهم ویحبونه	(۱) اس قوم کو اللہ دوست رکھے گا اور قوم اللہ کو دوست رکھے گی
(۲) اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین	(۲) وہ قوم مومنین کے حق میں نرم دل کافروں کے حق میں سخت ہے
(۳) یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون ومة لائم	(۳) وہ قوم جہاد فی سبیل اللہ کرے گی اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرے گی۔
(۴) ذالک فضل الله یوتیه من یشاء والله واسع علیم	(۴) یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ (یہ) صفات جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسیع فضل والا اور علیم ہے

آیت ’’فسوف یاتی الله بقوم‘‘ میں قوم کی جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ سب تقریباً ان صفات کے مماثل ہیں جو قرآن شریف میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کے لئے وارد ہیں۔

اگر جملہ ’’یاتی الله بقوم‘‘ میں حرف با تعدیہ کے لئے ہو تو ’’یحبهم و یحبونه‘‘ کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس قوم سے محبت رکھے گا اور قوم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھے گی۔

ایک حدیث رسول اللہ ﷺ سے جس کو امام فخر الدین رازیؒ نے تفسیر کبیر میں بیان کیا ہے ثابت ہوتا ہے کہ اس حدیث سے صاف طور پر آیت ’’فسوف یاتی الله بقوم یحبهم و یحبونه‘‘ کی تفسیر ہو رہی ہے۔

قال قال رسول الله صلعم انی لا عرف قوما هم بمنزلتی فقال الاصحاب کیف یا رسول الله انت خاتم النبیین ولا نبی بعدک فقال لیسوا من الانبیاء ولکن یغبطهم الانبیاء بقربهم و مقعدهم من الله و هم المتحابون فی الله

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ میں ایسی قوم کو جانتا ہوں جو وہ میری منزل میں ہے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ خاتم النبین ہو اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آپ نے فرمایا وہ لوگ انبیا تو نہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے قرب و مقام کی وجہ سے انبیا ان سے رشک کریں گے اور وہ سب اللہ سے محبت رکھنے والے ہیں۔

اس حدیث میں لفظ قوم اور وھم المتحابون فی الله کے الفاظ آیت ''فسوف یاتی الله بقوم یحبھم ویحبونه کی تفسیر کرر ہے ہیں پھر اس میں قرب ومقام قرب کی صراحت مزید علیہ ہے۔

جب قوم مہدیؑ کی پہلی صفت ''یحبھم و یحبونه'' بتائی گئی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ قوم مہدی کو دوست رکھے گا اور قوم مہدی اللہ تعالیٰ سے محبت رکھے گی تو اس کے مقابل میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کی نسبت جو قرآن شریف کے مخاطب اول ہونے کے لحاظ سے'' رضی الله عنھم و رضوا عنه'' (پ ۱۱ ع ۲) کے الفاظ آئے ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ اصحاب رسول سے راضی ہے اور اصحاب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں) رضا ورضا مندی محبت ہی کے نتائج سے ہے اسی سے ثابت ہے کہ قوم یا اصحاب مہدیؑ اور اصحاب رسول اللہ دونوں اس پہلی صفت میں مماثل ومساہم ہیں۔

اس کے بعد آیت'' فسوف یاتی الله بقوم ''میں تین صفات علی التسلسل بیان کی گئی ہیں ان کی نظیر میں وہ آیت پیش ہوسکتی ہے جو سورۃ الفتح کے تیسری رکوع پر آئی ہے (آیت ۲۹) جس کے الفاظ تین حصوں میں تقسیم کر کے ذیل میں بتائے گئے ہیں۔

(۱) محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم	(۱) محمد اللہ کے رسول ہیں اور جولوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت اور آپس میں رحمدل ہیں
(۲) تراھم رکعاً سجداً	(۲) تم ان کو رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے دیکھو گے
(۲) یبتغون فضلاً من الله و رضواناً سیما ھم فی وجوھھم من اثر السجود	(۳) وہ اللہ کا فضل اور رضا مندی چاہتے ہیں کثرت سجود کی وجہ سے ان کے چہروں پر نورانی نشان ہیں

اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ان صفات میں پہلی اور تیسری صفت کو آیت ''فسوف یاتی الله بقوم ''میں بیان کردہ دوسری اور چوتھی صفت قوم سے مقابلہ کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جس طرح اصحاب رسول اللہ کفار پر سخت اور آپس میں رحمدل ہیں اسی طرح قوم مہدیؑ یا اصحاب مہدی بھی مومنین پر نرم اور کفار پر سخت ہیں جیسا کہ اذلة علی المومنین اعزة علی الکفار سے ظاہر ہے۔ پھر جس طرح تیسری صفت میں اصحاب رسول اللہ، اللہ تعالیٰ سے فضل اور خوشنودی طلب کرتے ہیں اسی طرح قوم مہدی یا اصحاب مہدی پر بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہونا بیان کیا گیا ہے اور یہ بات'' و ذالک فضل الله یوتیه من

یشاء'' سے ظاہر ہے گویا ان دونوں صفات میں بھی اصحاب رسول اللہ اور قوم مہدیؑ یا اصحاب مہدیؑ کے مماثل ومساہم ہیں۔

اب رہی دوسری صفت جس میں اصحاب رسول اللہ کی نسبت ''تراھم رکعاً سجدا'' یعنے وہ عبادت گزار ہیں بیان کیا گیا ہے تو قوم مہدی کی نسبت ''' یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم'' کے الفاظ آئے ہیں۔ یعنے یہ قوم مجاہد فی سبیل اللہ ہوگی اور ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرے گی۔ یہ دونوں صفات جو مماثل ومساہم نہیں بلکہ مختلف معلوم ہوتی ہیں تو اس کی ایک خاص وجہ ہے جس کی تشریح حسب ذیل ہے۔

حافظ ابونعیم اصفہانی نے علی بن ہزیلی سے انہوں نے اپنے باپ سے جو روایت کی ہے جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہوکر فرمایا ''والذین بعثنی بالحق ان منھما (یعنی الحسنؓ والحسینؓ) مھدی ھذہ الامۃ (یعنے قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ان دونوں (حسنینؓ) سے اس امت کے مہدی پیدا ہوں گے) اسی حدیث کے آخری حصہ میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

یقوم بالدین فی آخرالزمان کما قمت بہ فی اول الزمان

ترجمہ: مہدیؑ دین کو آخر زمانہ میں اسی طرح قائم کریں گے جس طرح میں نے اس کو اول زمانہ میں قائم کیا ہے۔

حدیث کے اس فقرہ سے ظاہر ہے کہ مہدی علیہ السلام آخر زمانہ میں دین کو اسی طرح قائم کریں گے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے اول زمانہ میں قائم کیا تھا۔

رسول اللہ صلعم کی تبلیغ کی جملہ مدت تیئس ۲۳ سال تھی مکہ میں تیرہ سال اور باقی دس سال مدینہ میں گزرے۔ ابتدائی تیرہ سال کے بعد آپ مکہ سے مدینہ کو ہجرت فرما ہوئے۔ غزوات یا جہاد کا سلسلہ مدینہ میں شروع ہوا تا آنکہ مکہ فتح ہوگیا۔ اصحاب رسول اللہ خود رسول اللہؐ کے ساتھ ہجرت اور غزوات کے ثواب سے مستفید ہوئے۔ اگرچہ امامنا علیہ السلام کی تبلیغ کی مدت بھی تیئس ۲۳ سال رہی لیکن یہ تمام عمر تحمل شدائد ومصائب کے ساتھ ہجرت ہی میں گزاری غزوات کی نوبت نہ آئی۔ کیونکہ حدیث رسول اللہ ﷺ میں صراحت آچکی ہے کہ مہدی علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے اول زمانہ کی طرح جو ہجرت سے پہلے تحمل

شدائدو مصائب کا زمانہ ہے۔دین کو قائم کریں گے اسی وجہ سے غزوات یا جہاد کی مطلق ضرورت نہ ہوئی۔

اصحاب رسول اللہ کو خود رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہجرت وغزوات کا ثواب حاصل ہو چکا۔اور فتح مکہ کے بعد امن و امان قائم ہوگیا۔اصحاب رسول اللہ ﷺ کو احکام دین کی تعمیل میں کسی قسم کی موانعات کا خدشہ باقی نہ رہا تھا کہ پھر ہجرت کرنی پڑی اور اصحاب رسول اللہ صلعم اس وقت بفراغ خاطر اپنے معبود حقیقی کی عبادت کر سکتے تھے۔اس لئے اصحاب رسول اللہ صلعم کی صفت میں ''**تراهم ركعا سجداً** اور **سيما هم في وجوههم من اثر السجود**'' کے الفاظ آئے ہیں۔یعنی تم ان کو رکوع وسجود یا عبادت کرنے والے اور کثرت سجود سے ان کے چہروں میں نورانی نشان دیکھو گے۔

بمقابل اس کے اصحاب امامنا علیہ السلام کی نسبت ''**يجاهدون في سبيل الله** الخ'' یعنے قوم مہدی کے لوگ جہاد فی سبیل اللہ کریں گے۔**ذالک فضل الله يوتيه من يشاء** یعنی یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔یہ اشارہ اسی فضیلت جہاد کی طرف ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو فضیلت غزوات و جہاد اصحاب رسول اللہ کو حاصل ہوئی ہے۔وہی فضیلت قوم مہدی کو بھی حاصل ہوگی۔گویا قوم مہدی بھی اس فضیلت میں اصحاب رسول اللہ کے مماثل ومساہم ہوگی۔

اگرچہ **تراهم ركعاً سجداً** سے عبادت کا مفہوم اور ''**يجاهدون في سبيل الله**'' سے جہاد کا مفہوم ثابت ہے اور یہ دونوں لفظاً الگ الگ معلوم ہوتے ہیں لیکن عبادت اور جہاد میں معناً کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ جہاد کی دو قسمیں ہیں ایک جہاد اکبر دوم جہاد اصغر۔اگرچہ جہاد اصغر خود عبادت ہے لیکن جہاد اکبر جس کو جہاد مع النفس والشیطان کہتے ہیں یہ تو سراسر عبادت ہی عبادت ہے۔تفسیر کبیر میں آیت **فضل الله المجاهدين على القاعدين درجة** الخ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

و حاصل هذا الجهاد صرف القلب من الالتفات الىٰ غير الله اى الاستغراق في طاعة الله ولما كان هذا المقام اعلى مماقبله لاجرم جعل فضيلة الاول درجة و فضيلة هذا الثاني درجات

ترجمہ:۔اس جہاد (اکبر) کا ماحصل قلب کو غیر اللہ سے ہٹا کر اللہ ہی کی طاعت میں مستغرق رکھنا ہے جب کہ یہ مقام پہلے مقام (جہاد اصغر) سے اعلیٰ ہے اس لئے پہلے مقام کی فضیلت ایک درجہ اور دوسرے مقام کی فضیلت کئی درجے ہے۔

حضرت شاہ خوندمیرؓ کی شہادت آیت یجاھدون الخ کی مصداق ہے :۔

چونکہ امامنا علیہ السلام کے اصحاب و متبعین اس جہاد سے متصف رہے ہیں اور جہاد عبادت کے مفہوم سے خارج نہیں اس لئے رکعا سجدا اور یجاھدون فی سبیل اللہ کی دونوں صفتوں میں معناً مماثلت ضروری ہے۔

قوم مہدی علیہ السلام کو آپ کے وصال سے بیس سال بعد ایک ایسے غزوہ سے سابقہ پڑا جس میں حضرت شاہ خوندمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ظہور میں آیا اور امامنا علیہ السلام کی پیشین گوئی پوری ہوئی جیسا کہ آپ فالذین ھاجروا و اخرجوامن دیارھم و اوذوافی سبیلی و قاتلوا و قتلوا یعنے وہ لوگ ہجرت کئے وطن سے نکالے گئے۔ میرے راستہ میں ایذا سہے وہ لڑے اور شہید ہوئے) بیان کر کے فرمایا تھا کہ اس آیت کی چاروں باتیں میری گروہ کی صفات ہیں جن میں سے تین ابتدائی باتیں ظہور میں آچکی ہیں ۔قاتلوا و قتلوا کا ظہور آئندہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت شاہ خوندمیرؓ نے عقیدۂ شریفہ میں لکھا ہے و درحق گویدگان این آیت فرمود فالذین ھاجروا و اخرجوا من دیارھم و اوذوا فی سبیلی و قاتلوا و قتلو این صفتہا کہ دریں آیت مذکور است درحق مہدیان داشت وفرمود کہ ہمہ علامات درایشان موجود شد مگر ایک صفت کارزار ماندہ است آن را بمشیت حق تعالیٰ داشت۔ یہ اشارہ تھا حضرت شاہ خوندمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی طرف

دور نبوت میں اصحاب رسول اللہ کو خود رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوات یا جہاد کا ثواب حاصل ہوا اور غزوات کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ شہید نہیں ہوئے لیکن آپ کی شہادت کے بدل حضرت حسین رضی اللہ عنہ ثابت ہوئے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث نے سرّ الشہادتین میں وضاحت کی ہے اور آپ کے ساتھ شہید ہونے والوں میں آپ کے رفقا و اقربا تھے۔

یہاں دور ولایت میں گو امامنا علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کو غزوات یا جہاد کا موقع نہیں ملا لیکن سیدنا شاہ خوندمیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ قوم مہدی کو غزوات یا جہاد کا ثواب حاصل ہوا اس کے ساتھ ہی سیدنا شاہ خوندمیر رضی اللہ عنہ جہاد اور حصول شہادت میں امامنا علیہ السلام کے بدل ثابت ہوگئے جیسا کہ امامنا علیہ السلام نے خود حضرت شاہ خوندمیرؓ کو بلا کر فرمایا تھا کہ قاتلوا و قتلوا کے حامل تم ہی ہو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”خاتم ولایت محمدیہ پر کوئی چیز قادر نہیں ہوسکتی اسلئے تیرا بدل سید خوندمیر ہے اور یہ صفت

اسی پر تمام ہوگی اور یہ شہادت جو بدل کی حیثیت سے ہوئی ہے۔ یہ مخصوص ہے اس میں کسی اور کی شرکت نہیں ہے کیونکہ فرمان خداوند فرمودہ، امامنا کی بنا پر صرف حضرت شاہ خوندمیر رضی اللہ عنہ بدل مہدی ہو کر شہید ہوئے اور آپ کے رفقا و اقربا جن کی تعداد سو (۱۰۰) ہے وہ بھی شہید ہیں مگر ان کی شہادت عام ہے۔

اس تحقیق کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آیت **فسوف یاتی اللہ بقوم** سے نہ صرف امامنا مہدی علیہ السلام کا ثبوت ملتا ہے بلکہ قوم مہدی اور حضرت سیدنا سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ثبوت بھی ملتا ہے جو بدل مہدیؑ کی حیثیت سے شہید خاص بلا شرکت غیر ہیں۔

اگر یہاں اعتراض ہو کہ حضرت شاہ خوندمیرؓ کو مظفر والی گجرات اور اس کی مسلم فوج سے سابقہ پڑا تھا تو اس کو جہاد کیسے کہا جائے گا۔ اس موقع معترض کو یاد رکھنا چاہئے کہ جنگ کا اصل مقصد فساد کو روکنا اور حق و باطل میں فیصلہ کرنا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے بدل تھے تو آپ کو کونسے کفار سے سابقہ پڑا تھا۔ مقابل کے لوگ سب مسلمان تھے اور آپ مسلمانوں ہی سے جنگ کر کے شہید ہوئے اسی طرح حضرت شاہ خوندمیرؓ جو بدل مہدی تھے وہ بھی ان مسلمانوں سے لڑ کر شہید ہوئے جو ظلم و فساد کے بانی اور دین مہدی کی اشاعت کے مخالف تھے۔

حضرت شاہ خوندمیر کا رنگریز بچوں کے ولی ہونے کا ثبوت قرآن سے:۔ ہم نے جو بیان کیا ہے کہ قوم مہدی کے ساتھ حضرت شاہ خوندمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ثبوت بھی ملتا ہے اس کی توثیق ایک اور آیت سے بھی ہوتی ہے جو آیت **فسوف یاتی اللہ بقوم** الخ کے سلسلہ میں مفصل آئی ہے وہ یہ ہے۔

انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ و یوتون الزکوۃ و ھم راکعون. (المائدۃ۔۵۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے یعنے مسلمانوں کے ولی یا دوست اللہ اور اس کے رسول اور وہ مسلمان ہیں جو نماز پڑھا کرتے، زکوۃ دیتے اور وہ خضوع و خشوع کے ساتھ رہتے ہیں۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول عام طور پر مسلمانوں کے ولی ہیں علاوہ اس کے مسلمانوں کے ولی خود مسلمان ہیں جو نماز پڑھتے ہیں، زکوۃ دیتے اور با خضوع و خشوع رہتے ہیں۔ اگرچہ یہ حکم عام ہے لیکن آیت ''**فسوف یاتی اللہ بقوم**'' کے سلسلہ میں جس طرح قوم کی صفات کے

بیان کے ساتھ "**یجاهدون فی سبیل الله**" کی صفت عام بیان کی گئی اور جس سے ہم نے حضرت شاہ خوندمیرؓ کی شہادت مخصوص کا ثبوت پیش کیا ہے اسی طرح صفات قوم کے سلسلہ میں " **انما ولیکم** " الخ کا حکم عام بھی حضرت شاہ خوندمیر رضی اللہ عنہ کے رنگریز بچوں کی ولایت کے مخصوص واقعہ کی طرف لطیف اشارہ ظاہر کر رہا ہے کیونکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ امامنا علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت شاہ خوندمیرؓ بیس سال زندہ رہے اس عرصہ میں معاندین مہدویہ نے بیس جگہ سے آپ کا اخراج کرادیا۔ ایک دفعہ جھن جواڑی سے اخراج ہوا تو آپ نے دکن چلے جانے کا ارادہ فرمایا ملک پیارے جو ایک امیر تھے آپ کے پاس آئے تصدیق مہدی کر کے آپ کو اپنی جاگیر کھانبیل میں رکھا اور آپ یہاں پانچ سال تک رہے۔ معاندین مذہب مہدویہ ہر جگہ مہدویوں کو تکلیف پہنچاتے تھے۔ سلطان محمود بیگڑہ کی وفات کے بعد تو جب ان کا بیٹا مظفر شاہ تخت نشین گجرات ہوکر علماء کی مار میں آ گیا۔ ملا سید کبیر، ملا حمید اور ملا علاوالدین نے فتوے جاری کر دئے کہ جو شخص ایک مہدوی کو قتل کرے گا گویا اس نے دانتی واڑہ کے سو راہزنوں کو قتل کر کے ثواب حاصل کیا۔ علاوہ اس کے سات حج کا اجر بھی پالیا۔ اب کیا تھا معاندین مہدویہ ایک آہنی داغنی سے مہدویوں کی پیشانیوں کو داغنے لگے۔ ایک دن مہدویوں کے قتل کی منادی ہو رہی تھی کہ رنگریزوں کے دونو جوان لڑکوں نے ظاہر کیا کہ ہم بھی مہدوی ہیں شاہی لوگ ان کو مشکیں باندھ کر لے گئے اور ملاؤں کی رائے لے کر دونوں مظلوموں کو قتل کر دیا گیا۔ اس پر حضرت شاہ خوندمیر نے علماء سے فتوی حاصل کرلیا کہ جو شخص مسلمان گروہ کا بلا شرعی سبب کے خون کرے مفتی خود لائق قتل ہے۔ اس کے بعد علماء سوء کے ابھارنے سے حضرت شاہ خوندمیر پر بادشاہ گجرات مظفر شاہ کی طرف سے فوج کشی ہوئی آپ پہلے روز فتحیاب ہو کر دوسرے دن فوج شاہی کے آگے اور پیچھے سے حملہ آور ہونے کی وجہ امام علیہ السلام کی بشارت کے موافق شہید ہو گئے۔

نتیجہ یہ کہ آیت " **فسوف یاتی الله بقوم** " میں جو صفات قوم **یجاهدون فی سبیل الله** وغیرہ کے الفاظ سے بیان کی گئی ہیں اور اس سے شاہ خوندمیرؓ کی شہادت کا ثبوت ملتا ہے اسی کے سلسلہ میں "**انما ولیکم الله و رسوله والذین امنوا**" الخ کی آیت آئی ہے جو حضرت شاہ خوندمیر رضی اللہ کی نسبت رنگریز بچوں کی ولایت کا لطیف اشارہ ثابت ہوتا ہے وہو المطلوب

حاصل یہ کہ آیت "**فسوف یاتی الله بقوم**" میں جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ سب

تقریباً اصحاب رسول اللہ صلعم کی صفات سے مماثل و مساہم ثابت ہوچکی ہیں اس لئے آیت مذکور میں ''قوم'' سے مراد قوم مہدی ہونا قطعی و یقینی ہے ورنہ دنیا میں وہ کونسی قوم ہوسکتی ہے جس کی صفات اصحاب الرسول اللہ صلعم کے مماثل ہوسکیں۔

آیت میں مرتدین سے مراد حسن صباح کا فرقہ ہے: آیت ''فسوف یاتی اللہ بقوم'' کے مابعد کے الفاظ کی تحقیق بھی بہت زیادہ غور و تامل کے قابل ہے۔ ماقبل آیت کے الفاظ یہ ہیں

یاایھاالذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقومٍ الخ

ترجمہ: اے ایمان والو جب لوگ تم میں سے اپنے دین سے پلٹ جائیں گے تو اللہ ایک قوم کو لائے گا یا ایک قوم کے ساتھ آئے گا۔

اس آیت میں بحث طلب امر صرف ایک ہی ہے یعنی ائندہ زمانہ مستقبل بعید میں مرتد ہونے والے لوگ کون ہیں؟ پہلے ثابت ہوچکا ہے کہ ''فسوف یاتی اللہ بقوم'' میں قوم سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور آپکے ساتھی وغیرہ نہیں ہیں جنہوں نے ابتدائے اسلام میں مرتدین سے جنگ کر کے انہیں پھر مسلمان بنایا۔ اسی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مرتدین سے مراد ابتدائے اسلام کے مرتد نہیں ہیں۔ تاریخ کی ورق گردانی سے ظاہر ہے کہ اسلام میں مختلف اوقات میں مختلف مرتد فرقے پیدا ہوئے مثلاً بابکی، محمرہ، قرامطہ برقعی وغیرہ لیکن تاریخی واقعات اور اسکے قرائین صاف طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ آیت مذکور کو ایسی مرتد جماعت سے تعلق ہے جیسی حسن صباح کی جماعت ہے اور جس پر ارتداد کی تعریف بالکلیہ صادق آتی ہے۔

سب سے پہلے ناظرین کی دلچسپی کے لئے حسن صباح کے مختصر حالات بیان کئے جاتے ہیں (ماخوذ از کتاب نظام الملک مولفہ جناب عبدالرزاق صاحب کانپوری مولفہ البرامکہ وغیرہ)

مختصر حالات حسن صباح اور جنت ارضی:۔ حسن صباح حمیری کی نسل سے ہے اسی وجہ سے اس کو حسن صباح کہتے ہیں اس کی ولادت مقام ''قم'' میں ہوئی اور یہ شخص خواجہ حسن نظام الملک اور عمر خیام کا معاصر ہے۔ یہ تینوں مدرسہ بغداد یہ نظامیہ میں ایک ہی زمانہ کے طالب علم تھے۔ خواجہ نظام الملک تو تعلیم سے فارغ ہوکر الپ ارسلان کا اور بعد میں ملک شاہ سلجوقی کا وزیر اعظم بن گیا۔ عمر خیام کو ایک جاگیر دے کر معاش سے مطمئن کر دیا لیکن حسن صباح اپنی غیر معمولی دانشمندی اور خداداد ذہانت سے اپنے ہی

بل پر کھڑا رہا۔ حسن صباح یہ چاہتا تھا کہ خواجہ نظام الملک کی جگہ خود وزیر اعظم بن جائے اس لئے اس نے خواجہ کی ایک حسابی غلطی بتائی اور سلطنت کے جمع و خرچ بنانے کے سلسلہ میں ملک شاہ سلجوقی کو خواجہ سے برہم کرادیا لیکن خود حسن صباح کو خجالت اٹھانی پڑی اور وہ اصفہان چلا گیا۔ پھر مصر پہنچ کر مذاہب اسمٰعیلیہ کا مبلغ بن گیا۔ خلیفہ مستنصر باللہ فاطمی نے اس کی بڑی خاطر مدارت کی۔ خلیفہ مذکور بعض وجوہ سے اپنے بیٹے نزار کو ولیعہدی سے خارج کر کے دوسرے بیٹے احمد المستعلی باللہ کو ولیعہد بنادیا۔ حسن نزار کا طرفدار تھا۔ جب امیر الجیوش کو معلوم ہوا کہ حسن نزار کی خفیہ دعوت کر رہا ہے تو امیر مذکور نے مستنصر کے حکم سے حسن کو قلعہ دمیاط میں قید کردیا۔ اتفاق سے قلعہ کا برج گر پڑا لوگوں نے اس کو حسن کی کرامت سمجھا۔ چند عیسائیوں کے ساتھ ایک جہاز میں بٹھا کر روانہ کردیا۔ سمندر میں طوفان آنے سے تمام جہاز کے مسافر بدحواس ہو گئے لیکن حسن نہایت اطمینان سے بیٹھا رہا۔ ایک مسافر نے پوچھا آپ کس لئے اطمینان سے بیٹھے ہو حسن نے جواب دیا مجھے امام برحق نے اطلاع دی ہے کہ جہاز نہ ڈوبے گا۔ تھوڑی دیر بعد طوفان جاتا رہا لوگ حسن کے قدم چومے اس کو ایک ولی تسلیم کیا گیا۔ جب جہاز شام پہنچ گیا تو حسن جہاز سے اترا اور خشکی کے راستے سے دیار بکر، جزیرہ روم، حلب، بغداد، خورستان ہوتا ہوا اصفہان آ گیا ان تمام بلاد میں وہ مذہب اسمٰعیلیہ کی دعوت کرتا رہا۔ جب حسن کے مریدوں کی تعداد زیادہ ہوگئی قلعہ الموت کے قریب جا کر ٹھہرا۔ یہ لفظ اصل میں آلہٰ آموت ہے جس کے معنی دیلمی زبان میں آشیانہ عقاب کے ہیں۔ مہدی علوی نے اس قلعہ کو حسن کے ہاتھ بیع کردیا تھا وہ یہاں بیٹھ کر آرام کے ساتھ اپنے مذہب کی اشاعت کرتا رہا اور اپنا شاہانہ جاہ و جلال قائم کیا اگرچہ ملک شاہ سلجوقی نے حسن پر چڑھائی کی اور قریب تھا کہ حسن کو شکست ہوجائے مگر اس نے ایک فدائی کے ذریعہ خواجہ نظام الملک کو قتل کرادیا اتنے میں ملک شاہ کا بھی انتقال ہوگیا قلعہ الموت کی تسخیر ملتوی رہ گئی اور حسن کا اقتدار بڑھ گیا۔

فرقہ اسمٰعیلیہ مذہب شیعہ کی ایک شاخ تھی جو حضرت اسمٰعیل بن حضرت امام جعفر صادق سے منسوب ہے۔ فرقہ اسمٰعیلیہ حضرت اسمٰعیل کو امام برحق تسلیم کرتا ہے لیکن امامیہ امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق کو امام مانتے ہیں۔ یہیں سے ان دو فرقوں کی تفریق ہوجاتی ہے۔

مارکو پو کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ قلعہ الموت دو پہاڑوں کے درمیا واقع تھا اسلئے وہ مقام بلد الجبل اور وہاں کا حاکم شیخ الجبل کہلاتا تھا۔ جس کا نام علاء الدولہ تھا۔ اسی کا قول تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ

نے ایک بہشت دینے کا وعدہ کیا تھا جو مجھے مل گئی ہے۔اس نے دو گھاٹیوں کے بیچ میں ایک خوبصورت باغ بنوایا تھا جس میں مختلف قسم کے میوہ دار درخت اور پھولوں کے درخت موجود تھے۔اس باغ میں ہر وقت خوبصورت عورتیں موجود رہتی تھیں جو ہر قسم کے باجے بجا کر ناچتی گاتی تھیں۔اس باغ میں وہ لوگ آتے تھے جو حشیش (بھنگ) پینے پر راضی ہوتے تھے۔باغ میں جانے کا صرف ایک ہی راستہ تھا۔جن لوگوں کو بہشت دیکھنے کا شوق ہوتا انہیں بھنگ پلا کر مدہوش کرنے کے بعد باغ میں پہنچا دیا جاتا تھا جب انہیں باغ اور نازنین عورتوں کو دیکھ کر بہشت کا یقین ہو جاتا تو دوبارہ انہیں مدہوش کر کے باہر نکال دیا جاتا۔

مارکو پو چونکہ علاؤالدین کے زمانہ میں یہاں آیا تھا اس لئے وہ اس بہشت کو علاء الدین سے منسوب کرتا ہے لیکن درحقیقت اس بہشت کا بانی حسن صباح ہے جو لوگ جنت دیکھ کر آ جاتے تھے ان کو فدائی کا لقب دیا جاتا تھا۔ان کو یقین تھا کہ مرنے کے بعد اسی جنت میں جگہ مل جائے گی اس لئے وہ ایسے نڈر ہوتے تھے کہ لڑنے مرنے سے نہیں ڈرتے تھے۔بادشاہوں اور امراء وغیرہ کو دربار میں جا کر قتل کرنا ان کا معمولی کام تھا۔چنانچہ اس فرقے نے جن نامی گرامی لوگوں کو قتل کر دیا ہے ان کی صحیح فہرست تو نہیں مل سکتی البتہ چند مشہور اصحاب کے ناموں کی فہرست یہ ہے۔

نشان	نام مقتول	نام قاتل	نشان	نام مقتول	نام قاتل
۱	خواجہ حسن نظام الملک	ابوطاہر حارث	۲	ابومسلم حاکم رے	خداداد رازی
۳	امیر سیاہ پوش	ابراہیم وماوندی	۴	امیر اثر ملکشاہی	حسن خوارزمی
۵	امیر بجش	ابراہیم وماوندی	۶	امیر ارغش غلام ملک شاہ	عبدالرحمٰن خراسانی
۷	حاوی علی گیلانی	ابراہیم بن محمد	۸	ابوالفتح دہستانی وزیر برکیارق	غلام رومی خادم وزیر
۹	امیر سرزین ملکشاہی	ابراہیم خراسانی	۱۰	عبدالرحمٰن السمیری وزیر السلطان برکیارق	×
۱۱	امیر برسق ندیم طغرل بیگ	×	۱۲	سکندر صوفی قزدینی	رفیق دہستانی
۱۳	ابوالمظفر مجید فاضل اصفہانی	ابوالفتح سنجر	۱۴	سنقر چہ والی دہستان	محمد دہستانی

۱۵	ابولقاسم کرخی	حسن دماوندی	۱۶	ابوالفرج قراتگیں	×
۱۷	ابوعبیدہ مستوفی	رستم وماوندی	۱۸	اتابک مودود	×
۱۹	حاکم دیار بکرابو جعفر شاطبی رازی	محمود دماوندی	۲۰	امیر بلکا بک سرمر اصفہانی	×
۲۱	قاضی عبداللہ اصفہانی	ابوالعباس مہدی	۲۲	قاضی کرمان	حسن سراج
۲۳	قاضی ابوالعلا صاعد بن ابومحمد نیشاپوری	×	۲۴	وزیر فخر الملک ابوالمظفر بن خواجہ نظام الملک طوسی	×
۲۵	کمال ابوطالب سمیری وزیر سلطان محمود	×	۲۶	قاضی ابو سعید محمد بن نصیر بن منصور زہری	×
۲۷	قیم الدولہ آق سنقر	×	۲۸	معین الملک ابونصر احمد بن فضل وزیر سلطان سنجر	×
۲۹	عبداللطیف بن الجندی رئیس الشافعیہ اصفہانی	×	۳۰	الآمر باحکام اللہ ابوعلی بن مستعلی صاحب مصر	×
۳۱	امام ابوہاشم فاطمی	×	۳۲	قاضی ابوسعید ہردی	محمد درواری دعمرو امغانی
۳۳	حسن گرگانی	ابو منصور ابراہیم خیر آبادی	۳۴	سید دولت شاہ علوی حاکم اصفہان	ابوعبداللہ
۳۵	آق سفقر حکمران مراغہ	ابوعبیدہ محمود ہستانی	۳۶	جناب شمس تبریز	ابو سعید قائینی ابوالحسن فرہانی
۳۷	خلیفہ المسترشد باللہ عباسی	×	۳۸	حسن بن ابوالقاسم کرخی مفتی شہر قزدین	محمد کرخی سلیمان قزوینی
۳۹	داؤد بن سلطان سنجر	×	۴۰	قاضی قہستانی	ابراہیم دامغانی
۴۱	قاضی تفلیس دارالسلطنت جارجیر	×	۴۲	قاضی ہمدان	اسمٰعیل خوارزمی

۴۳	عین الدولہ خوارزم شاہ	×	۴۴	امیر ناصر الدولہ بن مہلہل	حسین کرمانی
۴۵	امیر کرشاسب والی کرمان	×	۴۶	داود بن سلطان محمود بن محمد سلجوقی	×
۴۷	آق مسنقر غلام سلطان سنجر	×	۴۸	نظام الملک مسعود بن علی وزیر خوارزم شاہ	×

فرقہ باطنیہ کے عقائد: اس موقع پر حسن صباح اور اس کے فرقہ باطنیہ کے عقائد کی فہرست بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگی اس لئے درج ذیل کی جاتی ہے عقائد کی تبلیغ ایسی جماعت کے ذریعہ ہوتی تھی جس کا ہر فرد داعی کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔

مخفی نہ رہے کہ حسن صباح نے فلسفیانہ طریقہ سے مذاہب اسمٰعیلیہ میں بہت سے نئے مسائل کا اضافہ کیا۔ مسئلہ وجود باری میں اتنی شدت کی کہ نعوذ باللہ خدا کو بیکار اور معطل ثابت کر دیا۔ مثلاً خدا کو قادر کہتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ خود اس میں قدرت ہے بلکہ اس لحاظ سے کہ اس نے دوسروں کو قدرت دی ہے اس کے جملہ صفات کی یہی حالت ہے کیونکہ اگر خدا میں صفات ہوں تو وہ مخلوق کے ساتھ مشابہ ہو جائے گا یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس کی وجہ خدا کی ذات میں شبہ پیدا کر دیا گیا۔ اور ان کا سب سے مہتم بالشان یہ مسئلہ ہے کہ ہر حکم ظاہر کا ایک باطن ہوتا ہے۔ ہر تنزیل کی ایک تاویل ہے۔ اس مسئلہ کی وجہ سے ان کی نظر میں تمام قرآن و احادیث کے احکام درہم برہم ہو گئے اسی مسئلہ سے اس فرقہ کا نام فرقہ باطنیہ پڑ گیا احکام شرعی میں جو تاولایت کی گئی ہیں ان کی مختصر فہرست بطور نمونہ درج ذیل ہے۔

(۱) نماز۔ امام کو یاد کرنا	(۲) نماز با جماعت۔ امام معصوم کی متابعت
(۳) روزہ۔ امام کے اسرار کی حفاظت اور ایک دوسرے فقیہ کا قول ہے کہ اپنے مقتدا کے افعال کو خاموشی سے دیکھنا اگر فواحش میں مبتلا ہو تو اس کو بھی افعال حسنہ سمجھنا۔	(۴) زکوٰۃ، تزکیہ نفس، مال کا پانچواں حصہ امام معصوم کے نذر کرنا۔
(۵) حج۔ امام کی زیارت کرنا اور دوسرا فقیہ کہتا ہے کہ نوروز و مہر جان کے دن خدا کی طرف رجوع ہونا	(۶) طواف کعبہ۔ امام کے گھر کا طواف کرنا

(۷) غسل۔تجدید عہد و پیمان	(۸) وضو۔امام سے مذہبی تعلیم حاصل کرنا
(۹) تیمم ۔امام کی غیر حاضری میں نقیب سے تعلیم حاصل کرنا	(۱۰) اذان و تکبیر۔امام کی اطاعت پر لوگوں کو آمادہ کرنا
(۱۱) جنت۔عیش پسندی، جسموں کا تکلیف سے چھوٹ جانا	(۱۲) دوزخ۔محنت، جسموں کا تکلیف میں مبتلا ہونا
(۱۳) زنا۔دین کے اسرار ظاہر کرنا	(۱۴) احتلام۔افشاء راز مذہبی
(۱۵) کعبہ۔پیغمبر	(۱۶) صفا۔نبی
(۱۷) مردہ۔وصی	(۱۸) باب۔علی، ماخوذ از حدیث نبوی انامدینة العلم و علی بابها یعنی میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں
(۱۹) علم ظاہر۔عالم اجسام سفلی و علوی	(۲۰) علم باطن، عالم ارواح، نفوس عقول

اسی طرح ہزاروں مسائل ہیں جن میں ہر ظاہر کی باطنی تاویل کی گئی ہے مثلاً حضرت عیسیٰ کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ یہ فرقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہتا تھا۔ یہ لوگ قیامت اور حشر و نشر کے قائل نہ تھے۔ مسئلہ تناسخ وغیرہ کو صحیح مانتے تھے۔

یہ فرقہ حسب تفصیل ذیل قلعوں پر قابض تھا۔

قلعہ استون آوند، آردھن، قلعہ الناظر، قلعہ طنبور، قلعہ خلادخان وغیرہ۔

حسن صباح نے ۵۱۸ھ میں انتقال کیا جس کے جانشین علی التسلسل سات ہیں (۱) کیا بزرگ (۲) محمد بن کیا بزرگ (۳) حسن بن محمد (۴) محمد ثانی بن حسن (۵) جلال الدین محمد ثانی ملقب بہ حسن ثالث (۶) علاء الدین محمد بن جلال الدین ملقب بہ محمد ثالث (۷) رکن الدین خورشاہ بن علاء الدین

۶۵۴ھ ہجری میں ہلاکو خاں نے قلعہ الموت پر حملہ کر کے ان باطنیوں کا خاتمہ کر دیا بارہ ہزار باطنی قتل کیے گئے۔ شام اور مصر میں بھی ملک الظاہر بیبرس اور سلطان صلاح الدین ایوبی نے ان باطنیوں کا استیصال کر دیا۔

اس فرقہ کو اس کے عقائد باطلہ کی وجہ سے جیسا کہ بیان کر دیا گیا ہے نیز ظالمانہ قتل و خونریزی

کے سبب سے جس کی فہرست لکھدی گئی ہے حسب فرمان باری تعالیٰ من یقتل مومنا متعمداً فجزائہ جھنم خالداً فیھا۔ یعنے جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا اس کی سزا دزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ جلتا رہے گا۔ مرتد یا کافر کہیں تو مناسب نہیں ہے احکام فقہی کے لحاظ سے بھی ان لوگوں پر ارتداد کی تعریف پوری پوری صادق آتی ہے اور احکام فقہی کے نظر کرتے دینی مسائل میں تاولایت باطلہ کیئے جائیں۔ تو کون شبہ کرسکتا ہے کہ حسن صباح اور اس کے جانشین جو صباح کے باطل عقائد کے ماننے والے تھے اور وہ تمام لوگ جو داعی اور فدائی کے نام سے موسوم اور انہی عقائد کے پیرو تھے مرتد نہیں تھے۔ مورخین فارس نے اس فرقہ کو اس کے عقائد باطلہ اور ظالمانہ قتل وخونریزی کی وجہ سے ملاحدہ کے نام سے یاد کیا ہے۔

ان واقعات کے بعد امامنا علیہ الصلوۃ والسلام کے مبارک حالات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ ۸۴۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۸۸۷ھ میں جبکہ آپ کی عمر شریف چالیس سال کی تھی شہر جونپور سے نکلے اور اپنی مہدیت کی تبلیغ ان مقامات یعنے دانا پور، کالپی، چندیری، چاپانیر، مانڈو، دولت آباد، احمد نگر، بیدر، گلبرگہ، بیجاپور، چیتاپور، ڈابول بندر، جدہ، مکہ معظمہ، دیو بندر، کھمبایت بندر، احمد آباد، گجرات، پٹن گجرات، بڑلی، جالور، ناگور، جیسلمیر، ھٹھ، کاہہ، قندھار مین ٹھرتے ہوئے فراہ مبارک پہنچے اور وہاں ۲ سال ۵ ماہ مقیم رہنے کے بعد ۶۳ سال کی عمر ۹۱۰ھ میں آپ کا وصال ہوا اور اسی مقام مقدس مین آپ کا مزار مبارک ہے۔

مقام فراہ فرقہ باطنیہ کے حدود میں شامل ہے:۔ فراہ وہ مقام ہے جو اس فرقہ باطنیہ کے شرقی حدود پر واقع ہے جیسا کہ کتاب نظام الملک طوسی مولفہ عبدالرزاق صاب کانپوری مولفہ البرامکہ مطبوعہ پریس کانپور کے صفحہ (۵۰۹) کے حاشیہ زیریں پر بتایا گیا ہے۔

شرقی۔خواف۔ مابین خواف و ''فراہ'' وسیستان

غربی۔فارس۔کرمان کا جنگل

شمالی۔اعمال نیشاپور وسبزوار

جنوبی۔اعمال بجستان وبیابان کرمان

مزید صراحت کے لئے مختصر نقشہ بھی لکھدیا جاتا ہے جو ''صور اقالیم'' قلمی سے ماخوذ ہے۔

ان حدود اربعہ کے دیکھنے سے ظاہر ہے کہ مقام فراہ قلعہ الموت کے شرقی حدود پر واقع ہے جو حسن صباح کا دارالخلافہ تھا۔

پہلے ثابت کیا گیا ہے کہ ہلاکو خاں نے ۶۵۴ھ میں اس فرقہ باطنیہ کا استیصال کر دیا اور امامنا علیہ السلام زمانہ مستقبل بعید میں بموجب آیت **فسوف یاتی اللہ بقوم (۱۹۳)** سال کے بعد ہندوستان کے ایک شہر جونپور میں پیدا ہوئے ہجرت کرتے ہوئے مع اصحاب بمقام "فراہ" تشریف لائے جوان مرتدین کے مقبوضہ مقام الموت کے مشرقی حدود میں واقع ہے۔ سچ یہ ہے کہ جہاں درد ہو وہیں دوا کی ضرورت، جہاں زخم ہو وہیں مرہم کی حاجت بالفاظ دیگر جہاں گمراہی پھیلی ہو وہیں ہدایت کی احتیاج ہوتی ہے اس لئے خدائے تعالیٰ نے آپ کو بحیثیت خلیفتہ اللہ مہدی موعود کے لقب سے جو عطا کردۂ رسول اللہ ﷺ ہے مبعوث فرمایا اور آیت " **یا ایھالذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم** " الخ یعنے اے مومنو جب لوگ تم میں سے اپنے دین سے پلٹ جائیں گے تو اللہ ایک قوم کو لائے گا یا ایک قوم کے ساتھ آئے گا کی پیشین گوئی کا کامل ظہور ہوگا۔

بعض معاندین مہدویہ مقام "فراہ" کے محل وقوع اور فرقہ باطنیہ کے عقائد و اعمال کو دیکھ کر اپنی جہالت سے یا دوسرے فرقوں کو مغالطہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ فرقہ مہدویہ میں بلحاظ قرب مقام وہی عقائد و اعمال سرایت کر گئے ہیں جو فرقہ باطنیہ میں موجود تھے۔ یہ خیال سرتاپا مہمل و باطل ہے کیونکہ امامنا علیہ السلام کا صریح دعویٰ " **مذھب ما کتاب اللہ و اتباع محمد رسول اللہ صلعم** " کا ہے اس لئے اس دعوہ کو فرقہ باطنیہ کے عقائد و اعمال سے کوئی نسبت نہیں۔

امامنا علیہ السلام کا ''فراہ'' میں آنا اتفاقی امر نہیں ہے بلکہ مشیت ایزدی یہی تھی کہ آپ ''فراہ'' میں آئیں:

اگر کوئی شخص شبہ ظاہر کرے یا لوگ تعرض کریں کہ فرقہ باطنیہ کا محل وقوع قلعہ ''الموت'' کے مشرقی حدود میں ہونا اور امامنا علیہ السلام کا اسی محل وقوع کے مشرق میں بمقام ''فراہ'' تشریف لانا ایک اتفاقی امر ہے تو اس شبہ یا تعریض کا ازالہ اس حدیث سے ہوجاتا ہے جو حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے۔ یہ حدیث اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ امامنا علیہ السلام کا'' فراہ'' میں تشریف لانا اتفاقی امر نہیں تھا بلکہ مشیت ایزدی اسی مقام کی مقتضی تھی کیونکہ ہلاکو خاں نے ۶۵۴ھ میں بغداد کے آخری خلیفہ مستعصم کو قتل کردیا جس طرح آیت'' فسوف یاتی الله بقوم'' میں'' سوف'' کا لفظ زمانہ مستقبل بعید میں امام علیہ السلام کے ظہور کو ثابت کرتا ہے اسی طرح حدیث ثوبان میں'' ثم یخرج خلیفة الله المهدی'' کے الفاظ آئے ہیں اور لفظ ثم تاخیر وتراخی پر دلالت کرتا ہے اور امام علیہ السلام بلاشبہ زوال بغداد سے (۱۹۱) سال بعد پیدا ہوئے۔ حدیث ثوبانؓ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی پیدائش کا مقام ہند ہوگا اور آپ ہند سے مختلف مقامات میں ہجرت کرتے ہوئے جیسا کہ صراحت کردی گئی ہے۔ بمقام ''فراہ'' تشریف لائیں گے یہ امر تحقیق ذیل سے واضح ہوگا۔

ابن ماجہ، حاکم اور ابونعیم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے جو روایت لکھی ہے وہ یہ ہے

عن ثوبانؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم یقتل عند کنزکم ثلثة کلهم ابن خلیفة لا یصیر الی احد منهم ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق فیقتلو نکم قتلا لم یقتله قوم ثم یجئ خلیفة الله المهدی فاذا سمعتم به فاتوه فبایعوه ولوحبواً علیٰ الثلج فانه خلیفته الله المهدی.

ترجمہ: ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خزانے (خلافت) کے لئے تین آدمی جھگڑا کریں گے لیکن ایک بھی اس پر قابض نہ ہوگا۔ پھر مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے وہ تم کو ایسا قتل کریں گے کہ اب تک کسی قوم نے ایسا قتل نہ کیا ہوگا۔ اس کے بعد خلیفۃ اللہ مہدی آئیں گے جب تم مہدی کو سن پاؤ ان کے پاس پہنچو اور بیعت کرو اگرچہ برف پر سے رینگتے جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں۔

اس حدیث میں حسب ذیل امور مذکور ہیں۔

(۱) خلیفہ کے تین بیٹوں کا خلافت کے لئے جھگڑا کرنا مگر خلافت کسی کو نہ ملنا۔

(۲) مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈوں کا نمودار ہونا

(۳) مسلمانوں کا ایسا قتل کہ کبھی بھی ایسا نہ ہوا ہو۔

(۴) واقعات مذکورہ کے بعد خلیفۃ اللہ مہدی کا ظہور

(۵) خلیفۃ اللہ مہدی کے ظہور کے بعد آپ کے پاس جانے اور بیعت کرنے کا حکم اگرچہ برف پر سے رینگتے جا کر بیعت کرنا پڑے۔

خلیفہ کے تین بیٹوں سے مراد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ کے تین فرزند حضرت حسن حضرت حسین اور محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہم ہیں جو خلافت سے محروم رہے۔

اس حدیث میں ''کنز'' کا لفظ آیا ہے جس کے معنی لغوی خزانہ یا مخزن کے ہیں لیکن لفظ ''خلیفہ'' اور واقعات مظہرہ کے قراین سے ''خلافت'' کا مفہوم ظاہر ہوتا ہے کیونکہ خلیفہ کے تینوں بیٹوں کا خزانہ یا مال و دولت کے لئے جھگڑا کرنا قرین قیاس نہیں بلکہ اپنے باپ کے جانشین ہونے یا خلافت کے لئے جھگڑا کرنے کا مفہوم صحیح اور قابل تسلیم ہوسکتا ہے۔

''عند کنز کم'' میں ''عند'' کا لفظ اگرچہ قرب کے معنی دیتا ہے لیکن یہاں ''وقت'' کے معنی میں مستعمل ہے جیسا کہ'' جئت عند طلوع الشمس'' محاورہ آتا ہے یعنی میں طلوع آفتاب کے وقت آیا۔ اس لئے'' یقتتل عند کنز کم ثلثه'' کے معنی یہ ہوں گے۔ حصول خلافت کی کوشش کے وقت تین آدمی جھگڑا کریں گے۔

مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے نکلنے سے مراد ابو مسلم خراسانی کا خروج ہے جو سیاہ جھنڈے لے کر نکلا اور خلافت عباسیہ کی بنیاد ڈالی۔

''ثم تطلع الرایات السود'' سے خلافت عباسیہ کے قیام کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی ابتدا ابو عبداللہ سفاح سے اور انتہا خلیفہ مستعصم پر ہوئی۔

''فیقتلونکم'' میں ضمیر مفعولی ''کم'' کے مخاطب مسلمان ہیں کیونکہ یہاں غیر مسلم سے خطاب کا کوئی محل و موقع ہی نہیں ہے اور ''فیقتلون'' کی ضمیر جمع غائب بطور معہود ذہنی کفار کی طرف راجع ہے اور کلمہ ''فا'' تعقیب مع الوصل کے لئے مستعمل ہے جیسا کہ ''اصول الشاسی'' میں لکھا ہے الفاء

للتعقیب مع الوصل و لھذا تستعمل فی الاجزیۃ'' یعنے ''فا'' کلمہ تعقیب کے واسطے آتا ہے (یعنے معطوف علیہ کا وجود مقدم اور معطوف کا موخر ہوتا ہے) مگر یہ تعقیب مع الوصل ہوتی ہے (یعنی مابین معطوف علیہ کے مہلت نہیں) اسی وجہ سے ''فا'' کلمہ کا استعمال جزا میں آتا ہے۔

کتاب مذکور کے حاشیہ پر اس کی مثال یہ دی گئی ہے اگر کسی نے اپنی زوجہ سے کہا کہ ''ان دخلت الدار فانت طالق'' یعنے اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو مطلقہ ہے۔ اس صورت میں عورت گھر میں داخل ہوتے ہی بغیر فصل وتراخی کے مطلقہ ہو جائے گی۔

تاریخ اسلام سے ظاہر ہے کہ خلافت عباسیہ کی انتہا یا خاتمہ کے وقت جس کی ابتداء کا اشارہ سیاہ جھنڈوں کے نکلنے سے حدیث میں ظاہر کیا گیا ہے اور جس کی ابتدا سفاح کی خلافت سے ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے قتل عام کا واقعہ مستعصم خلیفۂ بغداد کی گرفتاری کے بعد ہی بلا فصل وتاخیر ظہور میں آیا گویا قتل مذکور تعقیب مع الوصل پر دلالت کرتا ہے۔

برف پر سے رینگتے جانے سے خراسان کی پہاڑیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جہاں چھ چھ مہینے برف باری کی وجہ سے راستے بند ہو جاتے ہیں اور جن کا سلسلہ ایک طرف فراہ اور دوسری طرف ''کابل'' تک چلا جاتا ہے اور ''فراہ'' وہ مقام ہے جہاں امام علیہ السلام کا مزار مبارک ہے

بلحاظ حدیث ثوبانؓ خلیفہ کے تین بیٹوں کے مختصر حالات: اب امور متذکرۂ صدر کے مختصر حالات ترتیب وار قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے لکھے جاتے ہیں۔

(ا) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد جب ایک طرف حضرت معاویہ بن ابوسفیان خلاف کے مدعی ہو گئے تو دوسرے طرف حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی جو خلفائے راشدین کے سلسلہ کے آخری خلیفہ ہیں کوفہ اور اس کے مضافات کے لوگوں کی متفقہ منظوری سے باپ کی جگہ خلافت راشدہ پر فائز ہوئے لیکن آپ کو عراقیوں کی وعدہ خلافی اور بے ایمانی سے بدظن ہو کر اپنی خوشی سے حضرت معاویہ کی شرائط کو سننا پڑا اور ایک عہد نامہ کی رو سے خلافت کا حق حین حیات حضرت معاویہ کو دینا پڑا اور یہ فیصلہ ہوا کہ حضرت معاویہ کی وفات پر خلافت حضرت علی کے دوسرے فرزند حضرت حسینؓ کے حوالہ کردی جائے گی استعفا دینے کے بعد حضرت حسنؓ معہ خاندان مدینہ آ گئے۔ چند سال بعد آپ کو یزید بن معاویہ کے ایما سے زہر دیدیا گیا اور حضرت معاویہ مستقل بادشاہ بن گئے۔

بصرہ کے گورنر مغیرہ کی ترغیب سے حضرت معاویہ کو اپنے بیٹے یزید کو جانشین بنانے کا خیال پیدا ہوا۔ یہ بات اس عہد نامہ کے سراسر خلاف تھی جو انہوں نے حضرت حسنؓ سے کیا گھا۔ مگر حضرت معاویہ کو اپنے ارادہ کی تکمیل میں زیاد بن ابیہ اور عراق و خراسان کے حاکم سے بڑی مدد ملی، اہل عراق کو بذریعہ رشوت یا بجبر واکراہ یزید کی اطاعت کا حلف اٹھانے پر مجبور کیا گیا صرف چار حضرات ایسے تھے جنہوں نے قطعی طور پر حلف اٹھانے سے انکار کیا (۱) حسینؓ بن علی (۲) عبداللہ بن زبیر (۳) عبداللہ بن عمر (۴) عبدالرحمٰن بن ابوبکر

حضرت معاویہ کے بعد جب یزید اپنے باپ کی وصیت کے موافق تخت نشین ہوا تو اس کو حضرت حسینؓ سے خطرہ محسوس ہوتا تھا ادھر کوفہ والے حضرت حسینؓ کے تمام احباب نے منت سماجت کی کہ آپ کوفہ والوں کے وعدہ پر نہ جائیں کیونکہ یہ لوگ ظالم اور دھوکہ باز ہیں۔ حضرت حسینؓ نے اہل عراق کے اس وعدہ پر کہ آپ اس سرزمین پر قدم رکھیں تو ہمارے سر آپ کے قدموں پر رہیں گے۔ آپ نے کوفہ جانے کی ٹھان لی اپنے چند عزیزوں اور جوان بیٹوں چند جاں نثاروں اور عورتوں اور بچوں کی ایک جماعت کے ساتھ عراق کی حدود میں پہنچے وہاں کوفہ والوں کے آثار تک نہ پائے حالانکہ اہل کوفہ نے اس جگہ ملنے کا وعدہ کیا تھا۔ حضرت حسینؓ کے احباب کا مظنہ بالکل ٹھیک نکلا بنی امیہ کی فوج نے جس کو ظالم سفاک عبیداللہ بن زیاد نے روانہ کیا تھا کہ آپ کو گھیر لیا دریائے فرات کا پانی بند کر دیا۔ اگرچہ حضرت حسینؓ نے اپنی واپسی کی خواہش بھی کی لیکن وہ سفاک رحم و کرم کا سبق ہی نہیں پڑھے تھے۔ آپ پر اس وقت جو مصائب برپا ہوئے ان کا اعادہ خون کے آنسو رلائے بغیر نہیں رہتا۔ مختصر یہ کہ ان ظالموں نے آپ کے ساتھیوں کو ایک ایک کر کے شہید کر دیا۔ حضرت حسینؓ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد محمد بن حنیفہؒ نے جو حضرت حسینؓ کے سوتیلے بھائی تھے خلافت کا دعویٰ کیا۔ خلیفہ عبدالملک کی خلافت کا زمانہ تھا۔ عبدالملک کے مقابلہ میں اس کے خلاف تین فریقوں کے تین جھنڈے عرفات پر بلند کئے گئے تھے۔ ایک عبداللہ بن زبیر کا دوسرا خوارج کا تیسرا محمد بن حنیفہؒ کا۔ عبدالملک نے اپنی تلوار کے زور سے اپنے مخالفین کو ایک ایک کر کے ختم کر دیا۔ حضرت محمد بن حنیفہؒ بھی شہید ہو گئے۔

خلیفہ کے تین بیٹے یہی تھے جن کی طرف حدیث ثوبانؓ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ ''یقتتل عند

کنز کم ثلثة کلهم ابن خلیفة لا یصیر الی احد منهم ''یعنے تمہارے خزانہ (خلافت) کی جدوجہد کے وقت تین آدمی جھگڑا کریں گے وہ سب خلیفہ کے بیٹے ہوں گے ان میں سے کسی کو خلافت نہیں ملے گی۔

الرایات السود کی بحث: (۲) مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈوں کا نکلنا خلافت عباسیہ کے قیام کا بنیادی واقعہ ہے۔

خاندان عباسیہ حضرت عباس کی اولاد سے ہے۔ آپ کے چار بیٹے تھے۔ عبداللہ، فضل، عبید اللہ، قیسان عبداللہ کو ابن عباس بھی کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس کے فرزند علی باپ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ علی کی وفات پر ان کے فرزند محمد اپنے خاندان کے متولی ہوئے، انہوں نے خلافت کو نئی طرز میں پیش کیا۔ وہ کہتے تھے حضرت حسینؓ کے بعد خلافت امام زین العابدین کو نہیں ملی بلکہ محمد بن حنیفہ اس کے والی ہوئے پھر ان کے بیٹے ہاشم نے یہ حق مجھ کو دے دیا ہے۔ یہ تحریک بڑے استقلال سے جاری رہی۔

خلیفہ ہشام نے حضرت زید کو جو حضرت حسنؓ کے بیٹے اور خلافت کے مدعی تھے دربار سے بے حرمتی کے ساتھ نکالا زید کوفہ آ گئے اور اپنے لواحقین کو نصیحت کی کہ ہشام کے خلاف کوئی جدوجہد نہ کی جائے لیکن بعض لواحقین کے علم بغاوت بلند کرنے پر ہشام نے حضرت زید کو قصور مند تصور کر کے دربار میں شہید کر ڈالا اور نعش لواحقین کے سپرد کر دی۔ اتنے میں ہشام نے پھر نعش طلب کی تو ان کے لواحقین نے نہر میں دفنا کر پانی بہا دیا تھا۔ امویوں نے پتہ لگا کر نعش نکال لائی اسی نعش کو سولی پر لٹکا کر نذر آتش کیا اور نعش دریائے فرات میں پھنکوا دی گئی اور اسی واقعہ سے لوگوں کو مدعیان خلافت عباسیہ میں جوش پیدا کرنے اور بنی امیہ کی سلطنت کو ختم کرنے کا موقع مل گیا۔ ابو مسلم خراسانی نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ کو خلافت دلانے کی حمایت کی اور ایک بڑی جماعت کو اپنا طرف دار بنا لیا۔

ابو مسلم خراسانی نے بنو امیہ کے مظالم حضرت علیؓ سے لیکر حسینؓ محمد بن حنیفہ حضرت زید اور ان کے بیٹے یحییٰ پر بتا کر لوگوں کو اہل بیت کے غم میں سیاہ جامہ پہننے کی ترغیب دی اور اپنے جھنڈے کے نیچے سب کو جمع کیا۔ اس وقت سے عباسیہ کا سیاہ رنگ مشہور ہو گیا۔ یحییٰ کے قاتلوں کا تعاقب کیا گیا۔ جو لوگ آل رسول کے طرفدار تھے وہ سب ابو مسلم خراسانی کے حامی بن گئے۔ ابو مسلم نے ایک جلسہ کی تجویز کی پہاڑوں پر آگ سلگا کر اپنے دیگر حامیوں کو طلب کیا۔ ابو مسلم کا سیاہ جھنڈا جس کو بادل اور سایہ کہتے تھے خراسان کی طرف شہر بہ شہر قریہ بقریہ پھرنے لگا۔ ابو مسلم خراسانی کی فوج سیاہ جھنڈیوں کا مظاہرہ کرنے لگی

آخری بادشاہ بنی امیہ کے گورنر نصر کو ''مرو'' سے نکالنے کی ٹھان لی۔نصر نے مروان حمار آخری بادشاہ بنوامیہ سے مدد مانگی مگر مدد آنے سے پہلے فرغانہ اور خراسان کے علاقے ابومسلم کے قبضے میں آ گئے۔مروان حمار کو اصل شخص کی فکر پڑ گئی جس کیلئے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔جاسوسوں نے خبر دی کہ محمد بن علی کے بعد ابراہیم امام ان کے بیٹے اس بغاوت کے بانی ہیں جن کی طرف سے ابومسلم خراسانی سیاہ جھنڈیوں کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

مروان حمار نے ابراہیم امام کو گرفتار کر کے حران لے آیا یہاں وہ اور ہاشمیوں کے ساتھ نظر بند رہے۔اس واقعہ سے ابومسلم خراسانی کے استقلال میں کوئی فرق نہ آیا وہ نصر کو شکست دے کر مغرب کی طرف بڑھا اس کے ساتھ خالد بن برمک ایرانی بھی تھا جس کی اولاد میں یحیٰ برمکی اور یحیٰ برمکی کے بیٹے جعفر برمکی نے ہارون رشید کے زمانے میں بڑی شہرت حاصل کی۔

ابومسلم خراسانی نہاوند اور کوفہ کو فتح کر لیا۔مروان حمار بحالت غضب و وحشیانہ حرکات کا مرتکب ہوا جس کا نتیجہ شکست کے سوا کچھ نہ تھا۔اس کو خبر ملی کہ ابراہیم امام بحالت نظر بندی ابومسلم خراسانی سے نامہ و پیام کر رہے ہیں اس لئے حکم دیا کہ ابراہیم کا سر مشک میں بجھا چونا ڈال کر پانی سے بھر دیا جائے۔ابن اثیر کا قول ہے کہ ابراہیم مکان کے گرنے سے فوت ہوئے یا ان کو دودھ میں زہر ملا کر پلایا گیا۔

ابراہیم امام نے اپنی وفات سے پہلے اپنے بھائی ابوالعباس کو خلافت دی تھی ابوالعباس نے اپنے بھائی کے انتقام کی قسم کھائی اور ایسے سخت طریقے سے انتقام لیا کہ سفاح کا خطاب پایا۔

ابومسلم خراسانی نے بمقام زاب مروان حمار کو ایسی شکست دی کہ وہ فرار ہو کر دمشق پہنچا وہاں خطرہ دیکھ کر قسطنطین گیا اور وہاں سے ایک رومی علاقہ کی طرف جا رہا تھا تاکہ قسطنطین کے جانشین سے مدد حاصل کرے بصورت تعاقب وہ مصر کے علاقہ میں دریائے نیل کے کنارے ایک قریہ کے گرجا میں جا چھپا دشمن کو آتا ہوا دیکھ کر تلوار لے کر لپکا مگر نیزے کی نوک سے چھد کر رہ گیا۔مروان حمار کا مرنا تھا کہ بنوامیہ کی سو سالہ حکومت ختم ہو گئی۔ابوالعباس خاندان عباسیہ کا خلیفہ بنا اور اپنے بھائی کا ایسا انتقام لیا کہ سفاح کا خطاب پایا۔(ماخوذ از تاریخ اسلام امیر علی)

یہ ہیں واقعات سیاہ جھنڈوں کے جس کی طرف حدیث ثوبانؓ میں اشارہ پایا جاتا ہے ''ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق'' یعنے پھر سیاہ جھنڈے مشرق کی طرف سے نکلیں گے۔

حدیث ثوبانؓ میں مسلمانوں کے قتل کی تفصیل یا زوال بغداد:۔ (۳) حدیث

ثوبان رضی اللہ عنہ میں ''فیقتلونکم'' کے الفاظ سے جن مسلمانوں کے قتل کا ذکر کیا گیا ہے وہ واقعہ زوال بغداد کے متعلق ہے جس کی کیفیت ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

بغداد خلفائے عباسیہ کے زمانہ میں خیر البلاد عالم کہلاتا تھا جب مستعصم باللہ بن مستنصر باللہ بغداد میں خلیفہ ہوا چار سو خادم ہر وقت اس کی بارگاہ میں رہتے تھے کسی ملک کا بادشاہ بھی اس حد تک رسائی نہیں کر سکتا تھا۔ ایک پتھر مانند حجر اسود کے رکھ چھوڑا تھا۔ جس پر اطلس سیاہ بمنزلہ آستین پڑا رہتا تھا۔ اطراف سے جو بادشاہ آتا تھا اس اطلس کو بوسہ دے کر چلا جاتا تھا۔ آتابک سعد مظفر الدین ابوبکر بادشاہ شیراز کے زمانے میں قاضی القضاۃ مجد الدین بن اسمعیل قانی بطور ایلچی گری مستعصم کی خدمت میں بھیجے گئے اور پتھر کا بوسہ دینا لازم قرار دیا گیا چونکہ قاضی بڑے دیندار تھے اس لئے ان کو اتنی اجازت ملی کہ انہوں نے پتھر پر قرآن شریف رکھا اور اسے بوسہ دیا۔

جب خلیفہ عید کے دنوں میں سوار ہوتا تھا تو خلیفہ کو دیکھنے کے لئے لوگ گذرگاہ کے بالاخانے کرایہ پر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ کرایہ کی آمدنی تین ہزار دینار ہوئی۔

وزیر سلطنت موید الدین محمد بن عبدالملک ابن العلقمی تھا جو بڑا فاضل اور ناظم و ناثر بھی تھا۔ مستعصم لہو و لعب عیش و عشرت میں مشغول رہتا تھا اور تمام امور سلطنت حسب رائے ابن العلقمی انجام پاتے تھے۔ مقربان بارگاہ خلیفہ وزیر کا احترام نہیں کرتے تھے اس لئے وہ آزردہ خاطر رہا کرتا تھا اور خلیفہ سے بد اعتقاد ہو گیا تھا۔ ابن العلقمی کے باغی ہو جانے کا اصلی سبب یہ بھی تھا کہ مستعصم کے بیٹے امیر ابوبکر نے لشکر بھیج کر کرخ محلّہ بغداد کو جس میں شیعہ رہتے تھے غارت کر دیا اور سادات بنی ہاشم کو قید کر دیا، عورتوں اور لڑکیوں کو رسوائی و ذلت کے ساتھ گھروں سے باہر نکالا۔ ابن العلقمی کو جو مذہب امامیہ سے تعلق رکھتا تھا امیر ابوبکر کی اس حرکت سے سخت رنج ہوا اور اسی وقت سے ابن العلقمی کو فکر ہوئی کہ کسی طرح خلیفہ اور اس کے پیروؤں کو تیغ کے گھاٹ اتارا جائے۔

اسی اثنا میں کہ ہلاکو خاں ۶۵۴ھ میں ''قلعہ الموت'' کو فتح کر کے ایک سو ستر سال کی سلطنت صباح اسمعیلی کو برباد کر چکا تھا جیسا کہ اس کی کیفیت بیان کر دی گئی ہے۔ نصیر الدین طوسی مصنف اخلاق ناصری الملقب بہ محقق طوسی نے ایک قصیدہ مستعصم کی تعریف میں لکھ بھیجا۔ ابن العلقمی نے اسی قصیدہ کی پشت پر یہ عبارت لکھ کر کہ مولانا نصیر الدین خلیفہ سے خط و کتابت کر رہے ہیں اس کے انجام بد سے بچنا

چاہئے ناصر الدین کے پاس بھیجد یا ناصر الدین خفا ہو کر محقق طوسی کو قید کر دیا تھا۔اب وہ ہلا کو خاں کی فتح پر قید سے چھوٹے اور ایلخاں نے ان کو اپنا نوکر بنالیا۔ ہلا کو خاں مہمات سلطنت میں محقق طوسی سے مشورہ کرتا تھا۔ابن العلقمی نے خفیہ طور پر ایک ایلچی ہلا کو خاں کے پاس روانہ کیا خلیفہ کی شکایات ظاہر کر کے خواہش کی کہ بغداد پر چڑھائی کی جائے تو بلا تکلیف جنگ حکومت بغداد حوالہ کر دی جائے گی۔

جب ہلا کو خاں کی چڑھائی کی خبر بغداد میں پھیلی بعض امراء خلیفہ نے خلیفہ کی غفلت پر ملامت کی اور کہا کہ ہلا کو خاں کی فوج کے آنے سے پہلے اسباب جنگ مہیا کرنا چاہئے ابن العلقمی نے ان باتوں کو خلیفہ کے سامنے بے وقعت کر دیا۔اور کہا اگر بغداد کی عورتیں اور بچے کوٹھوں پر سے پتھر اور اینٹیں پھینک دیں تو ہلا کو کی فوج تباہ ہو جائے گی اور پوشیدہ طور پر خلیفہ کے حالات کی اطلاع ہلا کو کو دیتا رہتا۔ یہاں تک کہ ہلا کو کی فوج بغداد کی طرف آ گئی اور لڑائی شروع ہوگئی۔ بغداد کے بہت سے آدمی مارے گئے۔شام کے وقت ہلا کو نے لڑائی روک دی پچاس دن تک بغداد کا محاصرہ کئے رہا۔اس حالت میں مجد الدین،شدید الدین اور شمس الدین ایک ایلچی کو ہلا کو کے پاس اس کے پیام کے ساتھ بھیجا کہ ہم نے اپنے آباواجداداور بارہ امام علی الخصوص امیر المومنین علی علیہ السلام سے ایسا سنا ہے کہ تم اس ملک کے مالک ہوں گے اور والی گرفتار ہو جائے گا۔اس پیام سے ہلا کو بہت خوش ہوا انعام اوران کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔علاؤالدین عجمی وہاں گئے اور اہل حلہ کی جان بچائی۔

خلیفہ اب بھی ابن العلقمی سے مشورہ کرتا تھا اس نے کہا کہ مغلوں کی فوج زیادہ ہے اور ہمارے پاس مقابلہ کے لئے اسباب نہیں ہیں لہذا جنگ کا خیال چھوڑ کر تواضع اور مدارات سے پیش آنا چاہئے اس لئے خلیفہ کو ہلا کو کے پاس جانا چاہئے۔ ہلا کو کا مقصد جواہرات ہے وہ اسے دیدینا چاہئے۔ مسلمانوں کی جان بچ جائے گی۔

خلیفہ مستعصم باللہ اپنے دونوں بیٹوں ابوبکر اور عبدالرحمٰن نیز اعیان سلطنت کے ساتھ سوار ہو کر ہلا کو کی طرف چلا۔ جب قریب بارگاہ پہنچا تو کثیر آدمیوں کو داخلہ کی اجازت نہ ملی خلیفہ کو معہ دو بیٹوں اور دو تین خادموں کے خیمہ میں بلایا۔ جب صبح ہوئی تو ہلا کو نے بغداد کی غارت گری کا حکم دیدیا۔ مستعصم جس قدر مال ودولت اپنے سابق خلفائے بغداد سے ورثہ میں پایا تھا وہ سب لوٹ میں ضائع ہوگیا۔

دوتین دن بعد مستعصم نے نماز صبح میں " **قل اللھم مالک الملک توتی الملک من**

تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعزمن تشاء و تذل من تشاءُ'' کی قرأت کی یعنے کہدو اے محمد ﷺ کہ تمہاری امت اس طرح دعا کرے، اے اللہ تو ملک کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔لوگوں نے اس کا ذکر ہلاکو سے کیا ہلاکو نے کہا کھانا روک دو جب بھوک سے بے حال ہوا تو محافظوں سے کھانا مانگا اس کی اطلاع بھی ہلاکو کو ہوئی ۔ ہلاکو کے حکم سے ایک تھال اشرفیوں سے بھرا ہوا خلیفہ کے سامنے رکھا گیا اور کہلایا گیا کہ ایلخاں اس کو کھانے کا حکم دیا ہے مستعصم نے جواب دیا کہ اسے انسان کیونکر کھائے ۔ ہلاکو نے بوساطت ترجمان کہلایا اگر زر کھانے کی چیز نہیں ہے تو اسے فوج اور مددگاروں پر تقسیم کیوں نہیں کیا کہ اس میں ہمارا حصہ نہ ہوتا۔

ہلاکو نے خلیفہ کو زندہ رکھنے یا قتل کر دینے میں اپنے ملازمین سے مشورہ کیا اہل اسلام نے کہا کہ لوگ مستعصم کو خلیفہ رسول اور امام برحق جانتے ہیں اگر اس کو قتل کیا جائے تو آسمان الٹ کر گر جائے گا مسلمانوں ہی سے بعض غداروں نے کہا جب حضرت حسینؓ رسول اللہ ﷺ کے نواسے شہید ہوئے تھے آسمان ٹوٹ کر نہیں گرا تو مستعصم کے قتل پر کیسے آسمان ٹوٹ کر گرے گا۔اس پر بھی ہلاکو نے کہا کہ خون مستعصم سے تیغ کو رنگین نہ کیا جائے پھر اس کو نمدہ میں لپیٹ کر اتنا ہلا دیا گیا کہ خلیفہ کی جان نکل گئی یہ واقعہ ۶۵۶ھ کا ہے۔

چونکہ بغداد ابن العلقمی کی کوشش سے فتح ہوا تھا اسلئے اسے امید تھی کہ حکومت بغداد اسی کو ملے گی مگر ہلاکو نے اس الزام پر کہ اس نے اپنے ولی نعمت سے بے وفائی کی ہے اس کو حکومت بغداد سے محروم رکھا۔

ابن عمران ایک معمولی اور مفلس آدمی تھا کچھ لکھنا پڑھنا جانتا تھا۔حملہ ہلاکو سے کچھ پہلے ایک دن دوپہر کو حاکم بعقوبہ کے پاؤں دبا رہا تھا کہ نیند آ گئی ہاتھ رکا تو حاکم بعقوبہ نے سبب پوچھا اس نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ خلافت بغداد کا خاتمہ ہو گیا ہے اور میں حاکم بغداد ہو گیا ہوں ۔حاکم بعقوبہ نے ایک لات ماری کہ بے چارہ نیچے گر پڑا۔

جب ہلاکو نے بغداد کا محاصرہ کرلیا تو ابن عمران نے ایک تیر پر کاغذ چسپاں کر کے یہ عبارت لکھی کہ مجھے خلیفہ سے مانگ لیں ۔ میں آپکے بہت کام آؤں گا۔تیر کمان سے نکلا اور لشکر والوں کی طرف جا گرا ہلاکو کو اس عبارت سے واقف کرایا گیا ۔ ہلاکو ابن عمران کو بلوالیا گوداموں کے راز معلوم ہوئے

ہلاکوخوش ہوکر اسے حاکم بغداد بنادیا اور ابن العلقمی اس کا ماتحت قرار پایا جو اپنے کیے پر سخت نادم ہوا لوگ دیواروں پر لکھتے تھے لعن الله من لا يلعن ابن العلقمی (ایسے خدا اس شخص پر لعنت کرے جو ابن علقمی پر لعنت نہیں کرتا)

چالیس دن تک لشکر ہلاکو قتل و غارت میں مشغول رہا سولہ لاکھ جانیں تلف ہوئیں وحشی مغلوں نے شیر خوار بچوں کو تک نہ چھوڑا گلیوں میں خون کی نالیاں بہہ رہی تھیں دریائے دجلہ کا پانی میلوں ارغوانی ہوگیا۔ (ماخوذ از تاریخ وصاف)۔ حدیث ثوبانؓ کے الفاظ'' فيقتلونكم قتلا لم يقتله قوم یعنی (وہ کفار) تم (مسلمانوں) کو ایسا قتل کریں گے کہ کسی قوم نے اس طرح قتل نہ کیا ہوگا) اسی واقعہ کی طرف اشارہ کررہے ہیں جو خلافت بغداد کے خاتمہ کا واقعہ ہے۔

(۴) حدیث ثوبانؓ کی تین پیشین گوئیوں یعنی (۱) خلیفہ کے تین بیٹوں کا خلافت سے محروم رہنا۔ سیاہ جھنڈوں کا مشرق سے نکلنا اور (۲) مسلمانوں کے بے دریغ قتل کے بعد'' ثم يجئى خليفة الله المهدى فاذا سمعتم به فاتوه فبايعوه'' (یعنی پھر خلیفتہ اللہ مہدی آئیں گے۔ جب تم آپ کا حال سن پاؤ تو آپ کے پاس جاؤ اور بیعت کرو) کے الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔ ''فاتوه'' اور ''فبايعوه'' امر کے صیغے ہیں جو بلا قرینہ ہونے کی وجہ سے وجوب پر دلالت کرتے ہیں یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام کی بیعت مسلمانوں پر واجب ہے پھر اس پر'' ولوحبوا على الثلج'' کی تاکید بھی آئی ہے (یعنی برف پر سے رینگتے ہوئے جانا ہو تو جا کر بیعت کرو)

'' ثم يجئ '' میں '' ثم '' کا لفظ تعقیب و تراخی یعنی تاخیر پر بدرجہ اولیٰ دلالت کرتا ہے۔ جس کی کوئی حد معین نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے'' ثم ان علينا حسابهم '' یعنی پھر ہم دنیا کے اعمال کا حساب لیں گے اور اعمال کا حساب قیامت میں ہوگا۔

جب امامنا علیہ السلام زوال بغداد کے بعد جو ۶۵۶ھ میں ہوا ۸۴۷ھ میں (۱۹۱) سال کے بعد پیدا ہوئے تو '' ثم '' کا لفظ اتنی تعقیب و تراخی و تاخیر پر بدرجہ اولیٰ دلالت کرتا ہے۔ دیکھو اسی حدیث میں ثم تطلع الرايات السود (پھر سیاہ جھنڈے نکلیں گے) سے خلافت عباسیہ کے بنیادی واقعہ کی خبر دی گئی ہے اور سیاہ جھنڈوں کا واقعہ بنی امیہ کی حکومت کے سو سال کے بعد ظہور میں آیا ہے۔ اس لیے (۱۹۱) سال کی تاخیر'' ثم ان علينا حسابهم '' کے لحاظ سے ناممکن نہیں ہے۔

(۵) اب حدیث ثوبانؓ کے آخری حصہ'' ولوحبوا علی الثلج '' کے معنی یہ ہیں کہ اگر تم کو برف پر رینگتے ہوئے جانا پڑے تو جاؤ اور مہدی علیہ السلام کی بیعت کرو۔

لغات عرب کی ورق گردانی سے ظاہر ہوا کہ'' ولو حبوا علی الثلج '' نہ کوئی خاص محاورہ ہے نہ کوئی ضرب المثل جو کسی مخصوص معنی کے لئے آیا ہو بلکہ اس سے سردار عرب رسول اکرم ﷺ نے ایسے مقام کی خبر دی ہے جو ملک عرب اور اس مقام کے درمیان جہاں مہدی علیہ السلام پیدا ہوں گے ایک دشوار گزار برفانی مقام ہوگا جس پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے بھی تو جا کر آپ کی بیعت کرو اور اس حدیث شریف کی روشنی میں عرب کے حدود اربعہ پر نظر ڈالنے اور تحقیق کرنے سے حدیث مذکور کا مشار الیہ مقام معلوم ہونا ناممکن نہیں ہے۔

ملک عرب کا حدود اربعہ :۔ (۱) عرب کے مغرب میں 'بحیرۂ قلزم'' اور اس کے پرے ''مصر، لیبیا'' آخری میں مراقش واقع ہے جہاں کوئی برفانی مقام نہیں بلکہ یہ مقامات منطقۂ حارہ میں داخل ہیں۔

(۲) عرب کے جنوب میں بحیرہ عرب پھر اس کے جنوب میں بحر ہند لہرا رہا ہے یہاں تو کوئی زمین ہی نہیں ہے جہاں انسان بستے ہوں۔

(۳) عرب کے شمال میں ایشیائے کوچک کا علاقہ ہے اور اس کے پرے روس کا علاقہ ہے جو سائبیریا تک چلا گیا ہے جہاں برف باری کے زمانہ میں برف جمتی ہے مگر کوئی ایسا مقام نہیں ہے جو کسی مقام پر برف جمنے کے بعد ایسا علاقہ آئے جہاں برف نہیں جمتی۔

(۴) عرب کے مشرق میں دو حصے فرض کرو ایک جنوب مشرق کا حصہ دوسرا شمال مشرق کا حصہ جنوبی حصہ میں کوئی برفانی مقام نہیں ہے جہاں صحرائے عرب ساحل ایران و بلوچستان وغیرہ ہیں۔ البتہ شمالی حصہ میں خراسانی پہاڑیاں ہیں جہاں چھ چھ ماہ تک برف جمی رہتی ہے آمد و رفت کا راستہ بند رہتا ہے اور یہ نہایت دشوار گزار ہے۔ راستہ کی دشواری کا اندازہ بابر کے اس سفر نامہ سے ہوسکتا ہے جو اس کا خود نوشتہ چغتائی زبان میں ہے اسی کا ترجمہ اکبر اعظم کے زمانہ میں عبدالرحیم خانخانان نے ''تزک بابری'' کے نام سے کیا ہے۔ بابر سلطان حسین مرزا مہدوی کے بلانے پر ہرات سے کابل روانہ ہوتا اور برف کی کیفیت بیان کرتا ہے'' درنواحی چچراان خود برف از ران اسب بلند بود'' ...... پاہائے اسپ بزمین نمیرسید'' یعنے نواحی چچران میں برف گھوڑے کی ران سے بلند تھی۔ گھوڑے کے پاؤں زمین پر نہیں پہنچتے تھے۔ آگے

چل کر لکھا ہے۔ ''نزدیک بیک ہفتہ برف زیر کردہ از یک کردہ نیم کردہ زیادہ کوچ نمی توانستیم کرد''

یعنے تقریباً ایک ہفتہ کے عرصہ میں ہم برف ہٹا کر ایک کوس ڈیڑھ کوس سے زیادہ کوچ نہیں کر سکتے تھے

اس بیان سے واضح ہے کہ خراسان کی برفانی پہاڑیوں کا راستہ برف باری کی وجہ سے نہایت دشوار گزار ہے۔ جب ایک ہفتہ میں ڈیڑھ کوس راستہ چلا گیا ہے تو کیا یہ رفتار حدیث ثوبانؓ کے مضمون کے موافق رینگتے ہوئے جانے کی جیسی نہیں ہے۔

بہر حال خراسان کا علاقہ ایسا علاقہ ہے جہاں برف جمتی ہے اور اسی علاقہ کے مشرق میں ہندوستان واقع ہے جہاں برف نہیں جمتی اور اسی ہندوستان کے شہر جونپور میں امامنا علیہ السلام ۸۴۷ھ میں پیدا ہوئے اور ہندوستان کے مختلف اور بہت سارے شہروں میں ہجرت کرتے ہوئے مکہ معظّمہ تشریف لے گئے۔ واپسی پر گجرات پہنچے پھر یہاں سے مختلف مقامات پر ہجرت کرتے ہوئے جن کا ذکر کردیا گیا ہے شہر فراہ پہنچے۔ خراسانی پہاڑیوں کی برف باری ایک طرف فراہ پر دوسری طرف کابل پر ختم ہوتی ہے۔ اس لئے حدیث ثوبانؓ میں ''ولو حبوا علی الثلج'' یعنے اگرچہ برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے گا مطلب یہ ہے کہ امامنا علیہ السلام ہندوستان میں پیدا ہوں گے اور آپ مختلف مقامات پر ہجرت کرتے ہوئے شہر فراہ آئیں گے جہاں آپ کا مزار مبارک ہے۔ جب تم کو امامنا کے ظہور کا حال سننے میں آئے تو وہ ہندوستان میں کسی مقام پر رہیں یا فراہ آجائیں تو اس برفانی علاقہ کو بہزار دقت طے کر کے جاؤ اور بیعت کیلئے امام مہدیؑ کی خدمت میں پہنچ جاؤ اور بیعت سے مشرف ہو جاؤ کیونکہ آپ کی بیعت فرض ہے

حدیث ثوبانؓ میں ولو حبوا علی الثلج کے معنے: حدیث ثوبانؓ میں ''ولو حبواً علی الثلج'' کا ایک ہی فقرہ امامنا علیہ السلام کے مولد و مدفن دونوں کو ثابت کرتا ہے اور حضور انور ﷺ نے یہ فقرہ بطور اشارہ و کنایہ ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ مغیبات کا اصول ہے۔

اس سے پہلے'' فسوف یاتی اللہ بقوم'' کی تفسیر صباحی میں مرتدوں کے محل وقوع سے بجانب شرق فراہ کا مقام ثابت ہوا اور اب حدیث ثوبانؓ سے بھی ہندوستان کے علاوہ مقام فراہ ثابت ہو رہا ہے گویا حدیث ثوبان آیت مذکور کی تفسیر کر رہی ہے۔ اس کے بعد اس شبہ کا ازالہ خود بخود ہو جاتا ہے کہ امامنا علیہ السلام کا فراہ میں تشریف لانا اور فرقہ باطنیہ کے مقام سے فراہ کا شرقی حدود میں داخل رہنا ایک اتفاقی امر نہیں ہے بلکہ مشیت ایزدی مقتضی تھی کہ آپ کا مولد ہندوستان بنے تو فراہ میں آپ کا مزار مبارک ہو۔

بعض احادیث میں مہدی علیہ السلام کے مقام پیدائش سے متعلق جو اختلاف پایا جاتا ہے وہ یا تو موضوع ہیں یا موقوف۔ ان کے مرفوع نہ ہونے کی وجہ سے وہ قابل استدلال نہیں ہیں مثلاً اس سے پہلے اجتماع مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کے بیان کے ذیل میں بیت المقدس میں مہدی السلام کے مبعوث ہونے کی حدیث کا موضوع ہونا ثابت ہو چکا ہے کیونکہ حدیث مذکور میں ''امامهم رجل صالح'' کے الفاظ ہیں اور متاخرین محدثین نے ''امامهم'' مطلق لفظ کے بعد غلط اور بے اصول لفظ ''المہدی'' کا اضافہ کر دیا ہے جس سے اصل عبارت یوں ہو جاتی ہے'' امامهم المهدی رجل صالح '' یہ اضافہ اس وجہ سے قابل تسلیم نہیں کہ مطلق کو مقید کر دینے سے مطلق کا ابطال لازم آ جاتا ہے جیسا کہ اسکا ضابطہ یہ ہے

المطلق یجری علیٰ اطلاق لو حمل المطلق علی المقید یلزم ابطال المطلق (توضیح النحوی):۔ مطلق حکم اپنے اطلاق پر جاری رہے گا اگر مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے تو مطلق کا ابطال لازم آئے گا۔

حدیث قتادہؓ کی بحث:۔ اس لئے حدیث مذکور میں مطلق امام کے لفظ سے امام مہدیؑ مراد نہیں۔ ایک اور حدیث جس کو نعیم بن حماد نے حضرت قتادہؓ سے روایت کی ہے اسکا متن یہ ہے۔

بخرج المهدی من المدینه الی مکة فیستخرجه الناس من بینهم فیبا یعونه بین الرکن و المقام وهو کاره .

ترجمہ: مہدی مدینہ سے مکہ کی طرف نکلیں گے لوگ ان کو مجمع میں سے نکالیں گے (یعنے پہچان لیں گے) رکن اور مقام کے درمیان بیعت کریں گے حالانکہ وہ اس کو پسند نہ کریں گے۔

اکثر لوگ اسی حدیث سے اس دھوکہ میں مبتلا ہیں کہ مہدی علیہ السلام مدینۃ الرسول سے مکہ کی طرف نکلیں گے۔

اصل بات یہ ہے کہ اس حدیث میں ''مدینہ'' سے مدینۃ الرسول'' مراد نہیں ہے کیونکہ مدینہ کا لفظ مطلق ہے ہر شہر کو مدینہ کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔

وقال نسوة فی المدینةاهرا ء ة العزیز ترا و دفتها عن نفسه:۔

ترجمہ: عورتوں کی ایک جماعت کہتی تھی کہ مدینہ میں عزیز کی بیوی (زلیخا) اپنے جوان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہے اس آیت میں ''المدینۃ'' سے مراد شہر مصر ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ جاء اھل المدینة یستبشرون .

ترجمہ: اہل شہر خوشیاں مناتے ہوئے آئے۔

اس آیت میں مدینہ سے مراد شہر ''سدوم'' ہے اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فابعثو ااحد کم بور قکم ھذہ الی المدینة

ترجمہ: اپنے میں کسی ایک کو اپنا یہ روپیہ دے کر شہر کو بھیجو۔

اس آیت میں مدینہ سے مراد ''دقیوس'' کا شہر ہے جس کو ''طرسوس'' کہتے ہیں اور ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

وکان فی المدینة تسعة وھط یفسدون فی الارض.

ترجمہ: شہر میں نو جماعتیں ایسی تھیں جو زمین میں فساد برپا کرتی تھیں اور اصلاح کے درپے نہ تھیں

اس آیت میں مدینہ سے مراد شہر ثمود ہے جس کا نام ''حجر'' تھا۔

حدیث ابوالدرداء میں یہ الفاظ ائے ہیں۔

اتاہ رجل فقال یا ابا الدرد اء مدینة الرسول الخ ۔

ترجمہ: ابوالدرداء کے پاس ایک شخص اور کہا کہ میں آپ کے پاس مدینۃ الرسول سے آیا ہوں

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مدینہ کا لفظ عام ہے جس سے ہر شہر مراد ہوسکتا ہے کہیں ابوالدراداء عام شہروں سے کوئی شہر نہ سمجھ لیں اس لئے آنے والے شخص نے مدینۃ الرسول کی صراحت کردی۔

اگر حضرت قتادہ کی روایت میں مدینۃ سے مراد مدینۃ الرسول ہے تو اس پر الف لام کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ خود معرفہ ہے جب مدینہ پر الف لام آیا ہے تو وہ معرف باللام ہوجائے گا جو کسی خاص شہر کے معنی دے گا ورنہ خود مدینہ نکرہ ہے۔

مدینۃ الرسول یا مدینۃ النبی کے الفاظ کا مرکب اضافی ہونا خود اس بات کی دلیل ہے کہ عام کو خاص کیا گیا ہے۔لغات کی کتابوں میں بھی مدینہ کا لفظ عام شہر کے معنی دیتا ہے چنانچہ منتہی الادب میں لکھا مدینہ کسفینہ شہر وقلعہ۔

جب یہ مسلمہ ہے کہ المدینہ سے کوئی خاص شہر مراد لیا جاسکتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ حدیث قتادہؓ میں ''المدینۃ'' سے مراد شہر جونپور کیوں نہ ہو جہاں سے امامنا علیہ السلام مختلف مقامات پر ہجرت کرتے

ہوئے ڈابول بندر پہنچے (یہ وہ ڈابول نہیں ہے جس کو عربی تواریخ سندھ میں دابل یا دبیل لکھتے ہیں جہاں آج کل بندر کراچی مشہور ہے) پھر یہاں سے بذریعہ جہاز آپ مکہ معظّمہ تشریف لے گئے۔ شہر جونپور کی بحث آگے آئے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ قطعی طور پر ثابت ہو جائے گا کہ بشہادت رسول اللہ ﷺ شہر جونپور ہی آپ کا مولد مبارک ہے۔

اگر احادیث مہدی علیہ السلام میں آپ کی ولادت گاہ کے مختلف مقامات بتائے گئے ہیں مثلاً بیت المقدس، مدینہ، جونپور۔ تو غور طلب امر یہ ہے کہ ایک شخص ایک وقت میں مختلف مقامات پر کیسے پیدا ہوگا اس لئے قول فیصل یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام جہاں بھی پیدا ہوں گے وہی مقام صحیح ہوگا باقی دوسرے مقامات غیر صحیح ہوں گے۔

ثوبان کی حدیث سے ہند میں لڑنے والی جماعت کونسی ہے: اس وقت تک آیت فسوف یاتی اللہ سے مقام فراہ مہدی علیہ السلام کا مقام مدفن اور حدیث ثوبان سے فراہ کے علاوہ ہندوستان مقام ولادت گاہ ثابت ہو چکا ہے اب رہا ہند میں پیدا ہونے کی تائید میں ایک اور حدیث پیش کی جاتی ہے جو نسائی میں ثوبانؓ ہی سے مروی ہے۔

عن ثوبان مولی رسول اللہ ؐ قال قال رسول اللہ صلعم عصابتان من امتی احرزھما اللہ من النار عصابۃ تغزو الھند و عصابۃ مع عیسی علیہ السلام

ترجمہ: ثوبانؓ جو رسول اللہ صلعم کے آزاد غلام تھے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے میری امت میں دو گروہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ سے بچا دیا ایک گروہ ہندوستان میں لڑے گا دوسرا عیسیٰ کے ساتھ ہوگا۔

اس حدیث میں دو جماعتوں کا ذکر آیا ہے ایک وہ ہند میں لڑے گی دوسری وہ جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوگی پہلی ہند کی جماعت کس کی ہوگی اس کی صراحت نہیں ہے دوسری جماعت مامور من اللہ عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ پہلی جماعت جو دوزخ سے محفوظ رہنے والی ہے غیر مامور من اللہ کی کیسی ہو سکتی ہے؟ اس لئے ثابت ہوا کہ پہلی جماعت ضرور مہدی علیہ السلام کی جماعت ہے کیونکہ دوزخ سے بچنا ہلاکت سے بچنا ہے اور مہدی علیہ السلام کا دافع ہلاکت امت محمدیہ ؐ ہونا ایک ہی مفہوم رکھتا ہے جیسا کہ **کیف تھلک امۃ انا فی اولھا و عیسیٰ فی آخرھا والمھدی من اھل بیتی فی وسطھا** یعنے وہ

امت کیسے ہلاک ہوگی س کے اول میں ہوں اور عیسیٰ اس کے آخر میں اور مہدی میرے اہل بیت سے اس کے وسط میں ہیں) سے ظاہر ہے۔

اس حدیث میں ''تغزو الھند'' کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ ہند میں لڑنے والی جماعت مہدی علیہ السلام ہی کی جماعت ہے جو مظفر والی گجرات سے مقابلہ کی ہے جس کے سردار صحابی امامنا علیہ السلام حضرت سیدنا سید خوندمیر رضی اللہ عنہ تھے جیسا کہ اس کے پہلے ''فسوف یاتی اللہ بقوم'' کی تفسیر اور اسی آیت میں صفات قوم کے تحت اس کا ذکر آچکا ہے۔

حدیث کوعہ سے کاہہ کا مقام مراد ہے:۔ رسالہ ''البرھان فی علامات المھدی'' میں ایک حدیث آئی ہے جو ابوبکر بن المقری سے مروی ہے یہ حدیث مرسل کی حیثیت رکھتی ہے جو قابل حجت نہیں ہے لیکن امام علیہ السلام پر صادق آنے سے قابل حجت ہو جاتی ہے۔

اخرج ابو نعیم عن ابی بکر المقری یخرج المھدی من قریة یقال لھا الکوعة

ترجمہ: ابونعیم نے ابوبکر مقری سے تخریج کی ہے کہ مہدی ایسے قریہ یا گاؤں سے نکلیں گے جس کو ''کوعہ'' کہا جاتا ہے۔

لفظ ''الکوعۃ'' لغات میں نہیں ملتا۔ قیاس یہ چاہتا ہے کہ یہ ''کاہہ'' میں دو ہائے ہوز ہیں ان کو مشدد نہیں کیا گیا بلکہ ہائے اول کو قریب المخرج حرف عین سے بدل دیا گیا تاکہ ثقالت نہ پیدا ہو ''کوعہ'' ہو گیا۔ ایک زبان کا لفظ دسری زبان میں قدرے فرق کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے ''کاہہ'' کا ''کوعہ'' ہونا بعید از امکان نہیں۔

امامنا علیہ السلام کی ہجرت کے مقامات میں ''کاہہ'' کا مقام بھی آیا ہے اس لحاظ سے حدیث ''کوعہ'' بھی آپ پر صادق آتی ہے۔

حارث حراث سے مراد کیا ہے:۔ ایک اور حدیث مرفوع کے الفاظ حسب ذیل ہیں جو ابوداؤد میں آئی ہے۔ عن علی قال قال رسول اللہ صلعم یخرج رجل من وراء النھر یقال له الحارث حراث علی مقدمته رجل یقال له منصور یوطن اویمکن لال محمد کما مکنت قریش الرسول اللہ صلعم و جب علی کل مومن نصرہ اوقال اجابته

ترجمہ:۔حضرت علی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ایک شخص ان شہروں سے جو نہر کے پیچھے ہیں ظاہر ہوگا۔اس کا نام حارث حراث ہوگا اس کی فوج کے اگلے حصہ پر ایک شخص ہوگا جس کا نام منصور ہوگا۔یہ حارث محمدؐ کی اولاد کو جگہ یا ٹھکانا دے گا جس طرح قریش نے محمدؐ کو ٹھکانا دیا تھا۔ہر مسلمان پر اس شخص کی مدد یا قبولت واجب ہے۔

اس حدیث کو پیش کر کے لوگ پوچھتے ہیں کہ امامنا علیہ السلام کا نام حارث حراث کہاں تھا۔ آپکے پاس فوج کہاں تھی جس کے اگلے حصہ پر منصور نامی کوئی شخص موجود ہو اور آپ کونسی نہر کے پیچھے نکلے

اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث احادیث مہدیؑ میں شامل کر دی گئی ہے حالانکہ اس کو مہدیؑ سے کوئی تعلق نہیں اکثر احادیث سے جو تواتر کی حد کو پہنچ گئی ہیں آپ کا نام رسول اللہ کے نام اور آپ کے باپ کا نام رسول اللہؐ کے باپ کے نام کے موافق ہونا ثابت ہوتا ہے۔کسی اور حدیث صحیح میں آپ کا نام حارث حراث ہونا نہیں بتایا گیا اور نہ اہل بیت میں کسی کا نام حارث حراث تھا۔اور اسی طرح نہ آپ کی فوج کا ذکر ہے نہ فوجی سردار کا نام منصور بتایا گیا ہے۔نہر کا لفظ بھی عام ہے۔جس سے کسی خاص نہر کا پتہ نہیں چلتا۔اس میں صفات مہدی بھی بیان نہیں کئے گئے ہیں تاکہ مہدیؑ سے اس حدیث کا تعلق ثابت ہو۔

بہر حال یہ حدیث کسی ایسے شخص کی پیشین گوئی ظاہر کرتی ہے جس کا نام حارث حراث اور فوج کے سردار کا نام منصور ہو۔اس حدیث کو علامات امامنا علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں اس لئے ہمارے موضوع بحث سے غیر متعلق ہے۔

اس سے قطع نظر اگر غائر نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ حدیث بھی امامنا علیہ السلام پر صادق آسکتی ہے۔کیونکہ لغت میں حارث کے معنی کاشتکار کے علاوہ شیر کے بھی آئے ہیں۔امامنا علیہ السلام کو علمائے جونپور نے بالاتفاق ''اسد العلماء'' تسلیم کیا تھا اس صورت میں علما بمنزلہ شیروں کے ہیں تو آپ شیروں کے شیر ہوئے لہذا حارث حراث کے الفاظ بھی آپ پر صادق آسکتے ہیں۔اور ''مقدمہ'' سے مراد امامناؑ کی جماعت کا ایک حصہ ہوسکتا ہے جس کے سردار حضرت شاہ خوندمیرؓ تھے۔آپ مظفر والی گجرات کے مقابلہ میں منصور و کامیاب ثابت ہوئے ہیں ''وراء نہر'' کے لفظی معنی نہر کی جانب کے بھی آئے ہیں (ہکذافی الغیاث) اگر نہر سے مراد دریائے جیحون لیا جائے جو شہر وراء النہر کا دریا ہے تو یہ بھی صحیح ہے کیونکہ امامنا علیہ السلام ٹھٹھ، کاہہ، قندھار سے ہجرت کرتے ہوئے فراہ پہنچے ہیں۔اور علاقہ جات مذکور

دریائے جیحون کے جنوب میں واقع ہیں۔اس لئے ہر مسلمان پر آپ کی مدد و قبولیت جس سے مراد تصدیق ہے واجب ثابت ہوتی ہے۔

حدیث ''کریمہ'' سے امامؑ کے شہر جونپور میں پیدا ہونے کا ثبوت:۔ حضرت ثوبانؓ کی دو حدیثوں سے امامنا علیہ السلام کا ہند میں پیدا ہونا ثابت ہو چکا لیکن اب غور طلب امر یہ بھی ہے کہ ہندوستان کے اتنے بڑے رقبہ میں جہاں بے شمار شہر ہیں آپ کہاں پیدا ہوں گے۔امامنا علیہ السلام کے شہر جونپور میں پیدا ہونے کا ذکر احادیث میں نہیں مل سکتا کیونکہ رسول اللہ صلعم کی حیات طیبہ میں شہر جونپور کا وجود ہی نہ تھا تخمیناً ساڑھے سات سو سال بعد یہ شہر وجود میں آیا ہے۔اس کو فیروز تغلق بادشاہ دہلی نے جو محمد تغلق کا بھتیجا جانشین تھا محمد تغلق کی یادگار میں آباد کیا جس کا اصل نام جونا خان تھا۔یہ واقعہ ۷۵۲ھ کا ہے۔البتہ شہر جونپور جس مقام پر آباد ہوا ہے وہاں ایک چھوٹا سا قریہ یا گاؤں تھا جس کا قدیم نام ''کریمتھ'' تھا اس کا ہندی رسم الخط یہ किरीमथ ہے بھارت کا پراچین اتہاس، جو ہندی زبان کی تاریخ ہند ہے اس سے ثابت ہے کہ گرودھرونا چاریہ کے نسبتی بھائی کری پاچاریہ جو پانڈوؤں کے لشکر کے سردار یا سپہ سالار تھے انہوں نے یہاں اپنے لشکر کا پڑاؤ ڈالا تھا جس کی وجہ سے اس مقام کا نام ''کریمتھ'' مشہور ہو گیا۔جغرافیائی نقشہ کے ذریعہ ''کریمتھ'' کا محل وقوع ٹھیک وہی ظاہر ہوا جہاں اب جونپور آباد ہے۔یہ تاریخ مجھے میرے ایک ہندو دوست مسٹر پرہلاد شرما ساکن فلک نما نے دکھلائی اور اپنے قلم سے عبارت نوٹ کر کے دی۔اتفاق سے جناب حیات خان صاحب معلم ورزش جسمانی مدرسہ عالیہ حیدرآباد (آندھراپردیش) حال وظیفہ یاب بھی میرے ساتھ تھے۔شرما صاحب کے باپ مسٹر گنگا دین صوبیدار جناب موصوف کے دوست نکلے گھر کا پتہ لگانے اور نوٹ حاصل کرنے میں موصوف سے بڑی مدد ملی جس کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

کتاب مذکور کے صفحہ (۹۳) پر جو عبارت لکھی ہوئی ہے حسب ذیل ہے۔

भारत का प्राचीन इतिहास श्री कृपाचार्य जी अपनी सैन्य सहित कृमिथ नगर में ठहरे। कृमिथ वासियों ने आपका साथ देने का विचार प्रकट किया। परन्तु पाण्डवों के प्रति श्रध्दा सब के मन में थी।

ترجمہ: شری کری یا چاریہ نے معہ اپنے لشکر کے شہر کریمتھ میں مقام کیا۔ کریمتھ کے رہنے والوں نے ان کا ساتھ دینے کا خیال ظاہر کیا لیکن پانڈوؤں کے لئے سب کے قلوب پُر از عقیدت تھے۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ کری یا چاریہ ''کریمتھ'' کی آبادکاری کے بعد یہیں سکونت چاہتے تھے اور وہاں کے لوگ بھی ان کا ساتھ دے رہے تھے مگر وہ اس مقام پر قیام نہ کر سکے کیونکہ پانڈوؤں کے جذبہ محبت نے ان کو ہستنا پور دہلی کے قریب واپس جانے پر مجبور کیا۔

اب ہم احادیث میں ''کریمتھ'' کے نام کی تلاش کرتے ہیں تو کتاب ''العرف الوردی فی اخبار المہدی'' مولفہ جلال الدین سیوطی میں جو کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد (آندھرا پردیش) کی قلمی فہرست میں (۳۱۹) پر شریک ہے ایک حدیث ملتی ہے جس کے الفاظ ہیں۔

قال ابو نعیم و ابوبکر بن المقری فی معجم عن ابن عمر قال النبی صلعم یخرج المهدی من قریة یقال لها کریمة

ترجمہ: ابونعیم کہتے ہیں اور ابوبکر بن المقری اپنی کتاب معجم میں لکھتے ہیں۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مہدی ایسے قریہ یا گاؤں سے نکلیں گے جس کو ''کریمہ'' کہا جاتا ہے۔

اس حدیث میں صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ مہدی علیہ السلام ''کریمۃ'' میں پیدا ہوں گے اور ''کریمۃ'' کا محل وقوع اور جونپور کا محل وقوع بلحاظ نقشہ جغرافیہ ایک ہے اس لئے یہ حدیث امامنا علیہ السلام پر صادق ہے آمنا وصدقنا۔

حدیث حذیفہ سے ۹۰۱ھ میں امامنا کے دعوے موکد کا ثبوت:۔ اب ایک اور حدیث سے جو حذیفہؓ سے مروی ہے ثابت ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام کا ۹۰۱ھ پر دعویٰ موکد مہدیت فرمانا بھی قطعی ویقینی ہے۔ حدیث مذکور کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

عن حذیفة ؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم تکون النبوة فیکم ماشا الله ان تکون ثم یرفعما الله تعالیٰ ثم تکون خلافة علیٰ منهاج النبوة ماشاء الله ان تکون ثم یرفعها الله تعالیٰ ثم تکون ملکا عاضا فتکون ماشاء الله ان تکون ثم یرفعها الله تعالیٰ ثم تکون ملکاجبریة فیکون ماشاء الله ان یکون ثم یرفعها الله تعالیٰ ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة ثم سکت رواه احمد و البیهقی فی دلایل النبوه

ترجمہ: حذیفہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے تم میں نبوت رہے گی پھر اللہ تعالیٰ اس کو اٹھادے گا پھر جب تک اللہ چاہے خلافت نبوت کے اصول پر رہے گی پھر اللہ تعالیٰ اس کو بھی اٹھادے گا پھر اللہ تعالیٰ جب تک چاہے کاٹ کھانے والی بادشاہت رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو بھی اٹھادے گا پھر جب تک اللہ تعالیٰ چاہے جبری بادشاہت رہے گی پھر اس کو بھی اللہ تعالیٰ اٹھادے گا پھر خلافت نبوت کے اصول پر رہے گی۔ اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے اس کو احمد نے اور بیہقی نے دلایل النبوۃ میں بیان کیا ہے۔

اس حدیث میں حسب ذیل باتیں غور کے قابل ہیں۔

(۱) رسول اللہ صلعم کی نبوت کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ یعنے وہ خلافت جو نبوت کے اصول پر ہوگی۔

(۲) خلافت علی منہاج النبوۃ کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت

(۳) کاٹ کھانے والی بادشاہت کے بعد جبر وتشدد کی بادشاہت

(۴) جبر وتشدد کی بادشاہت کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ یعنے وہ خلافت جو نبوت کے اصول پر ہوگی ہر ایک کی تفصیل ناظرین کی دلچسپی کے لئے لکھدی جاتی ہے۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ سے مراد خلافت راشدہ ہے اور اس خلافت کے خلفاء جملہ پانچ ہیں۔ پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کی مدت خلافت ۲ سال ۶ ماہ ۴ یوم رہی۔ دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جن کی مدت خلافت ۱۰ سال ۶ ماہ ۴ یوم ہے۔ تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں جن کی مدت خلافت ۱۱ سال ۱۱ ماہ ۱۳ یوم ہے چوتھے خلیفہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں جن کی مدت خلافت ۴ سال ۹ ماہ ۸ یوم ہے۔ پانچویں خلیفہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ جن کی مدت خلافت چھ ماہ سے کم ہے۔ آپ نے حالات حاضرہ سے مجبور ہو کر خلافت سے دست برداری اختیار کی اور ایک عہدنامہ کی رو سے خلافت حضرت معاویہ کے حوالہ کردی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ تک سب خلفائے راشدین کہلاتے ہیں (کحل الجواہر جلد دوم)

(۲) خلفائے راشدین کی خلافت کے بعد جو علیٰ منہاج النبوۃ تھی کاٹ کھانے والی بادشاہت سے مراد بنو امیہ کی حکومت ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہوا ہے "الخلا فة بعدی ثلاثون سنة ثم

بعدہ ملکا عضوضاً ''یعنے خلافت راشدہ میرے بعد تیس سال رہے گی پھر اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی اسی بادشاہت کی طرف ''ملکا عاضا'' کے الفاظ اشارہ کرر ہے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بنی امیہ کی حکومت میں جتنے بادشاہ گزرے ہیں ان میں قابل ذکر یہ ہیں۔ پہلے بادشاہ حضرت معاویہ ہیں، دوسرا بادشاہ یزید بن معاویہ، تیسرا معاویہ بن یزید، چوتھا مروان حکم پھر علی التسلسل عبدالملک، ولید، سلیمان ،عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک، ہشام وغیرہ ہیں۔آخری بادشاہ مروان حمار ہے ان سب کے منجملہ حضرت معاویہ اور عمر بن عبدالعزیز خلیفہ کے نام سے موسوم ہیں باقی بادشاہ یا امراء ہیں

تاریخ گواہ ہے کہ بنو امیہ کے دور حکومت میں خود حضرت معاویہ کی زندگی میں یزید نے حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کو زہر دلوادیا اور یزید کے زمانہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ مع اقربا شہید ہوئے یزید نے امویوں کی ایک فوج بھیج کر جو مسلم بن عقبہ کی ماتحتی میں تھی اہل مدینہ پر حملہ کرایا اس لڑائی میں بڑے بڑے اصحاب شہید ہوگئے۔عبدالملک کے زمانہ میں محمد بن حنیفہ اور عبداللہ بن زبیر شہید ہوگئے۔ ہشام نے حضرت زید بن حسنؓ کو سرِ دربار شہید کیا پھر نعش سولی پر لگائی پھر جلا کر راکھ دریائے فرات پر پھنکوادی۔حضرت زید کے فرزند یحییٰ کا قتل ہوا۔بہر حال اس حکومت کو حسب فرمان نبوی ''ملکا عضوضا'' یا ملکا عاضا'' یعنے کاٹ کھانے والی حکومت کہنا بالکل مناسب ہے۔

(۳) کاٹ کھانے والی حکومت کے بعد جبری ملک کا ذکر آیا ہے۔ چونکہ بنوامیہ کے بعد سوائے بنی عباس کی حکومت کے کوئی اور حکومت نہیں ہے اس لئے اس سے مراد خلافت عباسیہ ہے جس کا پہلا خلیفہ ابوعبداللہ سفاح، دوسرا ابوجعفر منصور، تیسرا مہدی عباسی، چوتھا ہارون رشید پھر اس کے دو بیٹے امین و مامون پھر علی التسلسل معتصم۔ واثق متوکل وغیرہ ہیں جن کی جملہ تعداد (۳۷) ہوتی ہے آخری خلیفہ مستعصم باللہ تھا جس کو ہلاکو خان نے ہلاک کر کے خلافت عباسیہ کا خاتمہ کر ڈالا۔اس خلافت کو جبر و تشدد کی بادشاہت کہنے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ اس حکومت میں بانی خلافت عباسیہ ابوعبداللہ سفاح ایک ایسا خلیفہ گزرا ہے جس نے اپنے بڑے بھائی ابراہیم امام کے بے گناہ قتل کئے جانے پر انتقام کی سخت قسم کھائی تھی چنانچہ وہ خلیفہ بنتے ہی امویوں کا ہر فرد جہاں ملتا بے دردی کے ساتھ قتل کرتا تھا۔عبداللہ بن علی سفاح کے چچا نے تو معافی کا وعدہ دے کر بہت سے امویوں کو اکٹھا کیا اور سب کو بے دریغ قتل کر دیا۔ سفاح کے مظالم کی وجہ سے بنوامیہ اس کے ایسے دشمن ہوگئے کہ اس کا مدفن مخفی رکھا گیا تا کہ اموی قبر کھود کر

اس نعش کے ساتھ بدسلوکی نہ کریں۔

متوکل شرابخوار اور بدمست تھا۔ایک فرمان کی رو سے معتزلیوں کو عہدوں سے برطرف کر دیا۔ قاضی ابوداؤد معتزلی اور اسکا بیٹا قید میں ڈالے گئے۔ان کی جائیداد ضبط کی گئی۔اس نے غیر مسلموں کے ساتھ بھی تعصب سے کام لیا اس کو آل رسول سے سخت نفرت تھی۔حضرت حسین کا مزار زمین کے برابر کرکے پانی کی نہر بہادیا۔مزار کی جگہ زیارت کرنے والوں کو سخت سزا مقرر کی۔ابن زیات وزیر واثق کو صرف اتنے قصور پر قتل کر دیا کہ اس نے ایک دفعہ خلیفہ کی پوری تعظیم نہیں کی۔خود ابن زیات وہ شخص ہے جس نے لوگوں کو قتل کرنے کے لئے شکنجہ ایجاد کیا آخر میں وہ خود چاہ کن را چاہ درپیش کا مصداق بنا۔متوکل کو اس کے بیٹے منتصر نے سازشیوں کے ذریعہ قتل کرادیا جو اس کے مظالم کو ناپسند رکھتا تھا۔

خلافت عباسیہ کا ابتدائی زمانہ مہدی عباسی، ہارون رشید اور مامون تک نہایت اچھا گزرا۔باقی سب مطلق العنان خودرائے جو چاہتے تھے کر جاتے تھے۔مامون کے بعد معتصم نے سب سے بڑی غلطی یہ کی کہ اس نے ترکوں اور اجنبیوں کو فوج میں شریک کیا۔یہی ترک آگے چل کر تعداد میں بھی زیادہ ہو گئے اور ان کا اقتدار اتنا بڑھ گیا کہ خلفائے عباسیہ برائے نام کٹ پتلی کی طرح ان کے ہاتھوں میں آ گئے وہ جس کو چاہتے تھے خلافت سے ہٹا کر دوسرے کو خلیفہ بنادیتے تھے۔بادشاہان سلجوق کا زور بہت بڑھ گیا اور اتنے آزاد تھے کہ ان کے کئے ہوئے کاموں پر پوچھنے والا کوئی نہ تھا۔خلیفہ مستعصم کو جو عباسیہ کا آخری خلیفہ تھا جس کو ہلاکو خان نے ۶۵۶ھ میں ہلاک کرکے خلافت عباسیہ کا خاتمہ کر دیا اس کو اپنے روپے پیسے اور جواہرات پر ایسا گھمنڈ تھا کہ بادشاہان اطراف سے ملاقات تک نہیں کرتا تھا۔جیسا کہ اس سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیکر چلے جانے کا واقعہ لکھا جا چکا ہے۔

(۴) حدیث زیر بحث میں جبر وتشدد کی بادشاہت کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ کا ذکر آتا ہے لمعات کے مولف نے خلافت علی منہاج النبوت کے تحت یہ الفاظ لکھے ''**الظاهر ان المراد به زمن عیسیٰ والمهدی**'' یعنے خلافت علی منہاج النبوۃ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ ومہدی علیہم السلام کی خلافت ہے۔اس سے پہلے اجتماع حضرت عیسیٰ ومہدی کی بحث میں ثابت ہو چکا ہے کہ ہر دو کا اجتماع ناممکن ہے اور جبر وتشدد کی بادشاہت یعنے خلافت عباسیہ کے اختتام سے ابتک نزول عیسیٰ کا واقعہ بھی پیش نہیں آیا اس لئے خلافت علی منہاج النبوۃ سے مراد صرف مہدی علیہ السلام

کی خلافت ہوسکتی ہے لاغیر۔

قبل ازیں آیت فسوف یاتی اللہ بقوم اورحدیث ثوبان میں ولو حبواً علیٰ الثلج سے ثابت ہو چکا ہے کہ امامنا علیہ السلام خلافت عباسیہ کے اختتام سے جو ۶۵۶ھ میں ہوا (۱۹۱) سال کے بعد ۸۴۷ء میں پیدا ہوئے ہیں اس لئے حدیث حذیفہ بھی امام علیہ السلام پر صادق ہے اور آپ اس کے بالکلیہ مصداق ہے۔

''تاریخ اسلام امیر علی'' سے ظاہر ہوتا ہے کہ امویہ خاندان کے جو افراد سفاح کی کینہ کش تلوار سے بچ رہے ان میں ہشام کا پوتا عبدالرحمٰن بھی تھا جو مراکش آیا پھر ہسپانیہ پہنچا۔ بمقام سارہ حاکم ہسپانیہ سے جنگ کر کے اس کو شکست دے دی اور خود فرمان روائے ہسپانیہ بن بیٹھا۔ سب لوگ اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ اس کے سلسلہ میں عبدالرحمٰن دوم، سوم و چہارم کئی فرماں روا ہوئے ابوالحسن ان کا آخری تاجدار ہے جو سلطنت سے دست بردار ہو گیا۔ ابوالحسن کے بعد کچھ لوگ حکومت کرتے رہے۔

۳/ جنوری ۱۴۹۲ء کو غرناطہ اہل کیسٹل کے حوالہ کیا گیا بڑی نامبارک تھی وہ گھڑی جس میں غرناطہ پر ہلال کی جگہ صلیب کا پرچم لہرانے لگا اس سے جزیرہ نمائے ہسپانیہ اور پرتگال کی ترقی وتہذیب کا مہتاب ہمیشہ کے لئے چاہ گمنامی میں ڈوب گیا یہ واقعہ ۱۴۹۲ء مطابق ۸۹۷ء کا ہے۔

ہشام کے پوتے عبدالرحمٰن اور اس کے جانشین سب کے سب بنوامیہ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ہسپانیہ میں ابتداء بلکہ ایک عرصہ تک خطبہ میں خلفائے عباسیہ کا نام لیا جاتا تھا اس لئے اسپین کی حکومت کو ''ملکاً عاضاً'' کا ضمیمہ سمجھنا چاہئے یا ملکاً جبریۃً کا اس کا سقوط ۸۹۷ھ میں ہو گیا اس کے تین سال کے بعد ۹۰۱ھ میں امامنا علیہ السلام نے مکہ معظمہ میں رکن اور مقام کے درمیان بموجب حدیث حذیفہ خلافت الٰہیہ کا پہلا دعوی موکد فرمایا۔ اس طرح بھی حدیث حذیفہ آپ پر صادق اور آپ اسکے مصداق ہیں۔

مخفی مباد کہ ابتدائے حدیث میں خلافت علی منہاج النبوۃ کا جو ذکر آیا ہے اس سے مراد خلافت راشدہ ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ ملکاً عاضاً و ملکاً جبریۃً کے بعد جس خلافت علی منہاج النبوۃ کا ذکر آیا ہے۔ اس سے مراد خلافت راشدہ اصحاب رسول اللہ نہیں بلکہ خلافت الٰہیہ مراد ہے کیونکہ مہدی علیہ السلام بموجب حدیث ثوبانؓ وابن ؓعمر خلیفۃ اللہ ثابت ہو چکے ہیں۔

حضرت علیؓ کے قصیدہ کی بحث:۔ اب یہاں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وہ قصیدہ بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا جس میں مہدی علیہ السلام کے زمانہ بعثت کی پیشین گوئی کی گئی ہے اور وہ حدیث حذیفہؓ کی لفظ بلفظ تائید کرتی ہے۔

(۱) بنی اذا ماجاشت الرّدی فانتظر ولا یة مهدی یقوم فیعدل

ترجمہ: اے میرے بچو جب ترک حملہ کے لئے جوش میں آ جائیں تو مہدیؑ کی ولایت کا انتظار کرو وہ قائم ہو کر عدل یعنے ہدایت کریں گے۔

اس شعر میں ترک سے مراد ہلاکو اور اس کی فوج ہے جس کا ذکر حدیث ثوبانؓ کے تحت زوال بغداد اور آخری خلیفہ عباسیہ مستعصم کے قتل کی تفصیلات کے ساتھ بیان کیا گیا۔ ولایت مہدی سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپ نبی نہیں بلکہ خاتم الاولیا ہوں گے۔ کیونکہ حدیث ''' لا نبی بعدی '' یعنے میرے بعد کوئی نبی نہیں اور آیت ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبین (الاحزاب ۴۰) (یعنے محمدؐ کسی کے باپ نہیں تھے لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں) سے ثابت ہے کہ نبوت ختم ہوگئی عدل سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپ بموجب حدیث ''یملاء الارض قسطاً وعدلا'' زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ عدل وانصاف ہدایت وایمان کا استعارہ ہے۔

(۲) و ذل ملوک الارض من آل هاشم و بویع منهم من یلذ و یهزل

(۳) صبی من الصبیان لارای عنده ولا عنده جدولا هو یعقل

ترجمہ: (اس وقت) آل ہاشم کے (ظالم) بادشاہ ذلیل ہو جائیں گے اور ان میں سے کسی ایسے شخص سے جو لذت اور ہزل میں مبتلا ہوگا بیعت کی جائے گی یعنے وہ ایک لڑکا ہوگا نہ کوئی اس کی رائے ہوگی اور نہ عقل۔

آل ہاشم کے ذلیل بادشاہ سے مراد آخری دور کے خلفائے عباسیہ ہیں جو اپنے جاہ وجلال کے آگے کسی کو کچھ نہیں سمجھتے تھے بڑے مالدار اور محلوں میں عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے تھے جیسا کہ اس سے پہلے خلیفہ مستعصم کی مثال دی گئی ہے کہ چار سو خادم بارگاہ میں مشغول خدمت رہتے تھے کوئی بادشاہ بھی اس تک رسائی نہیں کر سکتا تھا۔ ایک پتھر مانند حجر اسود رکھ چھوڑا تھا جس پر اطلس سیاہ بمنزلہ آستین پڑا رہتا تھا ۔ اطراف سے جو بادشاہ آتا تھا اس اطلس کو بوسہ دیتا اور چلا جاتا تھا۔

مستعصم کے تمول کا یہ حال تھا کہ خلیفہ ناصر الدین اللہ کا انتقال ہوا تو اس کے دو حوض اشرفیوں سے بھرے چھوڑے اس کا پوتا مستنصر باللہ ایک دن ایک خادم محرم راز کے ساتھ اس حوض کے پاس گیا اور کہا میں اتنی زندگی چاہتا ہوں کہ یہ اشرفیاں خرچ کر ڈالوں خادم ہنس پڑا مستنصر کو غصہ آ گیا اور سبب پوچھا خادم نے کہا میں ایک دن تمہارے دادا کے ساتھ ان حوضوں کے پاس آیا تھا اس وقت ایک حوض بھرا تھا دوسرا خالی تھا کہا کہ میں اتنی زندگی چاہتا ہوں کہ دوسرا حوض بھرلوں مجھے ان دو مختلف تمناؤں پر ہنسی آ گئی مستنصر نے وہ مال مصرف خیر میں خرچ کیا اور مدرسہ مستنصریہ اسی کی یادگار ہے۔ مستعصم نے ان حوضوں کو اپنے بخل کی وجہ سے پھر بھرلیا جس کو ہلاکو خان نے غارت کیا (تاریخ وصاف)

بحرحال آخری دور کے خلفا فی الحقیقت ظالم وسفاک تھے مثال کے طور پر خلیفہ متوکل وغیرہ کے حالات قابل ملاحظہ ہیں۔ جو حدیث حذیفہؓ کے تحت بیان کئے گئے ہیں اوران کے ذلیل ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ ترکوں کے ہاتھوں کٹ پتلی بنے ہوئے تھے اور یہی ترک جس کو چاہتے تھے خلیفہ بناتے جس کو چاہتے خلافت سے محروم کردیتے تھے کیا یہ ذلت نہیں ہے۔

حضرت ولایت مآب علی رضی اللہ عنہ نے **ذل ملوک الظلم من آل الھاشم** سے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے یعنے آل ہاشم کے بادشاہ ذلیل ہوں گے جن میں مستعصم باللہ آخری خلیفہ عباسیہ بھی شامل ہے اس کی ذلت کا واقعہ بھی قبل ازیں بیان کردیا گیا ہے۔

''وبویع منھم'' کا مطلب یہ ہے کہ جب آل ہاشم کے ظالم بادشاہ ختم ہو جائیں گے تو انہیں آل ہاشم سے خلافت کو زندہ کرنے کے لئے جس شخص سے بیعت کی جائے گی وہ ایک بچہ ہوگا جس کی رائے ہوگی اور نہ عقل۔

تاریخ اسلام امیر علی میں لکھا ہے کہ جب ہلاکو نے مستعصم کو قتل اور بغداد کو برباد کر دیا تو دریائے فرات کو عبور کر کے الجزیرہ پہنچا۔ روحہ حران وغیرہ کے باشندوں کو تہ تیغ کیا فلسطین میں بمقام عین جالوت سلطان ببرس نے جو بعد میں مصر کا بادشاہ بنا ہلاکو کا مقابلہ کیا اور اس کو شکست فاش دی۔ اس کے بعد ببرس نے خلافت کو پھر زندہ کرنا چاہا بنو العباس کے ایک بچے ہوئے شہزادہ احمد ابو القاسم کو قاہرہ میں بلایا جب قاضی القضاۃ نے اس شہزادہ کے حسب ونسب کی خوب تصدیق کرلی تو اس کو مستقر باللہ کا خطاب دیکر خلیفہ بنایا گیا۔ پہلا شخص جس نے حلف اطاعت اٹھایا خود سلطان ببرس تھا پھر قاضی القضاۃ تاج الدین اس

کے بعد اراکین سلطنت نے حلف اطاعت اٹھایا۔

تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی میں مستنصر باللہ احمد کے بیان میں لکھا ہے

ثم اثبت نسبه علیٰ یدالقاضی تاج الدین ثم بویع بالخلافة فاول من بایعه السلطان ثم قاضی القضاة تاج الدین ثم الشیخ عزیز الدین بن عبدالسلام ثم الکبار علیٰ مراتبهم

ترجمہ: (پھر اس شہزادہ کا) نسب قاضی القضاۃ تاج الدین کے ذریعہ ثابت کیا گیا پھر خلافت کی بیعت کی گئی پہلا شخص جس نے بیعت کی وہ سلطان تھا پھر قاضی القضاۃ تاج الدین پھر شیخ عزیز الدین بن عبدالسلام اس کے بعد بڑے بڑے لوگ حسب مراتب بیعت کئے۔

اور یہ خلیفہ ٦ ماہ سے کم مدت میں ہی معزول ہوگیا۔ تاریخ الخلفا سیوطی میں لکھا ہے" فکانت خلافته دونه ستة اشهر "یعنے اس کی مدت خلافت چھ ماہ سے کم تھی۔

(۴) فثم یقوم قائم الحق منکم و بالحق یاتیکم و بالحق یعمل

(۵) سمی رسول الله نفسی فداءہ فلا تخذلوہ یابنی و عجلوا

ترجمہ: اس وقت حق کا قائم کرنے والا تم میں سے قائم ہوگا تمہارے پاس حق بات لائے گا اور خود بھی حق پر عمل کرے گا۔

وہ رسول اللہ صلعم کا ہمنام ہوگا میری جان اس پر فدا ہوا ے میرے بچو تم اس کو نہ چھوڑو اور بیعت کے لئے جلدی کرو۔

اس تقریر سے ظاہر ہے کہ جناب ولایت مآب حضرت علی نے مہدیؑ کے قائم بالحق اور عامل بالحق اور ہمنام رسول اللہ ہونے کو صاف صاف بتادیا ہے اور پہلے شعر میں یہ بھی صراحت کردی گئی ہے کہ ترکوں کے حملے کے بعد جو ٦٥٦ھ میں ہوا امام مہدی کے ظہور کا انتظار کرو۔

سیدنا حضرت علیؓ کی یہ پیشین گوئی حدیث ثوبانؓ کی لفظ بلفظ تائید کرتی ہے اور امامنا علیہ السلام پر پوری پوری صادق ہے اور اور آپ اس کے مصداق ہیں۔

حدیث عمار بن یاسر کی بحث: کتاب الفتن مولفہ نعیم بن حماد میں جو عمار بن یاسر کا قول نمبر (۹۳۸) پر نقل کیا گیا ہے وہ یہاں بیان کیا جاتا ہے جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی کی بالکلیہ

تائید ہوتی ہے۔

عن عمار بن یاسر رضی الله عنه قال علامة المهدی اذا انساب علیکم الترک و مات خلیفتکم الذی یجمع المال و یستخلف بعده ضعیف فنجلع بعد سینن من بیعته وفحیسف الغربی مسجد دمشق و خروج ثلاثه نفر بالشام و خروج اهل المغرب انی مصر و تلک امارة السفیانی .

ترجمہ: عمار بن یاسرؓ کہتے ہیں کہ مہدی کی علامت یعنے (آپ کا ظہور اس وقت ہوگا) جب کہ تم مسلمانوں پر ترکوں کا حملہ ہوگا اور تمہارا خلیفہ جو مال جمع کرے گا مر جائے گا اور اس کے بعد ایک کمزور شخص خلیفہ بنایا جائے گا وہ اپنی بیعت سے دو سال بعد معزول ہوگا۔ مسجد دمشق کے مغربی حصہ میں خسف یعنے زمین کا دھنسا ہوگا اور تین آدمی شام کے ملک میں خروج کریں گے اور مغرب والے مصر کی طرف خروج کریں گے یہ سفیانی کی علامات ہیں۔

''انساب'' ''انسباب'' سے مشتق ہے جس کے معنی ''شباب رفتن یا روبرگشتن'' کے ہیں یہاں حملہ کرنا مراد ہے اس قول میں پانچ باتیں بتائی گئی ہیں۔(۱) ترکوں کا حملہ (۲) مال جمع کرنے والے خلیفہ کا مر جانا (۳) خلیفہ مذکور کے بعد ایک اور ضعیف آدمی کا خلیفہ بننا اور دو سال کے بعد معزول ہو جانا (۴) مسجد دمشق کے مغرب میں خسف یعنے زمین کا دھنسا (۵) شام میں تین آدمیوں کا اور مغرب والوں کا مصر کی طرف خروج یہ آخری دو باتیں سفیانی کی علامت سے ہونا۔

(۱) ترکوں کا حملہ کرنا (۲) مال جمع کرنے والے خلیفہ کا مرنا جیسا کہ مستعصم کی نسبت ثابت ہو چکا ہے کہ اس نے مستنصر کے تین خالی شدہ حوضوں کو اشرفیوں سے بھر لیا اور ترکوں کے حملے کے وقت وہ سب غارت ہو گئے۔ اور ہلاکو خاں نے خود مستعصم کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد ایک ضعیف شخص کا خلیفہ بننا جیسا کہ احمد المستنصر کا ذکر آ چکا ہے یہ تینوں باتیں حضرت علیؑ کے اشعار سے بالکل موافق ہیں۔

تاریخ الخلفاء سیوطی میں ااحمد المستنصر کی مدت خلافت چھ ماہ سے کم بتائی گئی ہے لیکن عمار بن یاسر کی پیشین گوئی میں دو سال کی مدت بتائی گئی ہے باقی باتیں جن کا تعلق سفیانی کی حکومت سے ہے اس کا ظہور نہیں ہوا۔ اس پر مزید بحث کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ سفیانی کا وجود کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اور سفیانی کا ظہور مخترعات شیعہ سے ہے جیسا کہ کلینی وغیرہ سے ثابت ہے۔

مدت خلافت مہدی کی بحث: اگر اس موقع پر ان احادیث سے بحث کی جائے جن میں مہدی علیہ السلام کی مدت کا تعین ہوا ہے تو ظاہر ہوگا کہ یہ احادیث بھی امامنا علیہ السلام کے سن وفات پر پوری پوری صادق آتی ہیں۔

عن ابی سعید الخدری قال خشینا ان یکون بعد نبینا حدث فسالنا النبی صلعم قال ان فی امتی المھدی یخرج ویعیش خمسا اوسبعا اوتسعا

ترجمہ: ابوسعید خدری سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم کو اس بات کا ڈر تھا کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی حدث ہوگا اس لئے ہم نے رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ مہدی میری امت سے نکلیں گے اور وہ پانچ سال یا سات سال یا نو سال زندہ رہیں گے۔

اس حدیث میں پانچ یا سات یا نو سال کا جو ذکر آیا ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مہدی علیہ السلام اس قدر کم سن ہوں گے اس سے صرف زمانہ دعوت مہدیت مراد ہے ورنہ اس قدر کمسن لڑکا قیام دین اور امت محمدیہ کو ہلاکت سے بچانے کا کیسے ذمہ دار ہوگا۔

اس حدیث میں مدت دعوت جو پانچ یا سات یا نو سال بتائی گئی ہے وہ بھی امامنا علیہ السلام پر صادق ہے کیونکہ آپ کا سنہ وفات ۹۱۰ھ ہے آپ نے مکہ معظمہ میں ۹۰۱ھ میں مہدیت کا دعوی موکد فرمایا اسلئے دعوی کے بعد آپ کا نو سال زندہ رہنا ثابت ہے اس کے بعد آپ نے بہ مسجد تاج خان سالار ۹۰۳ھ ہجری میں دوبارہ دعویٰ موکد فرمایا اس سے دعوے کے بعد سات سال زندہ رہنا ثابت ہے تیسری دفعہ آپ نے بمقام بڑلی ۹۰۵ھ میں دعوی موکد فرمایا اس سے آپ کا دعویٰ کے بعد پانچ سال زندہ رہنا ثابت ہے۔

ایک اور حدیث میں صرف سات سال اور نو سال کا ذکر آیا ہے اس میں لفظ ''او'' بمعنی یا نہیں ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں تھا بلکہ اس میں الا کا لفظ آیا ہے۔

عن ابی سعیدالخدری ان النبی صلعم قال یکون فی امتی المھدی ان قصر فسبع والا فتسع

ترجمہ: ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا مہدی میری امت میں ہوں گے اگر کم ہو تو سات ورنہ نو سال مدت ہوگی۔

اس سے پہلے کی حدیث میں سات سال اور نو سال کی وضاحت کردی گئی ہے خلاصہ یہ کہ

دونوں حدیثیں مدت دعوت کے لحاظ سے امامنا علیہ السلام کی مدت دعوت موکد پر بالکلیہ صادق آتی ہیں اور دعوت کا احادیث مذکور سے مطابق ہونا بھی ایک معجز نما واقعہ ہے جو تائید غیبی اور خلافت الٰہیہ کا مظہر ہے جس سے امامنا علیہ السلام کے مہدی موعود ہونے کی صاف طور پر تصدیق ہوتی ہے۔

عقد انامل کی بحث جس سے امام علیہ السلام کا سنہ نو سو میں پیدا ہونا ثابت ہے:

۔ اسکے بعد وہ حدیث بھی دیکھ لی جائے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس سے امامنا علیہ السلام کے نو سال پر مبعوث ہونے کی شہادت ملتی ہے۔نعیم بن حماد نے محمد بن الحنیفہ سے روایت کی ہے (ماخوذ از کحل الجواہر جلد دوم)

قال کنا عند علی فساله رجل عن المهدی فقال هیهات ثم عقد بیده تسعاً فقال ذالک یخرج فی آخر الزمان

ترجمہ: محمد بن حنیفہؓ کہتے ہیں کہ ہم علیؓ کے پاس تھے ایک شخص مہدیؑ کے بارہ میں پوچھا فرمایا بہت دور ہے پھر آپ نے ہاتھ پر نو کا عقد کیا فرمایا وہ آخر زمانہ میں نکلیں گے۔

عقد انامل کی صورت یہ ہے کہ اس میں احاد، عشرات، مآت الوف یعنی اکائیاں، دہائیاں، سینکڑے، ہزاروں ایسے امتیاز کے ساتھ انگلیوں پر گنے جاتے ہیں کہ ایک کا احتمال دوسرے پر نہیں ہوسکتا لیکن وہ وجہ امتیاز جس سے ہر عدد علیحدہ علیحدہ سمجھا جاتا ہے وہ عقود یعنے اشارات ہیں جو سیدھے اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں مقررہ مقامات پر خاص ترکیب و وضع کے ساتھ رکھنے سے حاصل ہوتے ہیں مثلاً سیدھے ہاتھ کی انگلیاں "خنصر" "بنصر" "وسطیٰ" سے ایک سے نو تک اکائیاں بنتی ہیں۔سیدھے ہاتھ کی دو انگلیاں سبابہ اور ابہام سے عشرات یعنے دس سے نو تک دہائیاں برآمد ہوتی ہیں اس کے مقابل بائیں ہاتھ میں انہیں مقامات پر یہی اشارات بنانے سے بجائے عشرات واحاد کے الوف ومآت یعنے ایک ہزار سے نو ہزار اور ایک سو سے نو سو تک اعداد حاصل ہوتے ہیں چنانچہ غیاث اللغات میں لکھا ہے۔

باید دانست که آنچه دردست راست دلالت برعقدے از عقود احادکند ازیک تانه در دست چپ دلالت برہماں عقد از عقود الوف کنداز یکهزار تا نه ہزار ہمچنیں آنچه در دست راست دلالت برعقدے از نه گانه عشرات از ده تانود دردست چپ برہماں عقدے از عقود مآت

کند از یکصد تا نہ صد

ترجمہ: معلوم کر لینا چاہئے کہ سیدھے ہاتھ میں جو چیز ایک سے نو تک کے عقد پر دلالت کرتی ہے وہی بائیں ہاتھ پر ایک ہزار سے نو ہزار تک کے عقد پر دلالت کرتی ہے اور اسی طرح سیدھے ہاتھ میں جو چیز دس سے نود تک کے عقد پر دلالت کرتی ہے وہی بائیں میں ایک سو سے نوسو کے عقد پر دلالت کرتی ہے۔

اس تفصیل سے ظاہر ہو رہا ہے کہ نو کے عقد چار ہیں۔

(۹)، (۹۰)، (۹۰۰)، (۹۰۰۰) اور یہ اعداد سیدھے اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے مقامات بدلنے سے بدلتے جاتے ہیں۔

چونکہ روایت میں یہ صراحت نہیں ہے کہ جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے جس عقد انامل کا اشارہ فرمایا تھا وہ سیدھے یا بائیں ہاتھ کی کونسی انگلیوں سے ظاہر کیا تھا اس روایت میں یہ ابہام ہے کہ امام علیہ السلام کے ظہور کا نو یا نود سال میں اشارہ کیا گیا ہے یا نوسو یا نو ہزار سال ہیں؟ پس یہاں درایت سے کام لینے کی ضرورت ہے کہ ان چار احتمالات میں کونسی صورت قرین قیاس ہوسکتی ہے۔ پہلی دو صورتیں مراد لینا اس لئے صحیح نہیں ہے کہ خود روایت میں ''ہیہات'' یعنے بعد (دور ہے) کے الفاظ موجود ہیں اور نو یا نود سال اتنی قریب مدتیں ہیں کہ ان پر ''ہیہات'' کا لفظ صادق نہیں آتا اس کے علاوہ روایت میں ''یخرج فی آخرالزماں'' کے الفاظ بھی ہیں یعنے امام علیہ السلام کا ظہور آخر زمانہ میں ہونے کی صراحت موجود ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نو سال یا نود سال کی قلیل مدت پر آخر زمانہ کا اطلاق کس طرح درست نہیں۔ بر ینہم وہ مدت منقضی ہوگئی اور اس مدت میں امام علیہ السلام کا ظہور بھی نہیں ہوا۔ اس لئے یقیناً معلوم ہوگیا کہ حضرت امیر المومنینؓ نے جو اشارہ کیا تھا وہ نو اور نود کا عقد نہیں تھا۔ اب رہے نوسو اور نو ہزار کے احتمالات ان میں سے نو ہزار کے عدد کا احتمال بدرجہ یقین ساقط ہے کیونکہ وقت خبر کے بعد سے نو ہزار سال مراد ہوں یا سنہ نو ہزار ہجری یہ یہ دونوں احتمال بھی صحیح نہیں ہوسکتے کیونکہ احادیث میں دنیا کی مدت سات ہزار برس بتائی گئی ہے اس لئے وہ عقد انامل نو ہزار کا نہیں ہوسکتا صرف نوسو کا عقد باقی رہ گیا اس لئے نوسو پر ظہور مہدی کا یقین ہوسکتا ہے اور یہ بات بھی امامنا علیہ السلام پر بالکلیہ صادق آتی ہے کیونکہ آپ ۸۴۷ھ میں پیدا ہوئے چالیس سال عمر ۸۸۷ھ میں تبلیغ مہدیت کا کام شروع فرمایا اور مہدیت کا دعویٰ موکد اول مکہ معظمہ میں ۹۰۱ھ میں فرمایا۔ دوسرا دعویٰ ۹۰۳ھ میں بمقام مسجد تاج خان سالار اور تیسرا دعویٰ

۹۰۵ھ بمقام بڑلی فرمایا اور ۹۱۰ھ میں آپ کا وصال مبارک ہوا۔

امام علیہ السلام کی نسبت صاحبان کشف کی پیشین گوئیاں :۔ ولایت مآب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی طرح بعض صاحبان کشف نے مہدی علیہ السلام کی نسبت جو پیشین گوئیاں بیان کی ہیں ان میں سے چند یہاں لکھدی جاتی ہیں۔

(۱) عبدالحق محدث دہلوی نے لمعات شرح مشکوٰۃ کے باب قرب الساعہ میں شیخ جلال الدین سیوطی سے نقل کیا ہے کہ بعض علمائے وقت نے اس بات پر فتویٰ دیا ہے کہ دسوی صدی میں امام مہدی کا خروج ہوگا۔

(۲) قومی کتب میں تاریخ طبری کا ایک قول نقل کیا گیا ہے کہ امام مہدی ۹۰۵ھ میں خروج کریں گے۔ اسی طرح شاہ راجو قتال کا قول تحفۃ النصائح سے نقل کیا گیا ہے کہ مہدی دسویں صدی میں خروج کریں گے۔

استاذی ومولائی حضرت علامہ سید نصرت علیہ الرحمتہ نے کحل الجواہر میں بہجت التاریخ کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے کہ شکر اللہ بن شہاب الدین نے نویں صدی میں آل رسول قرۃ عین بتول محمد بن عبداللہ مہدی کا آنا لکھا ہے۔ نویں صدی آپ کی ولادت کی صدی ہے کیونکہ آپ ۸۴۷ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے تحریر فرمایا ہے کہ مہدی (خ ف ج) ہجری سے گزرنے کے بعد آئیں گے۔ ان حروف سے ان کے مسمیات مراد نہیں۔

(ھی الخا۔ الفا۔ الجیم) ۱۵+۶۳۲+۱۱۲+۸۴=۸۴۳

ان اعداد سے اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مہدی علیہ السلام (۸۴۳) کے بعد پیدا ہوں گے۔ امامنا علیہ السلام بلا شک ان اعداد کے بعد ۸۴۷ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔ اگر خ، ف، ج کے مسمیات مراد نہ لیں بلکہ بقاعدہ علم حروف عمل کیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ خ، ف، ج کے اعداد (۶۸۳) کو ۳/۴ سے ضرب دیں تو ۶۸۳×۴=۲۷۳۲÷۳=۹۱۰ خارج قسمت ہوں گے۔ یہی اعداد امامنا علیہ السلام کا سنہ وفات ہے۔

جب علمائے اسلام نے یہود و نصاریٰ کے اقوال کو رسول اللہ ﷺ کی بعثت میں واقعات کے مطابق ہونے کی وجہ سے حجت تسلیم کیا ہے تو مسلم و مومن اور صاحب کشف بزرگان دین کے اقوال جو امامنا کے حالات سے مطابق ہیں ضرور تسلیم کئے جاسکتے ہیں خلاصہ یہ کہ یہ تمام پیشین گوئیاں امامنا علیہ السلام پر بالکلیہ صادق آتی اور آپ ان کے مصداق ہیں اس لئے یقینی اور قطعی ہیں۔

بن سالار که قریب دروازہ جمال پور رست مردم راد عوت نمود۔

ترجمہ: اسی زمانے میں سید محمد جونپوری جودعویٰ مہدیت کئے تھے احمد آباد میں وارد ہوئے اور مسجد تاج خاں بن سالار میں جو جمال پور کے دروازہ کے قریب ہے لوگوں کو دعوت دی۔

شاہ عبدالعزیز تحفہ اثناعشریہ میں لکھتے ہیں۔

میر سید محمدؒ جونپوری ببانگ بلند ادعائے مہدویت نمو دہ ...... ہیچکس اور اقتل و سیاست نہ کرد۔:۔

ترجمہ: میر سید محمد جونپوری نے ہندوستان میں بلند آواز سے دعوی مہدیت کیا کسی نے ان کو قتل وسیاست نہیں کیا۔

اختتامیہ:۔ ہر مذہب کے ان پڑھ لوگ عموماً اپنے علما یا ذی علم طبقہ کے زیر اثر ہوا کرتے ہیں۔اس خیال کو قرآن شریف میں بیان کیا گیا ہے۔

و منهم امیون لا یعلمون الکتاب الا امانی و ان هم الا یظنون (البقرۃ۔۷۸)

ترجمہ: بعض ان میں امی ہیں جو اپنے خیالات باطل کے سوا کتاب (توریت) کو نہیں جانتے اور وہ بطور ظن خیالات باطل دوڑاتے رہتے ہیں۔

مفسرین اس آیت کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں میں جو لوگ امی محض اور معانی توریت سے ناواقف تھے وہ اپنے علما کے عقاید و احکام سن کر ان کو داخل اعتقاد کر لیتے تھے حالانکہ وہ توریت کے احکام نہیں بلکہ علما کے من گھڑت ہوتے تھے علما کا قول یہ تھا کہ یہود انبیا علیہم السلام کی اولاد سے ہیں انبیا علیہم السلام خدا کے پاس ان کے گناہوں کی شفاعت کر کے انہیں مستحق جنت قرار دیں گے۔

دخول جنت کی نسبت یہود کے ساتھ نصاری بھی متحد القول تھے چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان کے قول کی نقل کرتا ہے۔

قالوا لن یدخل الجنة الا من کان هوداً او نصاری تلک امانیهم قل هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین (البقرۃ۔۱۱۱)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ یہود اور نصاریٰ کے سوا کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا یہ ان کی جھوٹی آرزوئیں ہیں اے محمد تم ان سے کہدو کہ اگر تم سچے ہو تو دلیل (توریت کا حکم) پیش کرو۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یہود و نصاری اثنائے گفتگو میں کہا کرتے تھے کہ اگر ہم کو محمدؐ کے ماننے سے جنت مل سکتی ہے تو یہ فائدہ ہم کو موسیٰ علیہ السلام کے مان لینے سے حاصل ہو چکا ہے اب محمدؐ کو ماننے کی ضرورت ہی نہیں چونکہ انکا یہ خیال غلط تھا اس لئے رسول اللہ ﷺ کو یہ پوچھنے کا حکم دیا گیا ہے کہ اگر تم دخول جنت کے زعم باطل میں سچے ہو تو اسکی کوئی دلیل یا توریت کا حکم بیان کرو۔

یہ بھی واقعہ ہے کہ بعض وقت علما بھی جاہلوں اور ان پڑھوں کی مار میں آجاتے ہیں صرف دنیا وی قلیل فائدہ کے لئے مذہب میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کر جاتے ہیں اسی واقعہ کو قرآن شریف میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

فویل للّذین یکتبون الکتاب باید یھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا. (البقرۃ۔۷۹)

ترجمہ: ان لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے کتاب (توریت) لکھتے اور کہتے یہ ہیں کہ یہ خدا کے پاس سے آئی ہے تاکہ اس سے تھوڑی قیمت (دنیاوی فائدہ) حاصل کریں۔

مفسرین بیان کرتے ہیں کہ توریت میں رسول اللہ ﷺ کے اوصاف و علامات صاف صاف موجود تھے یہود نے دیکھا کہ جب یہ اوصاف و علامات رسول اللہ پر صادق آجائیں گے تو ہم کو مجبوراً محمدؐ کو رسول اللہ مان لینا پڑے گا اس لئے انہوں نے اپنے علما کو اجرت دے کر اوصاف و علامات میں تحریف کرادی۔ اس سے علما کی دینداری کا پتہ چلتا ہے۔ جس طرح یہود و نصاری علما کے من گھڑت اقوال کو داخل اعتقاد کر لیتے تھے اور اپنے آپ کو مستحق جنت تصور کر کے یا توریت میں تحریف کرا کے محمدؐ کے رسول اللہ ہونے سے انکار کی وجہ یا بہانہ تلاش کر لیتے اور محمدؐ کی عدم ضرورت کے قایل ہو گئے تھے اسی طرح بعض مسلمانوں نے بھی ضرورت مہدی سے انکار کر دیا اور علانیہ کہنے لگے کہ قرآن ہمارے لئے کافی ہے وہی مہدی و ہی ہادی بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آیت اکملت لکم دینکم نازل ہونے کے بعد جب دین کامل ہو گیا تو مہدی کی ضرورت ہی کیا ہے مہدی کی ضرورت سمجھنا دین کو ناقص سمجھنے کے مرادف ہے حالانکہ دین کامل کی نصرت و تائید کی عدم ضرورت کا ذکر کسی حدیث یا آیت قرآنی سے ثابت نہیں رسول اللہ ﷺ نے تفصیلی بشارات سے جو تواتر معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں مہدی موعودؑ کے وجود کو ثابت فرمایا ہے بعض لوگ احادیث میں اپنی غلط فہمی اور محدثین متاخرین کے غلط نگاری سے دھوکہ میں آکر اجتماع مہدی و عیسیٰ علیہ السلام کے قایل ہو گئے ہیں حالانکہ اجتماع مذکور عقلاً و نقلاً باطل ہے۔ اکثر لوگ اس انتظار میں

ہیں کہ مہدی روئے زمین کے ظاہری بادشاہ ہونگے جو عقلاً صحیح نہیں ہے اور آپ کے زمانہ میں دنیا کے سب لوگ ایک ہی دین پر متحد ہو جائیں گے حالانکہ یہ نصوص قرآنی کے مخالف ہے۔ بعض لوگ مہدی عباسی کو مہدی موعود سمجھ کر غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے حالانکہ احادیث میں مہدی کی نسبت عزت اور اہل بیت رسول اللہ صلعم اور اولاد فاطمہؓ سے ہونے کی اہم شرط موجود ہے۔

میں نے اس رسالہ میں تعین شخصی کے اصول پر وہ سب کچھ بیان کر دیا ہے جس سے اماؑ سید محمد جونپوری کے مہدی موعود ہونے کا مسئلہ صاف ہو جاتا ہے اور وہ ساری غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں شائقین تحقیق کو چاہیئے کہ وہ ان لوگوں کے عقاید باطلہ کی طرف نہ جائیں جو عدم ضرورت مہدی کے قائل ہیں یا غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں بلکہ حضرت خاتم الانبیاء صلعم کے احکام کی روشنی میں ٹھنڈے دل سے تحقیق کریں۔ جب تحقیق ہو جائے تو بلا تاویل وتسویل حق بات کو مان لیں تا کہ آنحضرت صلعم کے احکام کی تعمیل ہو سہو یا غفلت متصور نہ ہو۔

خدا کا شکر ہے کہ **"رسالہ براہین مہدویہ"** ختم ہو گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ استدلالی سوانح عمری جس میں امامنا علیہ السلام حالات دور نبوت سے مربوط ہیں شائع کی جائے گی اور رسالہ "القرآن والمهدی" بھی شائع ہوگا جس میں امامنا علیہ السلام کا ثبوت آیات قرآنی ہی سے پیش کیا گیا ہے میں اپنے اس مختصر مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ سے طالبان حق کو ہدایت فرمائے۔ آمین۔ آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.

قطعہ تاریخ طباعت اوّل رسالہ براہین مہدویہ

از قمر الشعراء حضرت سید ابراہیم صاحب قمؔر

براہین مذہب ، ثبوت امام
زتالیف تدبیؔر نیکو خصال

برآمد چو خورشید تاباں قمؔر
دلم گفت سالش افروغ کمال

۱۳۷۷ھ